رد عقیدہ عرض اعمال

نبی ، ائمہ ، والدین اور رشتہ داروں پر عمل پیش ہونے کا عقیدہ

از

ابو شہریار

۲۰۱۷ طبع الاول

۲۰۱۸ طبع الثانی

۲۰۱۹ طبع الثالث

۲۰۲۰ طبع چہارم

۲۰۲۱ طبع جدید

www.islamic-belief.net

فہرست

پیش لفظ
عقیدہ عرض اعمال قرآن میں
عقیدہ عرض اعمال اہل تشیع کے مطابق
عقیدہ عرض اعمال اہل سنت کے مطابق
أَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
إن الله حرم على الأرض أجساد الأنبياء؟
ان لله ملائكة سياحين يبلغونى عن امتى السلام
ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منسوب روایات
وحيثما كنتم فصلوا علي فإن صلاتكم تبلغني
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منسوب روایات
علی رضی اللہ عنہ سے منسوب روایات
حسن رضی اللہ عنہ سے منسوب روایات
حسین رضی اللہ عنہ سے منسوب روایات
ابو مسعود الانصاری رضی اللہ عنہ سے منسوب روایات
انس رضی اللہ عنہ سے منسوب روایات
أَبِي أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ سے منسوب روایات
ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے منسوب روایت
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منسوب روایت
بعض تابعین سے منسوب اقوال
حَيْثُمَا كُنْتُم فصلوا عَلَيّ فَإِن صَلَاتُكم تبلغني پر علماء کی آراء

وفاتی خیر لکم تعرض علّی اعمالکم
عرض عمل کے دلائل کا جائزہ

اللھم صل علی محمد وعلی ال محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم انک حمید مجید

اللھم بارک علی محمد وعلی ال محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم انک حمید مجید

پیش لفظ

سلام اسلامی معاشرت کا شعار ہے. مسلم کی حدیث ہے کہ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حتّٰی تُوْمِنُوْا وَلَا تُوْمِنُوْا حتّٰی تَحَابُّوا، اَوَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی شيءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْہُ تَحَابَبْتُمْ؟ اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَکُمْ. (روا ہ مسلم

ابو ہریرہ رضی اللّٰہ عنہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ جب تک تم ایمان نہ لاؤ جنت میں داخل نہیں ہو سکتے اور تم ایمان نہیں لاؤ گے جب تک کہ آپس میں محبت نہ

کرو‘کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتلاؤں کہ جب تم وہ کرو تو آپس میں محبت کرنے لگو؟ فرمایا کہ تم اپنے درمیان سلام کو پھیلاؤ

معلوم ہوا کہ سلام کا تعلق ادب سے ہے اور ایک دوسرے کے لئے دعائیہ کلمات ہیں. ہم براہ راست اللہ سے دوسرے شخص کے لئے دعا کر سکتے ہیں لیکن اس صورت میں دوسرے شخص کو ہمارے خلوص کا پتا نہیں چلے گا لہذا معاشرت میں خلوص کی وجہ سے اس کی تلقین کی گئی ہے کہ لوگ ایک دوسرے کے لئے دعا کریں . ہم خط لکھ کر دوسرے شخص کو بھیجتے ہیں اس میں بھی یہی خلوص مقصد ہوتا ہے . لیکن جب کوئی شخص انتقال کر جائے تو اس کی نماز جنازہ ادا کی جاتی ہے اور دعائیہ کلمات میت کو سنانا مقصد نہیں ہوتا، نہ ہی اس میت سے واپس جواب کی امید کی جاتی ہے. میت کو تو پتا بھی نہیں ہوتا کہ کس نے اس کی تعریف کی اور کس نے برائی ، کس نے نماز جنازہ پڑھی اور کس نے نہیں، کس نے غسل دیا اور کس نے کفن دیا- اسلامی معاشرت کے تحت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو سلام کیا اور صحابہ نے آپ کو. پھر نبی کے لئے درود یعنی رحمت کی دعا کرنے کا اللہ نے حکم دیا

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَـتَه يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يَآ اَيُّـهَا الَّـذِيْنَ اٰمَنُـوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (56)

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں، اے ایمان والو تم بھی اس پر رحمت اور سلام بھیجو۔

جب ہم اللہ کے نبی پر درود پڑھتے ہیں تو ہمارا مقصد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سنانا نہیں ہوتا

بلکہ اللہ کی بارگاہ میں نبی کے لئے دعائے رحمت مقصود ہوتی ہے. نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں درود جھر (بلند آواز) سے پڑھنے کا حکم نہیں دیا ورنہ کسی کا خیال ہو سکتا تھا کہ صحابہ ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو درود سناتے تھے- اگر درود پیش ہونا ہی حقیقت ہوتا تو نماز کا درود جھر سے پڑھا جاتا تاکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سن سکیں کہ کون امتی درود پڑھ رہا ہے اور کون منافق ہے- حدیث میں ہے

عُرِضَتْ عَلَيَّ أَعْمَالُ أُمَّتِي حَسَنُهَا وَسَيِّئُهَا، فَوَجَدْتُ فِي مَحَاسِنِ أَعْمَالِهَا الْأَذَى يُمَاطُ عَنِ الطَّرِيقِ، وَوَجَدْتُ فِي مَسَاوِي أَعْمَالِهَا النُّخَاعَةَ تَكُونُ فِي الْمَسْجِدِ، لَا تُدْفَنُ

ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ میری امت کے اچھے اور برے تمام اعمال میرے سامنے لائے گئے تو راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا میں نے اچھے اعمال میں پایا اور برے اعمال میں میں نے وہ تھوک اور بلغم دیکھا جو مسجد سے صاف نہ کیا گیاہو

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو امت کے ان اعمال کی خبر زندگی میں ہی دی گئی تاکہ نیک اور برے اعمال سے امت کو باخبر کر سکیں لیکن وفات کے بعد اعمال پیش ہونے کا فائدہ کیا ہے کسی صحیح حدیث میں بیان نہیں ہوا- بئر معونہ کا واقعہ ہمارے سامنے ہے کفّار نے اصحاب رسول کو گھیر لیا اور قتل کرنا شروع کیا صحابہ نے اللہ سے دعا کی کہ ہمارے قتل کی خبر نبی کو دے دے اگر درود پیش ہونے کا عقیدہ ہوتا تو اس کی ضرورت ہی نہیں تھی. ایک ہی روز میں نبی صلی

اللہ علیہ وسلم کو پتا چل جاتا کہ درود پیش نہیں ہو رہا. اسی طرح عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کی شہادت کی خبر پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت رضوان لے لی - درود سلام اللہ تک جاتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک اس کو پہنچانا اصل میں علم غیب کا دعوی کرنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی زندگی ہی میں معلوم تھا کہ کون مومن ہے اور کون منافق ہے جبکہ قرآن میں ہے تم ان کو نہیں جانتے ہم جانتے ہیں (لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ) سورہ التوبہ ۱۰۱

ایک اہل حدیث عالم اسی تفریق کو نہ سمجھتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر امت کے درود و سلام کا عقیدہ اختیار کئی ہوئے ہیں اور اس کا دفا ع اس انداز میں کرتے ہیں

میت کے لیے ہم دعائیں کرتے ہیں نمازِ جنازہ میں بھی اور نمازِ جنازہ کے علاوہ بھی وقتا فوقتا فوت شدہ مسلمانوں کے لیے دعائیں کی جاتی ہیں تو یہ دعائیں اللہ کے فضل و کرم سے ان کو پہنچتی ہیں۔ پھر ہم بذریعہ خط و کتابت یا بذریعہ دوست و احباب دوسروں کو سلام دعاء پہنچاتے رہتے ہیں تو یہ سلام دعاء بھی ان تک پہنچ جاتے ہیں۔ دیکھئے آپ اپنا یہ مکتوب جس میں آپ کا میری طرف سلام بھی درج ہے، مجھ پر پیش کیا تو وہ مجھ پر پیش ہو گیا ہے تو آپ غور فرمائیں اگر کوئی فرمائے: ’’ بقول آپ کے کسی بھائی یا دوست کو بھیجے ہوئے سلام دعاء اس پر پیش کیے جاتے ہیں تو اس کو پہنچ جاتے ہیں۔ دعاء و سلام ایک عبادت ، دعائیہ عمل ہے سورۂ الشوریٰ آیت نمبر: ۵۳ کے تحت تمام امور اللہ کے حضور پیش ہوتے ہیں۔ دعاو سلام کسی کو بھیجتے وقت بھی ہم دعاء اللہ کے حضور کرتے ہیں کہ اے اللہ! ہمارے فلاں بھائی یا دوست پر سلامتی نازل

فرما تو سننے والے اس دعاء کو اللّٰہ کی بارگاہ کی بجائے ہمارے فلاں دوست یا بھائی کے حضور پیش کردیتے ہیں۔ کیا یہ ہمارے دعائیہ کلمات سلام ودعاء سننے والے ہمارے بھائی دعاء سلام دوسروں تک پہنچانے والے عربی، اُردو، انگریزی وغیرہ سے ناواقف ہیں یا آپ کا یہ عقیدہ ہے کہ کچھ اعمال ہمارے دوستوں اور بھائیوں کے حضور پیش ہوتے ہیں اور کچھ اللّٰہ کے حضور یا آپ اپنے دوستوں اور بھائیوں کو معبود سمجھ کر ان کے حضور اعمال پیش ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔'' تو آپ کا کیا جواب ہو گا؟

ان عالم کا قول سراسر غلط ہے - میت کے لئے ہم دعا کرتے ہیں تو اگر دعا قبول ہوئی تو ان کے نتیجے میں اللّٰہ تعالی میت پر رحمت کرتے ہیں - یہ عقیدہ کہ میت کو خبر دی جاتی ہے کہ کس رشتہ دار نے اس کے لئے دعا کی گمراہی ہے- سلام کا مقصد سنانا نہیں ایک دوسرے کے حق میں اللّٰہ سے رحمت طلب کرنا ہے اب چاہے یہ خط میں لکھا جائے یا نہ لکھا جائے - دنیا میں ایک دوسرے کو خط و کتابت سے یا پھر ای میل سے جو دعا بھیجی جائے ان سب کا مقصد اللّٰہ سے دعا کرنا ہے

ہمارے تمام اعمال کی تفصیل فرشتے لکھتے ہیں اور اللّٰہ تک پہنچاتے ہیں اس سے کسی کو انکار نہیں لیکن دنیا میں جو بھی کام ہوتے ہیں کیا وہ اللّٰہ تک نہیں جاتے اس میں تعمق فرماتے ہوئے عالم لکھتے ہیں

پھر سورۃ الشوریٰ کی محولہ بالا آیت کریمہ کے الفاظ: (أَلَا إِلَى اللَّـهِ تَصِيرُ الْأُمُورُ(٥٣))اس کا

ترجمہ و مطلب آپ نے لکھا ہے: ” تمام امور اللّٰہ کے حضور پیش ہوتے ہیں۔“ جبکہ قرآنِ مجید کی اس آیت کریمہ کی ہم معنی و مطلب دیگر آیات کے الفاظ ہیں: (وَإِلَى اللَّـهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ(١٠٩))” اللّٰہ ہی کی طرف تمام کام لوٹائے جاتے ہیں۔“ (وَإِلَيْهِ يُرْجَعُ الْأَمْرُ كُلُّهُ)آپ ذرا مزید غور فرمالیں- پھر ان آیات کریمہ میں اعمال کی کوئی تخصیص نہیں۔ آخرت کی بھی کوئی تخصیص نہیں تو اگر کوئی صاحب ان آیات کریمہ کے عموم کو سامنے رکھتے ہوئے فرمادیں کہ جج صاحبان کے ہاں جو کاغذات پیش کیے جاتے ہیں یا دوسرے محکموں میں کاغذات وغیرہ کی جو پیشیاں ہوتی ہیں یہ سب سورۂ الشوریٰ کی آیت نمبر ۵۳ کہ: ” تمام امور اللّٰہ کے حضور پیش ہوتے ہیں۔“ کے منافی و مخالف ہیں تو کیا خیال ہے آپ کی تحقیق کی رو سے ان کی یہ بات درست ہو گی؟

آیت اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہے. دینا کیا چیز ہے، اس کے جج، حاکم، شہنشاہ سب کے اعمال اللّٰہ کے حضور پیش ہو رہے ہیں- موصوف کہنا چاہتے ہیں کہ جس طرح جج و احکام کے سامنے کاغذات پیش ہو سکتے ہیں اسی طرح اللّٰہ تعالی کے حضور بھی پیش ہوتے ہیں - دنیا میں جب دستاویزات پیش کی جاتی ہیں تو ان کا مقصد عرض اعمال نہیں بلکہ متعدد وجوہات ہو سکتی ہیں- دستاویزات جعلی بھی ہوتے ہیں انسان ان کو بھی قبول کر لیتے ہیں لیکن مالک الملک کے سامنے جب عمل اتا ہے تو وہ اس کو جانتا ہے کہ کون خلوص سے کر رہا ہے اس بظاہر انسان کے عمل کے پیچھے کیا کارفرما ہے اس کو سب خبر ہے

اس کتاب میں اسی عرض اعمال کے گمراہ کن عقیدہ یعنی نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم پر درود

پیش ہونے والی روایات اور رشتہ داروں پر عمل پیش ہونے والی روایات کا جائزہ پیش کیا گیا ہے تاکہ آپ اس عقیدہ سے متعلق روایات میں ضعیف راویوں کی حیثیت کو جان سکیں - یاد رہے کہ جو اللہ کا حق ہے وہ اسی کا ہے جو اس کو چھیننے کی کوشش کرے گا وہ جواب دہ ہو گا

سلف کے متعدد لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں درود و سلام سنتے ہیں یہاں تک کہ بعض کے نزدیک اگر قبر نبوی کے قریب سلام کہا جائے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں اور دور سے کہا جائے، تو خود نہیں سنتے، بلکہ فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ درود و سلام پہنچاتے ہیں۔ اس عقیدے کے قائل بڑے بڑے نام ہیں مثلا ابن تیمیہ، ابن قیم، ابن کثیر، النووی وغیرہ – اسی عقیدے کے قائل وہابی علماء ہیں اور آج بھی قبر رسول کے پاس اوپر سورہ الحجرات کی آیت لگی ہے کہ اپنی آواز کو رسول کی آواز سے پست رکھو – اس کا مقصد یہ ہے کہ قبر نبوی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، سلام کا جواب دے رہے ہیں جو دھیمی آواز کی وجہ سے سنا نہیں جا رہا لہذا جو یہاں مجمع لگائے ہوئے ہیں وہ بھی اسی قدر انداز میں درود و سلام کہیں- اس کے بر عکس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی قبر اطہر میں قریب یا دور سے سلام سننا قطعاً ثابت نہیں۔ جو لوگ ایسے عقائد رکھتے ہیں ان کی اساس بعض ضعیف روایات ہیں-

كتاب الصَّارِمُ المُنْكِي في الرَّدِّ عَلَى السُّبْكِي میں شمس الدين محمد بن أحمد بن عبد الهادي الحنبلي (المتوفى: 744هـ) کہتے ہیں

فأخبر أنه يسمع الصلاة من القريب وأنه يبلغ ذلك من البعيد

پس اپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ اپ قریب سے کہا جانے والا سلام سنتے ہیں اور دور کا پہنچا دیا جاتا ہے

ابن تيمية ، مجموع الفتاوى (27 / 384) میں کہتے ہیں

أنه صلى الله عليه وسلم يسمع السلام من القريب

بے شک اپ صلی اللہ علیہ وسلم قریب سے کہا جانے والا سلام سنتے ہیں

كتاب القَولُ البَدِيعُ في الصَّلاةِ عَلَى الحَبِيبِ الشَّفِيعِ میں امام السخاوی کہتے ہیں

وعنه أيضاً – رضي الله عنه – قال: قال رسول الله – صلى الله عليه وسلم – من صلى علي عند قبري سمعته ومن صلى علي من بعيد أعلمته أخرجه أبو الشيخ في الثواب له من طريق أبي معاوية عن الأعمش عن أبي صالح عنه ومن طريقه الديلمي وقال ابن القيم أنه غريب قلت: وسنده جيد كما أفاده شيخنا

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری قبر کے پاس درود پڑھا گیا تو یہ میں سنتا ہوں اور جس نے دور سے پڑھا تو یہ مجھ تک پہنچتا ہے اس کی تخریج ابو الشیخ نے کی ہے أبي معاوية عن الأعمش عن أبي صالح کے طرق سے اور الديلمي کے طرق سے اور ابن قیم نے کہا یہ منفرد ہے میں السخاوی کہتا ہوں اس کی سند جید ہے جیسا فائدہ ہمارے شیخ ابن حجر نے دیا ہے

جو یہ مانتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم درود نہیں سنتے وہ یہ عقیدہ اختیار کر گئے ہیں کہ درود فرشتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کر رہے ہیں – فرقہ پرستوں کے مطابق جب بھی کوئی درود کہتا ہے تو روح نبوی جسد نبوی میں واپس ڈالی جاتی ہے اور پھر امت کا عمل درود و دعا پیش ہوتا ہے-

سردست یہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پیش ہونے والی روایات کا جائزہ پیش کیا گیا ہے تاکہ اپ اس عقیدہ سے متعلق روایات میں ضعیف راویوں کی حثیت کو جان سکیں

ابو شہریار

۲۰۱۸

عقیدہ عرض اعمال قرآن میں

قرآن اللہ تعالی کی طرف سے ہے اور ان تمام عقائد کی وضاحت کرتا جو ایک انسان کی اخروی فلاح کے لئے ہوں- قرآن میں اللہ تبارک و تعالی نے فرمایا

أَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلَىٰ كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْۗ وَجَعَلُواْ لِلَّهِ شُرَكَآءَ۔

تو کیا جو (اللّٰہ) ہر متنفس کے اعمال کا نگراں (ونگہباں) ہے (وہ تمہارے معبودوں کی طرح بےعلم وبےخبر ہوسکتا ہے) اور ان لوگوں نے اللّٰہ کے شریک مقرر کر رکھے ہیں۔ سورۃ الرعد ۳۳

يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍۗ۔

ہر متنفس جو کچھ کر رہا ہے وہ اسے جانتا ہے۔ سورۃ الرعد۴۲

وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ بِذُنُوبِ عِبَادِهِۦ خَبِيرًۢا بَصِيرًا

اور تمہارا پروردگار اپنے بندوں کے گناہوں کو جاننے اور دیکھنے کیلئے کافی ہے۔ سورۃ بنی اسرائیل۱۷

وَإِلَى ٱللَّهِ تُرۡجَعُ ٱلۡأُمُورُ

اور سب کاموں کا رجوع اللّٰہ ہی کی طرف ہے۔ سورۃ البقرہ **۲۱۰**

وَإِلَيۡهِ يُرۡجَعُ ٱلۡأَمۡرُ كُلُّهُۥ

اور تمام امور کا رجوع اسی کی طرف ہے۔ سورۃ ھود **۱۲۳**

وَلِلَّهِ عَـٰقِبَةُ ٱلۡأُمُورِ

اور سب کاموں کا انجام اللّٰہ ہی کے اختیار میں ہے ۔ سورۃ الحج ٤١

وَإِلَى ٱللَّهِ عَـٰقِبَةُ ٱلۡأُمُورِ

اور (سب) کاموں کا انجام اللّٰہ ہی کی طرف ہے ۔ سورۃ لقمان **۲۲**

أَلَآ إِلَى ٱللَّهِ تَصِيرُ ٱلۡأُمُورُ

دیکھو سب کام اللّٰہ کی طرف رجوع ہوں گے ۔ سورۃ الشوریٰ **۵۳**

عقیدہ عرض اعمال اہل تشیع کے مطابق

سورہ التوبہ کی آیت ۱۰۵ ہے

وقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللَّه عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ وَسَتُرَدُّونَ إِلى عالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِما كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ

اور کہہ دے کہ کام کیے جاؤ پھر عنقریب دیکھ لیں گے تمہارے کام کو اللہ اور اس کا رسول اور مسلمان، اور عنقریب تم لوٹائے جاؤ گے غائب اور حاضر کے جاننے والے کی طرف، پھر وہ تمہیں بتا دے گا جو کچھ تم کرتے تھے۔

یہ آیت غزوہ تبوک کے تناظر میں نازل ہوئی تھی .ایسے لوگ جو متساہل یا منافق تھے ان کو کہا جا رہا ہے کہ اللہ، اس کا رسول اور عام مومنین تمہارے اعمال کا مشاہدہ کریں گے کہ تم لوگ واقعی سنجیدہ ہو یا بہانے بناتے ہو اور جان لو کہ واپس اللہ عالم الغیب کی طرف ہی پلٹنا ہے- ان اعمال میں مسجد آنا، زکواۃ دینا وغیرہ شامل ہے جو مشاھدے میں آ سکیں. مقصد یہ ہے اب منافقین کی حرکات و سکنات پر نگاہ رکھی جائے گی پہلے جیسی چھوٹ ختم ہو گئی- البتہ اسی آیت کی تفسیر میں اہل تشیع نے یہ روایات بیان کیں کہ ائمہ پر اعمال پیش ہوتے ہیں

الکافی میں باب عرض الاعمال على النبي صلى اللّٰه عليه وآله والائمة عليهم السلام دیکھا جا سکتا ہے

عدة من أصحابنا، عن أحمد بن محمد، عن الحسين بن سعيد، عن النضر بن سويد، عن يحيى الحلبي، عن عبدالحميد الطائي، عن يعقوب بن شعيب قال: سألت أبا عبداللّٰه عليه السلام عن قول اللّٰه عزوجل: " اعملوا فسيرى اللّٰه عملكم ورسوله والمؤمنون " قال: هم الائمة.

یعقوب بن شعیب نے کہا میں نے امام ابو عبد اللّٰہ سے قول اللّٰہ اعملوا فسیری اللّٰہ عملکم ورسولہ والمؤمنون پر سوال کیا- فرمایا اس سے مراد ائمہ ہیں

الکلینی، محمدبن یعقوب، الکافی، ج 1، ص 219، کتاب الحجۃ، باب عرض الاعمال علی النبی و الائمۃ میں ہے

امام صادق (ع) سے نقل کیا گیا ہے کہ حضرت (ع) نے فرمایا:" لوگوں کے تمام نیک و بد اعمال ہر روز صبح سویرے پیغمبر اکرم (ص) کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں، اس لئے ہوشیار رہئے

الکافی ج1، ص 219، ح ٤ کی روایت ہے

عبداللّٰہ بن ابان ایک روایت میں کہتے ہیں:" میں نے حضرت امام رضا (ع) کی خدمت میں عرض کی کہ: میرے اور میرے خاندان کے لئے ایک دعا فرمائیے۔ حضرت (ع) نے فرمایا:" کیا میں دعا نہیں کرتا ہوں؟ خدا کی قسم آپ کے اعمال ہر روز وشب میرے سامنے پیش کئے جاتے ہیں، لہذا ہر ناسب امر کے بارے میں دعا کرتا ہوں"۔ عبداللّٰہ کہتے ہیں کہ امام (ع) کا یہ کلام میرے لئے

عجیب تھا کہ ہمارے اعمال ہر روز و شب امام (ع) کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں۔ جب امام (ع) میرے تعجب کے بارے میں آگاہ ہوئے تو مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا:“ کیا آپ خداوند متعال کی کتاب نہیں پڑھتے ہیں، جہاں پر خداوند متعال ارشاد فرماتا ہے:“ وقل اعملوا فسیراللّٰہ عملکم و رسولہ والمؤمنون” اور اس کے بعد فرمایا:“ خدا کی قسم اس آیت میں مومنون سے مراد علی بن ابی طالب (ع) ہیں

كتاب الأمالي للطوسي کی روایت ہے

أخبرنا محمد بن محمد، قال أخبرنا أبو الحسن علي بن بلال المهلبي، قال حدثنا علي بن سليمان، قال حدثنا أحمد بن القاسم الهمداني، قال حدثنا أحمد بن محمد السياري، قال حدثنا محمد بن خالد البرقي، قال حدثنا سعيد بن مسلم، عن داود بن كثير الرقي، قال كنت جالسا عند أبي عبد اللّٰه)عليه السلام(إذ قال مبتدئا من قبل نفسه يا داود، لقد عرضت علي أعمالكم يوم الخميس

داود بن كثير الرقی (مجھول الحال ہے نسائی نے خصائص علی میں روایت لی ہے) نے کہا امام ابو عبد اللّٰہ نے کہا .. تمہارے اعمال مجھ پر جمعرات کو پیش ہوتے ہیں

تفسیر القمی میں ہے

وعن محمد بن الحسن الصفار عن ابي عبداللّٰہ عليه السلام قال ان اعمال العباد تعرض على رسول اللّٰہ صلى اللّٰہ عليه وآله كل صباح ابرارها وفجارها فاحذروا فليستحيي احدكم ان يعرض على نبيه العمل القبيح، وعنه صلوات اللّٰہ عليه وآله قال ما من مؤمن يموت او كافر يوضع في قبره حتى يعرض عمله

علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وعلی امیر المؤمنین علیہ السلام

اور محمد بن الحسن الصفار سے روایت ہے کہ امام ابو عبد اللّٰہ علیہ السلام نے کہا بے شک بندوں

کا عمل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و الہ پر پیش ہوتا ہے ہر صبح کو نیکو کاروں اور گناہ گاروں کا -

پس حیا کرو کہ تمہارا عمل قبیح نبی پر پیش ہو اور اپ صلوات اللّٰہ علیہ وآلہ نے فرمایا ہے کوئی

مرنے والا مومن یا کافر نہیں جو قبر میں ہو حتی کہ اس کا عمل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و الہ اور

امیر المومنین علیہ السلام پر پیش نہ ہو

تفسیر نور ثقلین میں ہے

عن زرارة عن بريد العجلي قال : قلت لابي جعفر عليه السلام في قول اللّٰه " اعملوا فسيرى اللّٰه عملكم

ورسوله والمؤمنون " فقال : ما من مؤمن يموت ولا كافر يوضع في قبره حتى يعرض عمله على

رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه واله وعلي فهلم إلى آخر من فرض اللّٰه

طاعته على العباد .

زرارة نے بريد العجلي سے روایت کیا کہ میں نے امام جعفر سے اس قول اللّٰہ پر پوچھا: اعملوا

فسيرى اللّٰه عملكم ورسوله والمؤمنون

فرمایا کوئی مومن یا کافر ایسا نہیں جس کو قبر میں رکھا جائے یہاں تک کہ اس کا عمل

رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و الہ پر پیش نہ ہو

اسی تفسیر میں روایت ہے

علي بن ابراهيم عن أبيه عن عثمان بن عيسى عن سماعة عن ابي عبدالله عليه السلام قال : سمعته يقول : مالكم تسوؤن رسول الله صلى الله عليه واله ؟ فقال له رجل : كيف نسوئه فقال : أما تعلمون ان اعمالكم تعرض عليه ؟ فاذا راى فيها معصية سائه ذلك فلا تسوؤا رسول الله صلى الله عليه واله وسروه

سماعة نے امام ابو عبد اللہ سے روایت کیا کہا میں نے ان کو کہتے سنا تم کیوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ کو تکلیف دیتے ہو ؟ ایک رجل نے پوچھا : ہم نے کیسے تکلیف دی ؟ فرمایا : کیا تم کو پتا ہے تمھارے اعمال ان پر پیش ہوتے ہیں ؟ تو جب وہ اس میں گناہ دیکھتے ہیں تو ان کو برا لگتا ہے پس رسول اللہ کو تکلیف مت دو

اسی تفسیر میں روایت ہے

وقال ابوعبدالله عليه السلام . والمؤمنون هم الائمة

ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہا : والمؤمنون تو یہ ائمہ ہیں

شیعہ راویوں یا شیعہ نواز راویوں نے   اغلبا عرض اعمال کا عقیدہ اس لئے گھڑا کہ بنو ہاشم نے دور بنو امیہ میں کئی بار خروج کیا اس دوران یہ ثابت کرنے کے لئے کہ مخالف اصل میں مسلمان نہیں بلکہ منافق ہیں اس عقیدہ کا اجراء ہوا کہ یہ کہا جائے کہ امت میں منافق ختم نہیں ہوئے بلکہ اقتدار نشین ہو گئے ہیں ان کے خلاف خروج کرنا ہو گا اور یہ بات کہ مخالف منافق ہیں اس کی خبر درود سے مل رہی ہے کہ ان منافقوں کا درود نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش نہیں ہوتا اور ائمہ

پر بھی پیش نہیں ہوتا   یا اگر یہ مومن بھی ہیں تو ان کے گناہوں کا علم ائمہ کو ہو رہا ہے

عقیدہ عرض اعمال اہل سنت کے مطابق

سورہ التوبہ کی آیت ۱۰۵ ہے

وقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللَّه عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ وَسَتُرَدُّونَ إِلى عالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِما كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ

اور کہہ دے کہ کام کیے جاؤ پھر عنقریب دیکھ لیں گے تمہارے کام کو اللہ اور اس کا رسول اور مسلمان، اور عنقریب تم لوٹائے جاؤ گے غائب اور حاضر کے جاننے والے کی طرف، پھر وہ تمہیں بتا دے گا جو کچھ تم کرتے تھے۔

اسی آیت کی تشریح میں اہل سنت نے بھی یہ عقیدہ اختیار کیا کہ رشتہ داروں پر عمل پیش ہوتا ہے - سلف کے متعدد لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں درود و سلام سنتے ہیں یہاں تک کہ بعض کے نزدیک اگر قبر نبوی کے قریب سلام کہا جائے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں اور دور سے کہا جائے، تو خود نہیں سنتے، بلکہ فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ درود و سلام پہنچاتے ہیں۔ اس عقیدے کے قائل بڑے بڑے نام ہیں- اسی

طرح یہ لوگ رشتہ داروں پر عمل پیش ہونے کا بھی عقیدہ رکھتے تھے مثلا ابن تیمیہ، ابن قیم، ابن کثیر، النووی وغیرہ

ابن تیمیہ فتوی میں لکھتے ہیں

ولما كانت اعمال الاحياء تعرض على الموتٰى كان ابوالدرداء يقول اللّٰهم انى اعوذ بك ان اعمل عملًا اخزىٰ به عند عبداللّٰه ابن رواحة-(مجموعه فتاوىٰ ابن تيميه، ج ٢٤ ، ص ٣١٨)

چونکہ زندوں کے اعمال مردوں پر پیش کیے جاتے ہیں اس لیے ابو درداء فرمایا کرتے تھے کہ اے اللّٰہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں ایسے عمل سے جس سے عبداللّٰہ ابن رواحۃ کی نظر میں میری رسوائی ہو

ابن قیم سنن ابی داود پر اپنے حاشیہ تهذيب سنن أبي داود وإيضاح علله ومشكلاته میں کہتے ہیں

وَلَا رَيْب أَنَّ الْمَيِّت يَسْمَع بُكَاء الْحَيّ وَيَسْمَع قَرْع نِعَالهمْ وَتُعْرَض عَلَيْهِ أعمال أقاربه الأحياء

اور کوئی شک نہیں کہ میت زندوں کا رونا اور ان کے قدموں کی چاپ سنتی ہے اور اس پر زندہ رشتہ داروں کے اعمال پیش ہوتے ہیں

ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں

قَدْ وَرَدَ: أَنَّ أَعْمَالَ الْأَحْيَاءِ تُعرَض عَلَى الْأَمْوَاتِ مِنَ الْأَقْرِبَاءِ وَالْعَشَائِرِ فِي الْبَرْزَخِ

بے شک یہ آیا ہے کہ زندوں کے اعمال مردہ رشتہ داروں پر البرزخ میں پیش ہوتے ہیں

آیت کی یہ تفسیر شیعہ کی معتمد علیہ کتاب الکافی سے لی گئی ہے- یہ لوگ شاید وہ پہلے مفسرین ہیں جنہوں نے سورہ توبہ کی آیت سے یہ اخذ کیا ہے کہ رشتہ داروں پر اعمال پیش ہوتے

ہیں ان سے پہلے یہ تفسیر کرنے کی، سوائے شیعہ حضرات کے ، کسی کی ہمت نہ ہوئی- ابن کثیر تفسیر ج ۳ ص ٤٤٠ میں یہ بھی لکھتے ہیں

اس باب میں صحابہ (رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہم) سے بہت سے آثار و روایات مروی ہیں- حضرت عبداللّٰہ ابن رواحۃ کے انصاری رشتہ داروں میں سے ایک فرمایا کرتے تھے :اللّٰہم انی اعوذ بک من عمل اخزیٰ بہ عند عبداللّٰہ بن رواحۃ،اے اللّٰہ میں ایسے عمل سے تیری پناہ مانگتا ہوں جس سے عبداللّٰہ بن رواحہ کی نگاہ میں میری رسوائی ہو

ابن حجر عسقلانی فتح الباری (ج ۸، ص۱٤۹) میں لکھتے ہیں

قَالَ الْخَطَّابِيّ زَعَمَ بَعْض مَنْ لَا يُعَدّ فِي أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ الْمُرَادَ بِقَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لَا كَرْبَ عَلَى أَبِيكِ بَعْدَ الْيَوْمِ أَنَّ كَرْبَهُ كَانَ شَفَقَةً عَلَى أُمَّتِهِ لِمَا عَلِمَ مِنْ وُقُوعِ الْفِتَنِ وَالِاخْتِلَافِ وَهَذَا لَيْسَ بِشَيْءٍ لِأَنَّهُ كَانَ يَلْزَمُ أَنْ تَنْقَطِعَ شَفَقَتُهُ عَلَى أُمَّتِهِ بِمَوْتِهِ وَالْوَاقِعُ أَنَّهَا بَاقِيَةٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لِأَنَّهُ مَبْعُوثٌ إِلَى مَنْ جَاءَ بَعْدَهُ وَأَعْمَالُهُمْ تُعْرَضُ عَلَيْهِ

خطابی نے کہا کہ نبی علیہ السلام نے فاطمہ سے وفات سے کچھ پہلے کہا تھا کہ لا کرب علی ابیک بعد الیوم (یعنی اے فاطمہ تمہارے والد کو آج کے دن کے بعد اب کوئی تکلیف نہیں ہو گی) بعض وہ لوگ جن کا شمار اہل علم میں نہیں ہوتا وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کو علم دیا گیا تھا کہ ان کے بعد ان کی امت میں فتنے اور اختلافات پیدا ہوں گے، امت پر شفقت و محبت کی وجہ سے آپ کو اس کی فکر رہتی تھی، یہ فکر آپ کی تکلیف کا

باعث تھی اب چونکہ آپ دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں لہٰذا آپ کی یہ فکر بھی دور ہو رہی ہے، اس حدیث میں تکلیف سے یہی مراد ہے، حالانکہ یہ بالکل بے سروپا بات ہے، اس لیے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ امت پر نبی کی شفقت و محبت آپ کی وفات کے ساتھ ہی منقطع اور ختم ہو جائے، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ کی امت پر آپ کی شفقت و محبت قیامت تک باقی ہے، کیونکہ آپ ان لوگوں کے لیے بھی مبعوث کیے گئے ہیں جو آپ کے بعد آئیں گے اور ان کے اعمال آپ پر پیش کیے جائیں گے

ڈاکٹر عثمانی رحمہ اللّٰہ علیہ نے جب اس باطل عقیدے پر چوٹ کی تو   وَانْصُرُوا (مدد کرو) کی پکار اس طرح بلند ہوئی- خواجہ محمد قاسم کتاب کراچی کا عثمانی مذہب میں لکھتے ہیں

ابن کثیرؒ:۔ حافظ ابن کثیرؒ بھی ان کے نحو میں آگئے۔ ان سے یہ گناہ سرزد ہو گیا ہے کہ حیاتیے ان کی تفسیر سے بھی استدلال کر بیٹھے ہیں۔ ص ۳۱ پر وہ عبارت نقل کی ہے:

وهذا باب فيه آثار كثير من الصحابة وكان بعض الانصار من اقارب عبد الله بن رواحة يقول اللهم اني اعوذبك من عمل اخزى به عند عبدالله بن رواحة كان يقول ذلك بعد ان استشهد عبد الله ۔ (ج ۳ ص ۴۳۹)

"اس سلسلہ میں صحابہ سے بہت آثار مروی ہیں۔ انصار میں سے سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے ایک رشتہ دار یہ کہا کرتے تھے یا اللہ میں تجھ سے ایسے عمل سے پناہ مانگتا ہوں جو مجھے ابن رواحہؓ کے ہاں شرمندہ کرے۔ یہ ابن رواحہؓ کی شہادت کے بعد کی بات ہے"۔

عثمانی صاحب نے اس پر کوئی تبصرہ نہیں کیا البتہ میں کہتا کہ اگر یہ حوالہ درست ہو تو حافظ ابن کثیرؒ سے پہلے ان صحابہ کرام پر مشرک ہونے کا فتویٰ داغا جانا چاہیے۔

قارئین آپ بھی ہماری طرح متحر ہونگے کہ روایت کی سندی حیثیت کی تحقیق کی بجائے یہ کیا کیفیت ہے کہ ضعیف روایت کو مانا جائے گا ورنہ صحابہ پر فتوی لگنا چاہیے- قاسم صاحب کی اس عبارت سے علم حدیث، جرح و تعدیل کی تمام کتب آتش بغض میں بھسم ہو گئیں- یہ روایت المنامات از ابن أبي الدنيا سے لی گئی ہے. ابن أبي الدنيا کی کتب ، احادیث کے ذخیرہ کی کمزور ترین روایات کا مجموعہ ہے. اس کی سند ہے

حدثنا أبو بكر ، ثني محمد بن الحسين ، ثنا علي بن الحسن بن شقيق ، ثنا عبد الله بن المبارك ، عن

صفوان بن عمرو ، عن عبد الرحمن بن جبير بن نفير ، أن أبا الدرداء ، كان يقول : « إن أعمالكم

تعرض على موتاكم فيسرون ويساءون » وكان أبو الدرداء ، يقول عند ذلك : « اللهم إني أعوذ بك

أن أعمل عملا يخزى به عبد الله بن رواحة

الذھبی كتاب العبر في خبر من غبر میں لکھتے ہیں

عبد الرحمن بن جبيْر بن نفَير الحضرمِي الحمصي. وهو مُكْثِرٌ عن أبيه وغيره. ولا أعلمه روى عن

الصحابة. وقد رأى جماعة من الصحابة

عبد الرحمن بن جبيْر بن نفَير الحضرمِي الحمصي ہیں اپنے باپ سے بہت سی روایات کی ہیں اور

میں نہیں جانتا ان کی صحابہ سے کوئی روایت اور انہوں نے صحابہ کو دیکھا ہے

ابن ماكولا كتاب الإكمال میں لکھتے ہیں

جبير بن نفير من قدماء التابعين، روى عن أبيه وغيره. وابنه عبد الرحمن بن جبير بن نفير.

جبير بن نفير قدیم تابعین میں سے ہیں اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اور ان کے بیٹے عبد الرحمن بن

جبير بن نفير ہیں

معلوم ہوا کہ یہ روایت متصل نہیں- عبد الرحمن بن جبير بن نفير کا صحابہ سے سماع ثابت نہیں

اور ان کے باپ خود تابعی ہیں

حاکم نے مستدرک میں (ج ۴/ص : ۳۴۲) روایت بیان کرتے ہیں

أَخْبَرَنَا أَبُو النَّضْرِ الْفَقِيهُ، وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْقَارِئُ، قَالَا: ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ، ثَنَا يَحْيَى بْنُ

صَالِحٍ الْوُحَاظِيُّ، ثَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ السَّكُونِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ مَالِكَ بْنَ أُدَيٍّ، يَقُولُ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ، رَضِيَ اللَّه عَنْهُمَا يَقُولُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «أَلَا إِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا مِثْلُ الذُّبَابِ تَمُورُ فِي جَوِّهَا، فَاللَّهَ فِي إِخْوَانِكُمْ مِنْ أَهْلِ الْقُبُورِ فَإِنَّ أَعْمَالَكُمْ تُعْرَضُ عَلَيْهِمْ» هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ "

نعمان بن بشیر رضی اللّٰہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم سے سنا .... لوگوں اپنے مردہ بھائیوں کے معاملہ میں اللّٰہ سے ڈرو کیونکہ تمہارے اعمال ان پر پیش کیے جاتے ہیں

الذہبی کہتے ہیں فیہ مجھولان اس میں مجہول راوی ہیں

طبرانی معجم کبیرج ٤ ص ١٢٩اور معجم اوسط ج ١، ص ٥٤ روایت کرتے ہیں

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ بْنِ صَالِحٍ، ثنا عَمْرُو بْنُ الرَّبِيعِ بْنِ طَارِقٍ، ثنا مَسْلَمَةُ بْنُ عُلَيٍّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَاقِدٍ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَلَامَةَ، عَنْ أَبِي رُهْمٍ السَّمَاعِيِّ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " إِنَّ نَفْسَ الْمُؤْمِنِ إِذَا قُبِضَتْ تَلَقَّاهَا مِنْ أَهْلِ الرَّحْمَةِ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ كَمَا تَلْقَوْنَ الْبَشِيرَ فِي الدُّنْيَا، فَيَقُولُونَ: انْظُرُوا صَاحِبَكُمْ يَسْتَرِيحُ، فَإِنَّهُ قَدْ كَانَ فِي كَرْبٍ شَدِيدٍ، ثُمَّ يَسْأَلُونَهُ مَاذَا فَعَلَ فُلَانٌ؟، وَمَا فَعَلَتْ فُلَانَةُ؟ هَلْ تَزَوَّجَتْ؟ فَإِذَا سَأَلُوهُ عَنِ الرَّجُلِ قَدْ مَاتَ قَبْلَهُ، فَيَقُولُ: أَيْهَاتَ قَدْ مَاتَ ذَاكَ قَبْلِي، فَيَقُولُونَ: إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، ذُهِبَتْ بِهِ إِلَى أُمِّهِ الْهَاوِيَةِ فَبِئْسَتِ الْأُمُّ وَبِئْسَتِ الْمُرَبِّيَةُ " قَالَ: " وَإِنَّ أَعْمَالَكُمْ تُعْرَضُ عَلَى أَقَارِبِكُمْ وَعَشَائِرِكُمْ مِنْ أَهْلِ الْآخِرَةِ، فَإِنْ كَانَ خَيْرًا فَرِحُوا وَاسْتَبْشَرُوا، وَقَالُوا: اللهُمَّ هَذَا فَضْلُكَ وَرَحْمَتُكَ فَأَتْمِمْ نِعْمَتَكَ عَلَيْهِ، وَأَمِتْهُ عَلَيْهَا وَيُعْرَضُ عَلَيْهِمْ عَمَلُ

الْمُسِيءِ، فَيَقُولُونَ: اللهُمَّ أَلْهِمْهُ عَمَلًا صَالِحًا تَرْضَى بِهِ عَنْهُ وتُقَرِّبُهُ إِلَيْكَ ".

روایت کے الفاظ ہیں

وان اعمالکم تعرض علی اقاربکم وعشائرکم فان کان خیراً فرحوا واستبشروا وقالوا اللّٰھم ھٰذا فضلک ورحمتک فأتمم نعمتک علیہ ویعرض علیہم عمل المسئی فیقولون اللّٰھم الھمہ عملا صالحاً ترضٰی بہٖ عنہ و تقربہ الیک

ابو ایوب انصاری رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے اعمال تمہارے عزیز و اقارب پر پیش کیے جاتے ہیں، اگر وہ اعمال اچھے ہوتے ہیں تو وہ خوش ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے اللّٰہ یہ تیرا فضل و رحمت ہے تو اس پر اپنی نعمتوں کا اتمام فرما دے اور جب ان پر برے عمل پیش کیے جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ اے اللّٰہ اس کو عمل صالح کی توفیق عطا فرما جس سے تو اس سے راضی ہو جائے اور تیری قربت حاصل ہو

الہیثمی مجمع الزوائد میں اس روایت پر کہتے ہیں کہ اس کی سند میں مسلمہ بن علی ہے اور وہ ضعیف ہے –

رشتہ داروں پر اعمال پیش ہونے کی کوئی ایک روایت بھی سندا صحیح نہیں لیکن اس کو عقیدے کا حصہ بنایا گیا- زبیر علی زئی کتاب توضیح الاحکام میں لکھتے ہیں

تفسیر ابن کثیر (۳/۳۹۳ تحت آیہ ۵۲، ۵۳ من سورۃ الروم) میں عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے اقارب والا واقعہ بے اصل ہے۔ جو لوگ اسے صحیح سمجھتے ہیں ان پر یہ لازم ہے کہ وہ اس کی پوری سند مع توثیق اسماء الرجال پیش کریں۔

صرف کسی کتاب کا حوالہ دے دینا کافی نہیں ہے۔ مثلاً تفسیر ابن کثیر میں عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب بے اصل قصے سے پہلے ابن ابی الدنیا کی کتاب سے منقول ایک روایت کا راوی خالد بن عمرو الاموی، کذاب، منکر الحدیث، متروک الحدیث ہے۔
دیکھئے تہذیب الکمال (۵/۳۹۴، ۳۹۵)

اہل حدیث حضرات ابھی تک حدیث کی صحت پر متفق نہیں - خواجہ قاسم کہتے ہیں جن اصحاب رسول نے اس کو بیان کیا ان پر فتوی لگادو اور دوسرے کہتے ہیں یہ بے اصل ہے - اللہ اس شرک سے نکلنے کی توفیق دے- امین

أَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

سنن ابن ماجه کی روایت ہے [1]

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ الْمِصْرِي، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ الْحَارِثِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَيْمَنَ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: "أَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَإِنَّهُ مَشْهُودٌ تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ، وَإِنَّ أَحَدًا لَنْ يُصَلِّيَ عَلَيَّ إِلَّا عُرِضَتْ عَلَيَّ صَلَاتُهُ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهَا" قَالَ: قُلْتُ: وَبَعْدَ الْمَوْتِ؟ قَالَ: "وَبَعْدَ الْمَوْتِ، إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ"، فَنَبِيُّ اللَّهِ حَيٌّ يُرْزَقُ

امام ابن ماجه فرماتے ہیں کہ ہم سے عمروبن سواد المصری نے بیان کیا ۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا اور وہ عمر بن حارث سے اور وہ سید بن ابی ہلال سے۔ وہ یزید بن ایمن سے اور وہ عبادة بن نسی سے اور وہ ابوالدراد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کہ دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ وہ دن حاضری کا ہے۔ اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ مجھ پر جو کوئی شخص دورد پڑھتا ہے اس کا ددور مجھ پر پیش کیا جاتا ہے حتی کہ وہ اس سے فارغ ہو۔ میں نے کہا یا رسول اللہ آپ کی موت کے بعد ؟ آپ نے فرمایا اللہ نے حرام کر دیا ہے کہ زمین انبیاء کے جسموں کو کھائے پس نبی

اللہ کو رزق دیا جاتا ہے

عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍّ کا سماع ابو الدرداء سے نہیں ہے اور اس کو مرسل کہا جاتا ہے - راوی ثقہ ہوں

لیکن ان کا سماع نہ ہو تو روایت ضعیف ہی ہوتی ہے یہ سادہ اصول علم حدیث کی تمام کتب

میں ہےابن حجر خود تہذیب میں لکھتے ہیں

زيد بن أيمن. روى عن عبادة بن نسي. وعنه سعيد بن أبي هلال وذكره ابن حبان في الثقات روى له

ابن ماجة حديثا واحدا في فضل الصلاة على النبي صلى اللّٰه عليه وآله وسلم1. قلت رجاله ثقات لكن

قال البخاري زيد بن أيمن عن عبادة بن نسي مرسل.

زید بن ایمن جو سے روایت کرتا ہے اور ان سے سعید بن ابی ہلال اس کا ذکر ابن حبان نے ثقات میں

کیا ہے ابن ماجہ نے ان سے روایت کی ہے ایک حدیث جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود

سے متعلق ہے میں کہتا ہوں اس کے راوی ثقہ ہیں لیکن امام بخاری کہتے ہیں زید بن ایمان اور وہ

عبادہ سے مرسل ہے

الذھبی میزان میں لکھتے ہیں

زيد بن أيمن [ق] عن عبادة بن نسى عن أبي الدرداء، قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: أن اللّٰه حرم

على الأرض أن تأكل أجساد الانبياء، فنبي اللّٰه حى يرزق روى عنه سعيد بن أبي هلال فقط، لكن

ذكره ابن حبان في الثقات على قاعدته

زید بن ایمان ان سے عبادہ کی روایت اور ان سے ابو درداء کی کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ اللہ نے

حرام کر دیا ہے زمیں پر کہ انبیاء کے جسموں کو کھئے پس نبی اللہ کو رزق دیا جاتا ہے ان سے اس کو فقط سعید نے روایت کیا ہے لیکن ابن حبان نے اپنے قاعدے کے مطابق اس کو ثقات میں شمار کر دیا ہے

ابن حبان پر تساہل کا زور تھا اس کی طرف الذھبی نے اشارہ دیا ہے- البوصيري "مصباح الزجاجة" میں کہتے ہیں

هذا إسناد رجاله ثقات إلا أنه منقطع في موضعين: عبادة بن نسي روايته عن أبي الدرداء مرسلة;

اس روایت کی اسناد میں ثقہ رجال ہیں لیکن یہ دو مقام پر منقطع ہے عبادہ بن نسی کی ابو درداء سے روایت مرسل ہے

ابن کثیر تفسیر میں سورہ الاحزاب پر بحث میں اس روایت کو بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں

هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَفِيهِ انْقِطَاعٌ بَيْنَ عُبَادَةَ بْنِ نُسِيٍّ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ فَإِنَّهُ لَمْ يُدْرِكْهُ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

یہ حدیث غریب ہے اس سند سے اس میں انقطا ع ہے عبادہ اور ابی الدرداء کے درمیان کیونکہ انکی ملاقات نہ ہوئی

یہ اقوال بھی ہیں جو واضح کرتے ہیں روایت منقطع ہے - اسی سند سے تفسیر الطبری کی ایک اور روایت ہے

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: ثني عَمِّي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ

سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَيْمَنَ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍّ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَكْثِرُوا عَلَيَّ الصَّلَاةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَإِنَّهُ يَوْمٌ مَشْهُودٌ تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ

ابو الدردا رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر کثرت سے جمعہ کے دن درود پڑھو کیونکہ یہ وہ دن ہے جو یوم مشہود ہے فرشتے دیکھتے ہیں

یہ روایت بھی مرسل ہے ضعیف ہے اور کیا فرشتے عام دنوں میں نہیں ریکارڈ کرتے

ان دونوں روایات کو ملا کر ابن قیم نے کتاب جلاء میں ذکر کیا

قَالَ الطَّبَرَانِيّ حَدثنَا يحيى بن أَيُّوب العلاف حَدثنَا سعيد بن أبي مَرْيَم حَدثنَا يحيى بن أَيُّوب عَن خَالِد بن يزِيد عَن سعيد بن أبي هِلَال عَن أبي الدَّرْدَاء قَالَ قَالَ رَسُول اللّٰه صلى اللّٰه عَلَيْهِ وَسلم أَكْثرُوا الصَّلَاة عَليّ يَوْم الْجُمُعَة فَإِنَّهُ يَوْم مشهود تشهده الْمَلَائِكَة لَيْسَ من عبد يُصَلِّي عَليّ إِلَّا بَلغنِي صَوته حَيْثُ كَانَ قُلْنَا وَبعد وفاتك قَالَ وَبعد وفاتي إِن اللّٰه حرم على الأَرْض أَن تَأْكُل أجساد الْأَنْبِيَاء

طبرانی نے کہا ... سعید بن ھلال نے ابو درداء سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر کثرت سے جمعہ کے روز درود کہو کیونکہ یہ دیکھا جاتا ہے اس کو فرشتے دیکھتے ہیں – ایسا کوئی بندہ نہیں جو مجھ پر جہاں سے درود کہے تو اس کی آواز وہاں سے مجھ تک نہ پہنچے - ہم نے کہا اور وفات کے بعد؟ فرمایا میری وفات کے بعد تو بے شک اللہ تعالی نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ انبیاء کے جسموں کو کھائے

سخاوی کتاب الأجوبة المرضية فيما سئل السخاوي عنه من الأحاديث النبوية میں اس روایت کا

متن دیتے ہیں اور تبصرہ کرتے ہیں جن کے مطابق متن میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آواز بھی سنتے ہیں

بظاهر رواية عند الطبراني في معجمة الكبير لفظها: "أكثروا الصلاة على يوم الجمعة فإنه يوم مشهود تشهده الملائكة، ليس من عبد يصلي علي إلا بلغني صوته حيث كان" قلنا: وبعد وفاتك؟ قال: "وبعد وفاتي، إن اللّٰه حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء" ولكن المعتمد الأول. وقوله بلغني صوته لا تقتضي كونه بلاد واسطة إذا كان بعيدًا،

بظاہر روایت جو طبرانی معجم کبیر میں ہے اس میں الفاظ ہیں مجھ پر کثرت سے جمعہ کے دن درود پڑھو کہ یہ فرشتوں کا یوم مشہود ہے ، کوئی بندہ ایسا نہیں جو درود پڑھے اور اس کی آواز جہاں وہ ہو وہاں سے مجھ تک نہ پہنچے – ہم نے کہا : اور اپ کی وفات کے بعد ؟ فرمایا اللہ نے حرام کر دیا ہے کہ زمین انبیاء کے جسموں کو کھائے – سخاوی نے کہا لیکن پہلا قول قابل اعتماد ہے اور قول کہ اس کی آواز مجھ تک آتی ہے یہ اس کا تقاضہ نہیں کرتے کہ یہ شہر اگر دور ہوں تو کسی واسطہ سے (یعنی فرشتوں سے) یہ درود پہنچایا جائے گا

سخاوی کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم براہراست دور سے بھی درود کی آواز سن لیتے ہیں -

البدرُ التمام شرح بلوغ المرام کے مؤلف الحسين بن محمد بن سعيد اللاعيّ، المعروف بالمَغرِبي (المتوفى: 1119 هـ) ان الفاظ پر کہتے ہیں

وفي رواية للطبراني: "ليس من عبد يصلي علي إلا بلغني صوته، قلنا: وبعد وفاتك؟ قال: وبعد وفاتي إن اللّٰه عزَّ وجلَّ حرم على الأرض أن يل أجساد الأنبياء" - فالأحاديث تدل على أن الإدراك بعد الموت كالإدراك قبله.

اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ ایسا کوئی بندہ نہیں جو درود کہے اور اس کی آواز مجھ تک نہ آئے ... پس یہ احادیث دلیل ہیں کہ موت کے بعد بھی ادرک ویسا ہی رہتا ہے جیسا زندگی میں تھا

الحسين بن محمد بن سعيد اللاعيّ، المعروف بالمَغرِبي (المتوفى: 1119 هـ) مزید لکھتے ہیں

ولا تعارض بين تبليغ الملك وسماعه - صلى اللّٰه عليه وسلم - فإنه يسمع (جـ) ويبلغه إشعارًا بمزيد الخصوصية، والاعتناء بشأنه. وقال الأستاذ أبو منصور البغدادي قال المتكلمون المحقون من أصحابنا: إن نبينا - صلى اللّٰه عليه وسلم - حيّ بعد وفاته وأنه بشر بطاعات أمته

اور فرشتوں کے پہنچانے میں اور رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے درود خود سن لینے میں کوئی تعارض نہیں ہے کیونکہ وہ سنتے ہیں .... اور استاد ابو منصور بغدادی کا کہنا ہے کہ متکلمین محقق ہمارے اصحاب میں سے کہتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وفات کے بعد زندہ ہیں اور ان کو امت کی نیکی کی بشارت دی جاتی ہے

إن اللّٰہ حرم على الأرض أجساد الأنبياء؟

رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم سے منسوب ایک روایت پیش کی جاتی ہے- سنن ابو داود میں ہے

حدثنا هارون بن عبد اللّٰه، حدثنا حسين بن علي، عن عبد الرحمن بن يزيد بن جابر، عن ابي الاشعث الصنعاني، عن اوس بن اوس، قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إن من أفضل أيامكم يوم الجمعة فأكثروا علي من الصلاة فيه فإن صلاتكم معروضة علي قال فقالوا يا رسول اللّٰهِ وكيف تعرض صلاتنا عليك وقد أرمت قال يقولون بليت قال إن اللّٰه تبَارك وتعالى حرم على الأرض أجساد الأنبياء صلى اللّٰه عليهم

اوس بن اوس رضی اللّٰہ عنہ نے کہا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا : بے شک تمہارے دنوں میں جمعہ سب سے افضل ہے پس اس میں کثرت سے درود پڑھو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش ہوتا ہے – صحابہ نے پوچھا یا رسول اللّٰہ یہ کیسے جبکہ اپ تو مٹی ہوں گے ... رسول اللّٰہ نے فرمایا بے شک اللّٰہ تبارک و تعالی نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ انبیاء کے جسموں کو کھائے

اس روایت کو اگر صحیح تسلیم کیا جائے تواس سے یہ نکلتا ہے

اول عرض اعمال قبر میں انبیاء پر ہوتا ہے

دوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جمعہ کے دن قبر میں عمل پیش ہوتا ہے

سوم انبیاء کے اجسام محفوظ رہیں گے

چہارم درود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر زندگی میں بھی پیش ہو رہا تھا صحابہ کو اشکال وفات کے بعد والے دور پر ہوا

حسين بن علي الجعفي صحيح بخاري کے راوی ہیں لیکن امام بخاری کے نزدیک ان کی تمام روایات صحیح نہیں ہیں اور یہ غلطی نسب میں کر گئے ہیں اور عبد الرحمان بن یزید بن تمیم کو ابن جابر کہہ گئے تفصیل نیچے آ رہی ہے- حسين بن علی الجعفي کے لئے ابن سعد طبقات میں لکھتے ہیں

وَكَانَ مَأْلَفًا لِأَهْلِ الْقُرْآنِ وَأَهْلِ الْخَيْرِ

اور یہ اہل قرآن اور اہل خیر کی طرف مائل تھے

الذھبی سير الاعلام النبلاء میں لکھتے ہیں کہ مُحَمَّدُ بنُ رَافِعٍ کہتے ہیں

وَكَانَ رَاهِبَ أَهْلِ الكُوْفَةِ   اور یہ اہل کوفہ کے راھب تھے

اور يَحْيَى بنُ يَحْيَى التَّمِيْمِيُّ کے مطابق

إِنْ كَانَ بَقِيَ مِنَ الأَبْدَالِ أَحَدٌ، فَحُسَيْنٌ الجُعْفِيُّ

اگر ابدال میں سے کوئی رہ گیا ہے تو وہ حُسَيْنٌ الجُعْفِيُّ ہیں

صحیح مسلم کے مقدمے میں امام مسلم لکھتے ہیں کہ اہل خیر کے بارے میں ائمہ محدثین کی رائے اچھی نہیں تھی

وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَتَّابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَفَّانُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: «لَمْ نَرَ الصَّالِحِينَ فِي شَيْءٍ أَكْذَبَ مِنْهُمْ فِي الْحَدِيثِ» قَالَ ابْنُ أَبِي عَتَّابٍ: فَلَقِيتُ أَنَا مُحَمَّدَ بْنَ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانَ، فَسَأَلْتُهُ عَنْهُ، فَقَالَ: عَنْ أَبِيهِ، «لَمْ تَرَ أَهْلَ الْخَيْرِ فِي شَيْءٍ أَكْذَبَ مِنْهُمْ فِي الْحَدِيثِ». قَالَ مُسْلِمٌ: " يَقُولُ: يَجْرِي الْكَذِبُ عَلَى لِسَانِهِمْ، وَلَا يَتَعَمَّدُونَ الْكَذِبَ

مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ کہتے ہیں میں نے اپنے باپ سے سنا کہ صالحین سب سے زیادہ جھوٹ حدیث میں بولتے ہیں ... اہل خیر حدیث میں سے زیادہ جھوٹ بولتے ہیں – امام مسلم نے کہا کہتے ہیں ان کی زبانوں پر جھوٹ جاری ہو جاتا جبکہ ان کا اس کا ارادہ بھی نہ ہوتا

حسین بن علی الجعفی کا روایت میں غلطی کرنا ان کا اہل خیر کی طرف مائل ہونا اور لوگوں کا ان کو ابدال کہنا اور راہب کوفہ کہنا اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ وہ زہد کی طرف مائل تھے اور روایت جب عبد الرحمان بن یزید بن تمیم سے سنی تو اس قدر پسند آئی کہ اس کے متن اور عبد الرحمان سے اس کا پورا نسب تک نہ جانا اور بیان کر دی

اس روایت کی تیسری صدی میں تضعیف

امام بخاری نے اس روایت کا تعاقب کیا ہے (تاریخ الصغیر ج ۲ ص ۱۰۹ ، تاریخ الکبیر ج ۵ ص

۳٦٥) اور کہا ہے کہ اس کی سند صحیح نہیں اہل کوفہ نے نام تبدیل کیا ہے اور کہا ہے عبد الرحمن بن یزید بن جابر جبکہ یہ عبد الرحمن بن یزید بن تمیم ہے

امام ابن ابی حاتم نے کتاب العلل الحدیث ج ۱ ص ۱۹۷ میں لکھتے ہیں

وأمّا حُسينٌ الجُعفِيّ : فإِنّهُ روى عن عَبدِ الرّحمنِ بنِ يزِيد بنِ جابِرٍ ، عن أبِي الأشعثِ ، عن أوسِ بنِ أوسٍ ، عنِ النّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِي يومِ الجُمُعةِ ، أنّهُ قال : أفضلُ الأيّامِ : يومُ الجُمُعةِ ، فِيهِ الصّعقةُ ، وفِيهِ النّفخةُ وفِيهِ كذا وهُو حدِيثٌ مُنكرٌ ، لا أعلمُ أحدًا رواهُ غير حُسينٍ الجُعفِيِّ وأمّا عبدُ الرّحمنِ بنُ يزِيد بنِ تمِيمٍ فهُو ضعِيفُ الحدِيثِ ، وعبدُ الرّحمن بنُ يزِيد بنِ جابِرٍ ثِقةٌ.

اور جہاں تک حُسينٌ الجُعفِيّ کا تعلق ہے پس یہی وہ راوی ہے جس نے عَبدِ الرّحمنِ بنِ يزِيد بنِ جابِرٍ ، عن أبِي الأشعثِ ، عن أوسِ بنِ أوسٍ ، عنِ النّبِيِّ صلى الله عليه وسلم (کس سند سے) جُمُعةِ کے دن پر روایت کی ہے کہ اس دن الصّعقةُ اور النّفخةُ ہو گا جو ایک حدیث منکر ہے اور میں نہیں جانتا کسی نے روایت کیا ہو سوائے اس حُسينٌ الجُعفِيّ کے. اور جہاں تک عبدُ الرّحمنِ بنُ يزِيد بنِ تمِيمٍ کا تعلق ہے تو وہ ضعیف الحدیث ہے اور عبدُ الرّحمنِ بنُ يزِيد بنِ جابر ثقہ ہے

البزاز المتوفی ۲۹۲ ھ کتاب مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار میں اس روایت پر لکھتے ہیں

وَهَذَا الْحَدِيثُ بِهَذَا اللَّفْظِ لَا نَعْلَمُ أَحَدًا يَرْوِيهِ إِلَّا شَدَّادُ بْنُ أَوْسٍ، وَلَا نَعْلَمُ لَهُ طَرِيقًا غَيْرَ هَذَا الطَّرِيقِ عَنْ شَدَّادٍ، وَلَا رَوَاهُ إِلَّا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ وَيُقَالُ: إِنَّ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ هَذَا هُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ تَمِيمٍ، وَلَكِنْ أَخْطَأَ فِيهِ أَهْلُ الْكُوفَةِ أَبُو أُسَامَةَ وَالْحُسَيْنُ الْجُعْفِيُّ، عَلَى أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَزِيدَ بْنِ

تَمِيمٍ لَا نَعْلَمُ رَوَى عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ، وَإِنَّمَا قَالُوا ذَلِكَ لِأَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ ثِقَةٌ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ تَمِيمٍ لَيِّنُ الْحَدِيثِ، فَكَانَ هَذَا الْحَدِيثُ فِيهِ كَلَامٌ مُنْكَرٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: هُوَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ تَمِيمٍ أَشْبَهُ

اور یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ کسی نے روایت نہیں کیے سوائے شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ کے اور اس سے حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ نے اور کہا ہے عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ اور یہ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بن تمیم ہے لیکن یہ غلطی ہے اہل کوفہ أَبُو أُسَامَةَ اورالْحُسَيْنُ الْجُعْفِيُّ کی ... اور انہوں نے یہ اس لئے کیا کیونکہ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ ثقہ ہے اور عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَزِيدَ بْنِ تمیم کمزور ہے اور اس حدیث میں منکر کلام ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب ہے

عرض اعمال والی روایت کو صحیح کہنے والے ابو داود کا بھی حوالہ دیتے ہیں کہ انہوں نے اس پر سکوت کیا ہے اور ان سے منسوب ایک خط میں انہوں نے کہا کہ قد قال في رسالته لأهل مكة كل ما سكت عنه فهو صالح جس پر بھی میں سکوت کروں وہ صالح سمجھی جائے –اس کے برعکس البانی اس قول کو خاطر میں نہیں لاتے اور پوری ایک کتاب ضیف ابو داود تالیف کر بیٹھے جس میں اکثر وہ روایات ہیں جن پر ابو داود کا سکوت ہے-

سوال یہ ہے کہ یہ تضاد کیوں ہے عقیدے کی ضعیف سے ضعیف روایت پر ابو داود کے سکوت کا حوالہ دینا اور قبول کرنا اور عمل میں انہی کو رد کرنا[2]

چوتھی صدی میں اس روایت کی تصحیح

بعض علماء ایسی روایات کو سنتے ہی وجد میں آ گئے اور تصحیح کر بیٹھے مثلا چوتھی صدی کے امام دارقطنی (المتوفى: 385ھ) بھی حرم علی الازض والی روایت کی تصحیح کر گئے حالانکہ اپنی کتاب العلل میں ایک روایت پر لکھتے ہیں

وَرَوَاهُ أَبُو أُسَامَةَ، فَقَالَ: عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ وَوَهِمَ فِي نَسَبِهِ، وَإِنَّمَا هُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ تَمِيمٍ

اور اس کو ابو اسامہ نے روایت کیا ہے اور کہا ہے عبد الرحمان بن یزید بن جابر اور اس کے نسب میں وہم کیا اور یہ تو بے شک عبد الرحمان بن یزید بن تمیم ہے

یعنی دارقطنی یہ مان رہے ہیں کوفی ابو اسامہ نے عبد الرحمن بن یزید کے نسب میں غلطی کی لیکن اس کو حسین الجعفی کے لئے نہیں کہتے جو بالکل یہی غلطی کر رہا ہے

عرض اعمال والی درود پیش ہونے والی روایت پر ابن حبان کا بھی حوالہ دیا جاتا ہے کہ انہوں نے اس کو صحیح میں لکھا ہے – ابن حبان چوتھی صدی ہجری کے محدث ہیں ان سے ایک صدی قبل بخاری اور ابی حاتم اس روایت کو معلول قرار دے چکے تھے لیکن وہ اس کی تصحیح کر بیٹھے – اس کی وجہ ابن حبان کا اپنا عقیدہ ہے کہ قبروں کے پاس دعائیں قبول ہوتی ہیں اور ابن حبان سماع الموتی کے قائل تھے[3]

محدث ابن حبان نے اپنی صحیح میں اس کو نقل کیا ہے

ذِكْرُ الْبَيَانِ بِأَنَّ صَلَاةَ مَنْ صَلَّى عَلَى الْمُصْطَفَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أُمَّتِهِ تُعْرَضُ عَلَيْهِ فِي قَبْرِهِ

910 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ خُزَيْمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ، عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ، وَفِيهِ قُبِضَ، وَفِيهِ النَّفْخَةُ، وَفِيهِ الصَّعْقَةُ، فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ» ، قَالُوا: وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرَمْتَ؟، فَقَالَ: «إِنَّ اللَّهَ جَلَّ وَعَلَا حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَامَنَا

اس سند کی خاص بات ہے کہ حسین بن علی کے بقول اس میں حدثنا سے عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ نے اس کو روایت کیا ہے اور اس کو ابن قیم نے دلیل بنایا ہے کہ حسین نے واقعی عبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ سے اس کو لیا تھا

محدث أبو بكر محمد بن إسحاق بن خزيمة النيسابوري (المتوفى: 311هـ) نے بھی اس روایت کو اپنی صحیح میں درج کیا ہے

بَابُ فَضْلِ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يَوْمَ الْجُمُعَةِ

1733 - أَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ كُرَيْبٍ، نَا حُسَيْنٌ -يَعْنِي ابْنَ عَلِيٍّ الْجُعْفِيَّ-، ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ، عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ قُبِضَ، وَفِيهِ النَّفْخَةُ، [183 - أ] وَفِيهِ الصَّعْقَةُ، فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ". قَالُوا: وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرِمْتَ؟ فَقَالَ: "إِنَّ اللَّهَ - عَزَّ وَجَلَّ - حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ

الْأَنْبِيَاءِ"

روایت کی پانچویں صدی میں تصحیح

عرض اعمال والی روایت کو پانچویں صدی کے امام حاکم نے بھی صحیح قرار دیا اور شیخین کی شرط پر کہا جبکہ بخاری تاریخ الکبیر اور الصغیر میں اس روایت کے راوی حسین الجعفی پر بات کر چکے ہیں – امام حاکم خود شیعیت کی طرف مائل ہوئے اور حدیث طیر کو صحیح کہتے تھے کہ علی سب صحابہ سے افضل ہیں

روایت کی ساتویں صدی میں تصحیح

کتاب بیان الوهم والإيهام في کتاب الأحكام میں ابن القطان (المتوفی : 628ھ) نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے

وَذكر من طَرِيق أبي دَاوُد فِي الْجُمُعَة، حَدِيث: " إِن الله حرم على الأَرْض أَن تَأْكُل أجساد الْأَنْبِيَاء ".

ثمَّ رده بِأَن قَالَ: هَذِه الزِّيَادَة رَوَاهَا من حَدِيث حُسَيْن الْجعْفِيّ، عَن عبد الرَّحْمَن بن يزِيد بن جَابر، عَن أبي الْأَشْعَث، عَن أَوْس بن أَوْس، قَالَ: وَيُقَال: إِن عبد الرَّحْمَن هَذَا هُوَ ابْن يزِيد بن تَمِيم، قَالَه البُخَارِيّ وَأَبُو حَاتِم، وَهُوَ مُنكر الحَدِيث ضَعِيفه. انْتهى كَلَامه.

وَهُوَ صَحِيح، إِلَّا أَنه قد يفهم مِنْهُ خلاف مُرَاده، فلنبين مَا يُوهِمهُ ظَاهره، ثمَّ نشرح بعد ذَلِك مُرَاده،

فَالَّذِي يُوهِمهُ ظَاهره، هُوَ أَن هَذَا الرجل الَّذِي رَوَاهُ عَنهُ حُسَيْن بن عَليّ الْجعْفِيّ، الَّذِي [هُوَ عبد الرَّحْمَن بن يزِيد بن] جَابر، يُقَال: إِنَّه عبد الرَّحْمَن بن يزِيد بن تَمِيم / وَأَنه على كل حَال مُنكر الحَدِيث ضَعِيفه، سَوَاء قيل فِيهِ: عبد الرَّحْمَن بن يزِيد بن جَابر، أَو عبد الرَّحْمَن بن يزِيد بن تَمِيم، فَيَجِيء هَذَا كَأَنَّهُ شهره بِأَنَّهُ ابْن يزِيد بن تَمِيم، بعد أَن وَصفه بِابْن جَابر، كَأَنَّهُ ينْسب نسبتين: إِحْدَاهمَا أشهر من الْأُخْرَى، وَقع فِي الْإِسْنَاد بأخفاهما، فبينه بأشهرهما، كَمَا نجد فِي الْأَسَانِيد، مُحَمَّدًا الطَّبَرِيّ، فَنَقُول: هُوَ مُحَمَّد بن سعيد المصلوب، وَقد تقدم لَهُ هُوَ هَذَا بِعَيْنِه و كما نجد إِبْرَاهِيم بن أبي عَطاء، فَنَقُول: هُوَ إِبْرَاهِيم بن أبي يحيى.

وَلِهَذَا الْمَعْنى وضع أَبُو مُحَمَّد: عبد الْغَنِيّ كِتَابه الْمُسَمّى بإيضاح الْمُشكل، وَلَيْسَ الْأَمر فِي هَذَا الرجل كَذَلِك، وَإِنَّمَا هُنَاكَ رجلَانِ: أَحدهمَا: عبد الرَّحْمَن بن يزِيد بن جَابر، وَهَذَا ثِقَة، وَالْآخر عبد الرَّحْمَن بن يزِيد بن تَمِيم، وَهَذَا مُنكر الحَدِيث وضعيفه، فحسين الْجعْفِيّ وَأَبُو أُسَامَة يرويان مِنْهُمَا عَن عبد الرَّحْمَن بن تَمِيم الضَّعِيف، إِلَّا أَنَّهُمَا يغلطان فِي نسبه، فَيَقُولَانِ فِيهِ: ابْن جَابر بَدَلا من ابْن تَمِيم، فهما بِهَذَا يخلعان على الضَّعِيف صفة الثِّقَة، فَإِذا وجد المحدثون رِوَايَة أبي أُسَامَة، أَو حُسَيْن الْجعْفِيّ، عَن عبد الرَّحْمَن بن يزِيد ابْن جَابر، يَقُولَانِ، هَذَا خطأ إِنَّمَا أَرَادَا ابْن تَمِيم، وَالْبُخَارِيّ وَأَبُو حَاتِم مِمَّن يفعل هَذَا.

فَإِذن أَبُو مُحَمَّد إِنَّمَا أخبرنَا عَن هَذَا الْعَمَل، أَي إِن هَذَا الَّذِي قَالَ فِيهِ حُسَيْن الْجعْفِيّ: إِنَّه عبد الرَّحْمَن بن يزِيد بن جَابر، إِنَّمَا هُوَ ابْن تَمِيم، فغلط فِي ذَلِك. قَالَ أَبُو حَاتِم الرَّازِيّ: سَأَلت مُحَمَّد بن عبد

الرَّحْمَن ابْن أخي حُسَين الْجعْفِيّ عَن عبد الرَّحْمَن بن يزِيد بن جَابر، فَقَالَ: قدم الْكُوفَة عبد الرَّحْمَن بن يزِيد بن تَمِيم، وَيزِيد بن يزِيد بن جَابر، ثمَّ قدم عبد الرَّحْمَن بن يزِيد بن جَابر بعد ذَلِك بدهر، فَالَّذِي يحدث عَنهُ أَبُو أُسَامَة، وَهُوَ ابْن تَمِيم، وَلَيْسَ ابْن جَابر. قَالَ أَبُو حَاتِم: [روى عَنهُ أَبُو أُسَامَة، وحسين الْجعْفِيّ] وَقَالا: هُوَ ابْن يزِيد ابْن جَابر، وغلطا فِي نسب [بِهِ، وَيزِيد بن تَمِيم أصح، وَهُوَ ضَعِيف الحَدِيث]

ابن قطان کے بقول ابو حاتم اور امام بخاری کو وہم ہوا کہ یہ دو الگ الگ شخص ہیں جبکہ یہ ایک ہی ہے رجل ہے جو ثقه ہے البتہ اس کے نسب میں اس کو مشہور سے نسبت دی گئی ہے- ابن القطان کے بقول ان کو اس کا علم اسانید دیکھ کر ہوا ہے

راقم کہتا ہے اس حوالے سے ابن قطان نے گمان زیادہ لگایا ہے دلیل میں کچھ پیش نہیں کیا ہے جس پر بھروسہ کیا جا سکے

ابن قطان کے ہم عصر امام النووی نے بھی اس کو ریاض الصالحین میں نقل کر کے   رواه أَبُو داود بإسنادٍ صحيح قرار دیا ہے

روایت کی آٹھویں صدی میں تصحیح

آٹھویں صدی کے ابن تیمیہ اور ابن قیم نے ایسی روایات کی بھرپور تائید کی

کتاب   جلاء الأفهام في فضل الصلاة على محمد خير الأنام میں ابن قیم کہتے ہیں کہ امام بخاری وابی حاتم سے غلطی ہوئی کہ روایت میں نام میں نسب صحیح نہیں ہے

قَالَ ابْن حبَان فِي صَحِيحه حَدثنَا ابْن خُزَيْمَة حَدثنَا أَبُو كريب حَدثنَا حُسَيْن بن عَليّ حَدثنَا عبد الرَّحْمَن بن يزِيد بن جَابر فَصرحَ بِالسَّمَا ع مِنْهُ وَقَوْلهمْ إِنَّه ظن أَنه ابْن جَابر وَإِنَّمَا هُوَ ابْن تَمِيم فغلط فِي اسْم جده بعيد فَإِنَّهُ لم يكن يشْتَبه على حُسَيْن هَذَا بِهَذَا مَا نَقده وَعلمه بهما و سماعه مِنْهُمَا

ابن حبان نے صحیح میں روایت کیا ہے ... حسین بن علی نے کہا حدثنا   عبد الرحمان بن یزید بن جابر   ... پس سماع کی صراحت کر دی ہے اور ان کا گمان کہ یہ ابن جابر نہیں ابن تمیم ہے بعید ہے کیونکہ حسین کو اس پر اشتباہ نہیں ہے

ابن قیم کی بات میں وزن نہیں ہے کیونکہ نسب میں غلطی حسین بن علی الجعفی نے کی ہے جس سے انہوں نے سنا وہ ابن تمیم تھا لیکن اس کو ابن جابر سمجھ بیٹھے- ظاہر ہے حدثنا یا عن کا اس میں سوال ہی نہیں ہے

دوسری طرف ابن رجب حنبلی   المتوفی ۷۹۵ ھ کتاب شرح علل الترمذي ج ۲ ص ۸۱۸ میں لکھتے ہیں

وكذلك روى حسين الجعفي عن ابن جابر عن أبي الأشعث عن أوس بن أوس عن النبي - صلى الله عليه وسلم -. "أكثروا علي من الصلاة يوم الجمعة - الحديث" فقالت طائفة:هو حديث منكر، وحسين الجعفي سمع من عبد الرحمن بن يزيد بن تميم الشامي، وروى عنه أحاديث منكرة فغلط في نسبته. وممن ذكر ذلك البخاري وأبو زرعة وأبو حاتم وأبو داود وابن حبان وغيرهم.

اور اسی طرح حسين الجعفي نے ابن جابر سے انہوں نے أبي الأشعث عن أوس بن أوس عن النبي صلى

اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے مجھ پر جمعہ کے دن کثرت سے درود پڑھو حدیث پس ایک گروہ نے کہا کہ یہ منکر حدیث ہے اس کو عبد الرحمن بن یزید بن تمیم الشامي سے سنا ہے اور اس سے منکر حدیثیں نقل کی ہیں اور نسب میں غلطی کی ہے اور اس بات کا ذکر کیا ہے امام بخاری نے ابو زرعة اور أبو حاتم اور أبو داود اورابن حبان اور دوسروں نے

عصر حاضر میں اس روایت کی تصحیح و تضعیف

عصر حاضر میں ڈاکٹر عثمانی رحمہ اللہ علیہ وہ پہلے رجل مومن ہیں جنہوں نے اس روایت کی تضعیف کو واضح کیا اور پھر چند علماء نے باوجود اختلاف کے اقرار کر لیا کہ ہاں یہ روایت صحیح نہیں- البتہ عرب کے علماء ابھی تک اس کی تصحیح پر جمع ہیں - البانی کتاب صحیح ابی داود میں ابن ابی حاتم کا قول پیش کرتے ہیں

وقد أعِل الحديث بعلة غريبة، ذكرها ابن أبي حاتم في "العلل" (1/197) ، وخلاصة كلامه: أن عبد الرحمن بن يزيد بن جابر- وهو شامي- لم يحدثْ عنه أحد من أهل العراق- كالجعفي-، وأن الذي يروي عنه أبو أسامة وحسين الجعفي واحد، وهو عبد الرحمن بن يزيد بن تميم، وهو ضعيف; وعبد الرحمن بن يزيد بن جابر ثقة، وهذا الحديث منكر، لا أعلم أحداً رواه غير حسين الجعفي! قلت: ويعني: أنه أخطأ في قوله: عبد الرحمن بن يزيد بن جابر; وإنما هو: عبد الرحمن بن يزيد بن تميم; الضعيف! وهذه علة واهية كما ترى; لأن الجعفي ثقة اتفاقاً; فكيف يجوز تخطئته لمجرد عدم العلم

بأن أحداً من العراقيين لم يحدِّث عن ابن جابر؟! وما المانع من أن يكون الجعفي العرافي قد سمع من ابن جابر حين لزل هذا البصرة قبل أن يتحول إلى دمشق، كما جاء في ترجمته؟! وتفرد الثقه بالحديث لا يقدح; إلا أذْ يثبت خَطَأُهُ كماهو معلوم.

اور بے شک اس پر ایک انوکھی علت بیان کی جاتی ہے جس کا ذکر ابن ابی حاتم نے العلل 1/ ۱۹۷ میں کیا اور خلاصہ کلام ہے کہ عبد الرحمن بن یزید بن جابر جو شامی ہے اس سے کسی عراقی نے روایت نہیں کی جیسے یہ الجعفی – اور وہ جس سے ابو اسامه اور حسین الجعفي روایت کرتے ہیں وہ اصل میں عبد الرحمن بن یزید بن تمیم ہے جو ضعیف ہے جبکہ عبد الرحمن بن یزید بن جابر ثقہ ہے اور یہ حدیث منکر ہے جس کو سوائے حسین کے کوئی روایت نہیں کرتا البانی کہتے ہیں میں کہتا ہوں اور اس کا مطلب ہوا کہ اس حسین الجعفي نے عبد الرحمن بن یزید بن جابر بولنے میں غلطی کی اور وہ عبد الرحمن بن یزید بن تمیم تھا جو ضعیف ہے (حد ہو گئی) اور ابی حاتم کی پیش کردہ علت واہیات ہے جیسے کہ دیکھا کیونکہ یہ الجعفي ثقہ بالاتفاق ہے اور یہ کیسے جائز ہے کہ ایک لا علمی پر مجرد غلطی کہا جائے کہ کسی عراقی نے ابن جابر سے روایت نہیں کیا ہے؟ اور اس میں کچھ مانع نہیں کہ عراقی الجعفي نے ابن جابر سے سنا ہو جب بصرہ گئے دمشق سے پہلے جیسا کہ ان کے ترجمہ میں ہے اور ثقہ کا تفرد حدیث میں مقدوح نہیں

البانی کا مقصد ہے کہ حسین الجعفي جو کوفی تھا ممکن ہے کبھی بصرہ میں اس کی ملاقات عبد الرحمان بن یزید بن جابرسے ہوئی ہو- ایسے ممکنات کو دلیل بناتے ہوئے البانی اس کی تصحیح

کے لئے بے چین ہیں اور حد ہے کہ ائمہ حدیث ابی حاتم تک پر جرح کر رہے ہیں اور ان کے قول کو واھی کہہ رہے ہیں- باقی امام بخاری کی رائے بھی ابی حاتم والی ہی ہے اس کو خوبصورتی سے گول کر گئے

البانی کے عقائد پر کتاب موسوعة العلامة الإمام مجدد العصر محمد ناصر الدين الألباني کے مطابق البانی اس روایت کی دلیل پر ایک دوسری روایت بھی پیش کرتے ہیں

ولعل مما يشير إلى ذلك قوله صلى الله عليه وسلم: "ما من أحد يسلم علي إلا رد الله علي روحي حتى أرد عليه السلام" وعلى كل حال فإن حقيقتها لا يدريها إلا الله سبحانه وتعالى، ولذلك فلا يجوز قياس الحياة البرزخية أو الحياة الأخروية على الحياة الدنيوية

اور ہو سکتا ہے کہ اسی بات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول میں اشارہ دیا گیا کہ تم میں کوئی ایسا نہیں جو مجھ پر سلام پڑھے اور اللہ میری روح کو نہ لوٹا دے اور ہر حال میں حقیقت اللہ ہی جانتا ہے اور اس لئے یہ جائز نہیں کہ حیات برزخی یا اخروی کو دنیاوی پر قیاس کیا جائے

اب سوال یہ ہے کہ کیا یہ بات محدثین نے صرف ان کے لئے کی ہے نہیں ائمہ محدثین تو نسب میں غلطیاں بہت سے راویوں سے منسوب کرتے ہیں جس کے لئے کتب تک موجود ہیں لہذا بخاری اور ابی حاتم جیسے پائے کے محدثین کی رائے کو لفاظی کر کے رد نہیں کیا جا سکتا- کتاب موسوعة العلامة الإمام مجدد العصر محمد ناصر الدين الألباني «موسوعة تحتوي على أكثر من عملاً ودراسة حول العلامة الألباني وتراثه الخالد از مرکز النعمان للبحوث والدراسات الإسلامية وتحقيق التراث والترجمة، صنعاء – اليمن کے مطابق البانی سے سوال ہوا کہ کیا رسول اللہ زندہ ہیں- البانی

کہتے ہیں ان کا جسم قائم ہے

مركز النعمان للبحوث والدراسات
الإسلامية وتحقيق التراث والترجمة

موسوعة العلامة الإمام مجدد العصر

محمد ناصر الدين الألباني

«موسوعة تحتوي على أكثر من
(٥٠) عملاً ودراسة حول العلامة الألباني وتراثه الخالد»

العمل الأول
سلسلة جامع تراث العلامة الألباني في العقيدة
«تحتوي على ما يقارب ألفي مسألة
وفائدة عقدية مستخرجة من تراث العلامة الألباني بعناية»

(١)
(مقدمة الموسوعة – مقدمات عقدية –
مصادر الاستدلال عند أهل السنة في العقيدة)

صَنَعَهُ
شادي بن محمد بن سالم آل نعمان

كيف ذاك وقد أرمت؟ قال: «إن الله حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء» أي أنا كسائر الأنبياء جسدي في القبر حي طري ولكن اصطفاني ربي عز وجل بخصلةٍ أخرى؛أنه كلما سلَّم علي مسلمٌ رد الله إليَّ روحي فأردُّ عليه السلام.

وهذا الحديث وهو ثابت فيه دلاله على أن الرسول عليه السلام خلاف ما يتوهم كثير من العامة بل وفيهم بعض الخاصة وهي أن النبي لا يسمع سلام المسلمين عليه، وإنما كما جاء في الحديث الصحيح: «إن لله ملائكة سياحين يبلغوني عن أمتي السلام» «إن لله ملائكة سياحين» يعني: طوافين على المسلمين، فكلما سمعوا مسلماً يصلي على النبي ﷺ بلغوه بذلك، وهو لا يسمع؛لأن الميت لا يسمع انفصل عن هذه الحياة الدنيا ومتعلقاتها كلها،ولكن الله عز وجل اصطفى نبيه عليه السلام فيما ذكرنا من الحياة،ومن تمكينه بإعادة روحه إلى جسده ورد السلام على المسلمين عليه،ومن ذلك أيضاً أن هناك ملائكة يبلغونه السلام،فكلما سلموا عليه من فلان هو رد عليهم السلام.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ نے حرام کر دیا ہے کہ زمین انبیاء کے اجسام

کو کھائے – یعنی کہ میں تمام انبیاء کے جسموں کی طرح قبر میں تازہ رہوں گا – لیکن اللہ نے مجھے چن لیا ایک دوسری خصوصیت کے لئے کہ جب مسلمان مجھ پر سلام کہیں گے تو اللہ میری روح کو لوٹا دے گا اور میں جواب دوں گا اور یہ حدیث ثابت ہے دلیل ہے کہ اس کے خلاف جس پر بہت سوں کو وہم ہے – بلکہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے وہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کا سلام نہیں سنتے اور صحیح حدیث میں آیا ہے کہ اللہ کے فرشتے ہیں جو سلام لاتے ہیں یعنی اللہ کے سیاح فرشتے ہیں جو مسلمانوں میں پھرتے رہتے ہیں پس جب وہ کسی کو سلام کہتے سنتے ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک لاتے ہیں اور رسول اللہ اس کو خود سن نہیں پاتے – کیونکہ میت نہیں سنتی – وہ دنیا اور اس کے متعلقات سے کٹی ہوتی ہے لیکن اللہ نے اپنے نبی کو چنا جس کا ہم نے ذکر کیا کہ روح کو جسم میں جگہ ملتی ہے روح لوٹانے جانے پر اور مسلمانوں کے سلام کا جواب دینے کے لئے اور ساتھ ہی فرشتے ہیں جو سلام پہنچاتے ہیں پس جب فلاں سلام کہتا ہے اس روح کو لوٹا دیا جاتا ہے

البانی کی احمقانہ منطق دیکھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روح لوٹانے پر سن نہیں سکتے لیکن بول سکتے ہیں

بقول سراج اورنگ آبادی

وہ عجب گھڑی تھی کہ جس گھڑی لیا درس نسخۂ عشق کا

کہ کتاب عقل کی طاق پر جو دھری تھی سو وہ دھری رہی

علم حدیث عقل سے عاری ہو تو یہ نتیجہ نکلتا ہے

البانی اپنی کتاب ارواء الغلیل اور صحیح ابی داود میں اسے صحیح قرار دیا ہے ; مکمل عبارت ذیل میں دیکھئے ;

وقال الالباني فی ارواء الغليل 1/34 :* صحيح.

أخرجه أبو إسحاق الحربى فى " غريب الحديث " (ج 5/14/2) من حديث أوس بن أوس , مرفوعا بهذا اللفظ , وتمامه: " يوم الجمعة , فإن صلاتكم معروضة على , قالوا: كيف تعرض عليك وقد أرمت؟ قال " إن اللّٰه حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء ".وإسناده صحيح.

وأخرجه أبو داود (رقم 1047 و 1531) , والنسائى (1/203 - 204) , والدارمى (1/369) وابن ماجه (رقم 1085/1636) , والحاكم (1/278) , وأحمد (4/8) , وإسماعيل القاضى فى " فضل الصلاة على النبى صلى اللّٰه عليه وآله وسلم " (ق 2/89-1) , كلهم من طريق أبى الأشعث الصنعانى , عنه به. وفيه عندهم زيادة فى أوله بلفظ: " إن من أفضل أيامكم يوم الجمعة , فيه خلق آدم عليه السلام , وفيه قبض , وفيه النفخة , وفيه الصعقة , فأكثروا على من الصلاة فيه ... الحديث ". وصححه الحاكم , والذهبى , والنووى.

اور البانی نے إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل (ج ١ / ص ٣٤) میں اس کو صحیح کہا ہے – اس کی تخریج ابو اسحٰق الحربی نے غریب الحدیث میں کی ہے حدیث اوس بن اوس کی سند سے اور یہ مرفوع ہے ان الفاظ کے ساتھ اور مکمل الفاظ ہیں جمعہ کے روز تمہارا درود مجھ

پر پیش ہوتا ہے – انہوں نے کہا کیسے پیش ہوتا ہے اور اپ تو مٹی ہوں گے ؟ فرمایا اللّٰہ نے حرام کر دیا ہے زمین پر کہ انبیاء کے جسموں کو کھا جائے – اور اس کی اسناد صحیح ہیں - اس کی تخریج کی ہے ابو داود نے نسائی نے دارمی نے اور ابن ماجہ نے . الحاکم نے ، احمد نے ، اسماعیل القاضی نے فضل صلاه علی النبی میں ان تمام نے أبی الأشعث الصنعانی کے طرق سے اس کو بیان کیا ہے اور اس میں ذیادت بھی ہے کہ تمہارے دنوں میں افضل جمعه کا دن ہے جس میں آدم علیه السلام خلق ہوئے اور اس میں انکی روح قبض ہوئی..... الحدیث اس کو حاکم نے الذهبی نے اور النووی نے صحیح قرار دیا ہے

کتاب فتاوی راشدیه میں محب راشدی لکھتے ہیں

لہٰذا ایسے متقن اور ثقہ راوی کے بارے میں بغیر دلیل کہ سوءظن رکھنا کہ وہ ابن جابر اور ابن تمیم کے درمیان فرق نہ کر سکا بڑی بے انصافی ہے ۔باقی ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کہنا کہ ”یہ حدیث (اوس بن اوس رضی اللہ عنہ کی) منکر ہے میں نہیں مانتا کہ حسین الجعفی کے بغیر کسی نے اس روایت کو بیان کیا ہو۔“

یہ بھی عجیب ہے کہ یہ حدیث منکر ہے، کیونکہ دوسرے کسی نے یہ روایت نہیں کی ہے کسی دوسرے کا یہ روایت نہ کرنا کوئی نکارت کی علت نہیں بن سکتی، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی صحیح میں پہلی روایت (انما الاعمال بالنیات .) بھی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بغیر کسی دوسرے سے وارد نہیں ہے اور ان سے بھی صحیح سند کے ساتھ روایت کرنے والا ایک ہی راوی ہے۔ جب کہ

موصوف نه صرف روایت کو صحیح قرار دیتے ہیں بلکه بخاری کی حدیث پر بھی برسے ہیں گویا امام بخاری کو ہی مناظرانه انداز میں سبق پڑھا رہے ہیں جو اس روایت کو معلول قررا دے چکے ہیں

دوسری طرف کتاب مسئله حیات النبی از مولانا اسماعیل سلفی پر حاشیه میں لکھتے ہیں

جہاں تک ان اللّٰہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء ٹکڑے کا تعلق ہے وہ صرف تین سندوں سے مروی ہے اور تینوں مخدوش ہیں۔(حاشیہ مسئلہ حیات النبی از مولانا اسماعیل سلفی، ص37)

خواجہ محمد قاسم کتاب کراچی کا عثمانی مذہب میں لکھتے ہیں

کتابوں میں یہ حدیث بیان ہوتی ہے کہ نبی ﷺ نے جمعہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: "اس روز مجھ پر بکثرت درود بھیجا کرنا، تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جائے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ وہ کیسے؟ جب کہ آپ بوسیدہ ہو چکے ہوں گے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مٹی پر نبیوں کا جسم کھانا حرام کر دیا ہے"۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بلاشبہ یہ حدیث ضعیف ہے مگر اس کا شرک سے کوئی واسطہ نہیں نیز یاد رہے حدیث کے آخری الفاظ بوسیدگی کا جواب ہیں۔ درود پیش کئے جانے سے ان کا تعلق نہیں۔ درود و سلام پہنچنے کی لئے جسم کی سلامتی ضروری نہیں جسم سلامت بھی ہو تو بے جان ہے۔ مرنے کے بعد اصل چیز رُوح ہے

الغرض اس روایت کو آج تک بطور دلیل پیش کیا جاتا ہے کہ انبیاء کا جسد سلامت ہے اور نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم پر امت کا عمل پیش ہو رہا ہے – ہر چند کہ امام بخاری و امام ابی حاتم نے اس کو تیسری صدی میں رد کر دیا تھا ان کی چلنے نہیں دی گئی اور اگلی ہی صدی میں صوفی منش علماء و محدثین میدان میں آئے اور اس روایت کو واپس صحیح قرار دے دیا

ان للہ ملائکۃ سیاحین یبلغونی عن امتی السلام

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سلامتی کی دعا یا درود کا حکم اللہ تعالی کا ہے- درود پڑھنے کا ثواب ہے لیکن اس کا مقصد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سنانا نہیں یا ان تک پہنچانا نہیں ہے بلکہ قرآن کے مطابق تمام اعمال آسمان میں جاتے ہیں اور صحیح حدیث کے مطابق یہ سدرہ المنتہی پر آ کر رک جاتے ہیں- فرشتے کیا اللہ تک پہنچا رہے ہیں اس کا ذکر صحیح بخاری کی روایت میں ہے

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [ص:87]: " إِنَّ لِلَّهِ مَلاَئِكَةً يَطُوفُونَ فِي الطُّرُقِ يَلْتَمِسُونَ أَهْلَ الذِّكْرِ، فَإِذَا وَجَدُوا قَوْمًا يَذْكُرُونَ اللَّهَ تَنَادَوْا: هَلُمُّوا إِلَى حَاجَتِكُمْ " قَالَ: «فَيَحُفُّونَهُمْ بِأَجْنِحَتِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا» قَالَ: " فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ، وَهُوَ أَعْلَمُ مِنْهُمْ، مَا يَقُولُ عِبَادِي؟ قَالُوا: يَقُولُونَ: يُسَبِّحُونَكَ وَيُكَبِّرُونَكَ وَيَحْمَدُونَكَ وَيُمَجِّدُونَكَ " قَالَ: " فَيَقُولُ: هَلْ رَأَوْنِي؟ " قَالَ: " فَيَقُولُونَ: لاَ وَاللَّهِ مَا رَأَوْكَ؟ " قَالَ: " فَيَقُولُ: وَكَيْفَ لَوْ رَأَوْنِي؟ " قَالَ: " يَقُولُونَ: لَوْ رَأَوْكَ كَانُوا

أَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً، وَأَشَدَّ لَكَ تَمْجِيدًا وَتَحْمِيدًا، وَأَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيحًا " قَالَ: " يَقُولُ: فَمَا يَسْأَلُونِي؟ " قَالَ: «يَسْأَلُونَكَ الجَنَّةَ» قَالَ: " يَقُولُ: وَهَلْ رَأَوْهَا؟ " قَالَ: " يَقُولُونَ: لاَ وَاللَّهِ يَا رَبِّ مَا رَأَوْهَا " قَالَ: " يَقُولُ: فَكَيْفَ لَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْهَا؟ " قَالَ: " يَقُولُونَ: لَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْهَا كَانُوا أَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا، وَأَشَدَّ لَهَا طَلَبًا، وَأَعْظَمَ فِيهَا رَغْبَةً، قَالَ: فَمِمَّ يَتَعَوَّذُونَ؟ " قَالَ: " يَقُولُونَ: مِنَ النَّارِ " قَالَ: " يَقُولُ: وَهَلْ رَأَوْهَا؟ " قَالَ: " يَقُولُونَ: لاَ وَاللَّهِ يَا رَبِّ مَا رَأَوْهَا " قَالَ: " يَقُولُ: فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا؟ " قَالَ: " يَقُولُونَ: لَوْ رَأَوْهَا كَانُوا أَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا، وَأَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً " قَالَ: " فَيَقُولُ: فَأُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ " قَالَ: " يَقُولُ مَلَكٌ مِنَ المَلاَئِكَةِ: فِيهِمْ فُلاَنٌ لَيْسَ مِنْهُمْ، إِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ. قَالَ: هُمُ الجُلَسَاءُ لاَ يَشْقَى بِهِمْ جَلِيسُهُمْ " رَوَاهُ شُعْبَةُ، عَنِ الأَعْمَشِ، وَلَمْ يَرْفَعْهُ، وَرَوَاهُ سُهَيْلٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابوصالح نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو راستوں میں پھرتے رہتے ہیں اور اللہ کی یاد کرنے والوں کو تلاش کرتے رہتے ہیں۔ پھر جہاں وہ کچھ ایسے لوگوں کو پا لیتے ہیں کہ جو اللہ کا ذکر کرتے ہوتے ہیں تو ایک دوسرے کو آواز دیتے ہیں کہ آؤ ہمارا مطلب حاصل ہو گیا۔ پھر وہ پہلے آسمان تک اپنے پروں سے ان پر امنڈتے رہتے ہیں۔ پھر ختم پر اپنے رب کی طرف چلے جاتے ہیں۔ پھر ان کا رب ان سے پوچھتا ہے .... حالانکہ وہ اپنے بندوں کے متعلق خوب جانتا ہے .... کہ میرے بندے کیا کہتے تھے؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ وہ تیری تسبیح پڑھتے تھے، تیری کبریائی بیان کرتے تھے، تیری

حمد کرتے تھے اور تیری بڑائی کرتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ کہا کہ وہ جواب دیتے ہیں نہیں، واللہ! انہوں نے تجھے نہیں دیکھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، پھر ان کا اس وقت کیا حال ہوتا جب وہ مجھے دیکھے ہوئے ہوتے؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ اگر وہ تیرا دیدار کر لیتے تو تیری عبادت اور بھی بہت زیادہ کرتے، تیری بڑائی سب سے زیادہ بیان کرتے، تیری تسبیح سب سے زیادہ کرتے۔ پھر اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے، پھر وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں کہ وہ جنت مانگتے ہیں۔ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے کیا انہوں نے جنت دیکھی ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں نہیں، واللہ اے رب! انہوں نے تیری جنت نہیں دیکھی۔ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے ان کا اس وقت کیا عالم ہوتا اگر انہوں نے جنت کو دیکھا ہوتا؟ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ اگر انہوں نے جنت کو دیکھا ہوتا تو وہ اس سے اور بھی زیادہ خواہشمند ہوتے، سب سے بڑھ کر اس کے طلب گار ہوتے۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے جواب دیتے ہیں، دوزخ سے۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کیا انہوں نے جہنم دیکھا ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں نہیں، واللہ، انہوں نے جہنم کو دیکھا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، پھر اگر انہوں نے اسے دیکھا ہوتا تو ان کا کیا حال ہوتا؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ اگر انہوں نے اسے دیکھا ہوتا تو اس سے بچنے میں وہ سب سے آگے ہوتے اور سب سے زیادہ اس سے خوف کھاتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کی مغفرت کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر ان میں سے ایک فرشتے نے کہا کہ ان میں

فلاں بھی تھا جو ان ذاکرین میں سے نہیں تھا، بلکہ وہ کسی ضرورت سے آ گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ یہ(ذاکرین) وہ لوگ ہیں جن کی مجلس میں بیٹھنے والا بھی نامراد نہیں رہتا۔ اس حدیث کو شعبہ نے بھی اعمش سے روایت کیا لیکن اس کو مرفوع نہیں کیا۔ اور سہیل نے بھی اس کو اپنے والدین ابوصالح سے روایت کیا، انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

ابن مسعودرضی اللہ عنہ سے منسوب روایات

ایک راوی زاذان نے ان الفاظ کو تبدیل کیا اور مسند البزار کی روایت ہے

حَدَّثَنَاهُ يُوسُفُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: نا جَرِيرٌ، عَنْ حُسَيْنٍ الْخَلْقَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ زَاذَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِينَ يُبَلِّغُونِي عَنْ أُمَّتِي السَّلَامَ» ، قَالَ حُسَيْنٌ فِي حَدِيثِهِ: «إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً يَطُوفُونَ فِي الطُّرُقِ يُبَلِّغُونَ، عَنْ أُمَّتِي السَّلَامَ» ، وَهَذَا الْحَدِيثُ لَا نَعْلَمُهُ يُرْوَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

حُسَيْنٍ الْخَلْقَانِيِّ نے روایت کیا کہ عبد اللہ بن السَّائِبِ نے زاذان سے روایت کیا اس نے عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ .. اللہ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو راستوں میں پھرتے رہتے ہیں اور میری امت کا سلام مجھ تک لاتے ہیں

اس روایت میں کئی علتیں ہیں

پہلی علت : زاذان کا عبدللہ ابن مسعود سے سماع نہیں ہے

الذھبی کتاب معجم الشیوخ الکبیر میں اپنے شیخ إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَاتِمٍ الْفَقِيهُ الْقُدْوَةُ أَبُو إِسْحَاقَ الْبَعْلَبَكِّيُّ إِمَامُ مَسْجِدِ بِطَاعِنٍ کا ذکر کرتے ہیں اور روایت إِنَّ لِلَّهِ فِي الأَرْضِ مَلائِكَةً سَيَّاحِينَ يُبَلِّغُونَنِي عَنْ أُمَّتِي السَّلامَ پر لکھتے ہیں

عَنْ سُفْيَانَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ السَّائِبِ، عَنْ زَاذَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «إِنَّ لِلَّهِ فِي الأَرْضِ مَلائِكَةً سَيَّاحِينَ يُبَلِّغُونَنِي عَنْ أُمَّتِي السَّلامَ» .أَخْرَجَهُ النَّسَائِيُّ مِنْ عِدَّةِ أَوْجُهٍ، عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، رَوَاهُ أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ زَاذَانَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، وَلَمْ يُدْرِكْهُ

اس کی تخریج کی ہے نسائی نے مختلف طرق سے عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، رَوَاهُ أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ زَاذَانَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ سے اور اس (زاذان) کی ان (ابن مسعود) سے ملاقات نہیں

الذھبی کتاب تلخيص كتاب الموضوعات لابن الجوزي میں ایک دوسرے روایت پر زاذان کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سماع کے متعلق لکھتے ہیں

حَدِيث: " ذهَاب الْبَصَر مغْفرَة للذنوب وَذَهَاب السّمع مغْفرَة للذنوب وَمَا نقص من الْجَسَد فعلى قدر ذَلِك " فِيهِ دَاوُد بن الزبْرِقَان واه عَن مطر الْوراق عَن هَارُون بن عنترة عَن عبد الله بن السَّائِب عَن زَاذَان

عَن ابْن مَسْعُود وَلم يُدْرِكهُ.

ابن الجوزی کی کتاب پر تلخیص میں الذھبی ایک روایت میں علت بتاتے ہیں کہ زاذان ، ابن مسعود سے نہیں ملا

زاذان نے ابن مسعود کے ہاتھ پر توبہ کی تھی کسی افسانے سے کم نہیں

کتاب تنبيه الغافلين بأحاديث سيد الأنبياء والمرسلين از أبو الليث نصر بن محمد بن أحمد بن إبراهيم السمرقند کے مطابق

وَرُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ، أَنَّهُ مَرَّ ذَاتَ يَوْمٍ فِي مَوْضِعٍ مِنْ نَوَاحِي الْكُوفَةِ، فَإِذَا الْفُسَّاقُ قَدِ اجْتَمَعُوا وَهُمْ يَشْرَبُونَ الْخَمْرَ وَفِيهِمْ مُغَنٍّ يُقَالُ لَهُ زَاذَانُ

روایت کیا جاتا ہے ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ ایک دن کوفہ کے نواحی علاقے میں سے گزرے جہاں بہت سے فاسق جمع ہوتے اور شراب پیتے اور ان میں ایک گویا زاذان تھا

عبدللہ ابن مسعود نے ان شرابیوں پر حد کیوں نہیں لگوائی اور یاد رہے کہ یہ عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا دور ہے جس میں کیا اس طرح کا ماحول تھا عجیب بات ہے. شرابیوں اور اس گویے کو تو ان کو دیکھ کر بھآگ جانا چاہئے تھا لیکن عبدللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ جاتے اور نصیحت کرتے. وآہ بہت خوب ! کیا صوفیآنہ انداز ہے ، یہی وجہ ہے اس واقعہ کا ذکر تنبیہ الغافلین نامی کتاب میں ملتا ہے

یہ قصہ سندا ثابت نہیں اگر کسی کے علم میں ہو تو ہمیں بتائے- الذھبی کا یہ کہنا کہ زاذان ،

ابن مسعود سے نہیں ملا ظاہر کرتا ہے کہ ان کے نزدیک بھی یہ فسانہ ہے-

کتاب الفوائد والزهد والرقائق والمراثياز أبو محمد جعفر بن محمد بن نصير بن قاسم البغدادي

المعروف ۔ الخلدي المتوفی ۳٤۸ ھ کے مطابق اس واقعہ کی سند ہے

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ الْقَطَّانُ الْفَارِسِيُّ بِالْفَارِسِيَّةِ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ أَبِي هَاشِمٍ، عَنْ زَاذَانَ، قَالَ: كُنْتُ فَتًى حَسَنَ الصَّوْتِ، جَيِّدَ الضَّرْبِ بِالطُّنْبُورِ، فَكُنْتُ أَنَا وَأَصْحَابِي فِي رُوَيْضَةٍ، قُدَّامَنَا بَاطِيَةٌ، فِيهَا نَبِيذٌ، فَدَخَلَ عَلَيْنَا رَجُلٌ، فَضَرَبَ الْبَاطِيَةَ بِرِجْلِهِ فَأَلْقَاهَا، ثُمَّ تَنَاوَلَ الطُّنْبُورَ فَكَسَرَهُ، ثُمَّ قَالَ: «يَا غُلَامُ، لَوْ كَانَ مَا أَسْمَعُ مِنْ حُسْنِ صَوْتِكَ بِالْقُرْآنِ، كُنْتَ أَنْتَ أَنْتَ» ، ثُمَّ ذَهَبَ، فَقُلْتُ لِأَصْحَابِي: مَنْ هَذَا؟ فَقَالُوا مَا تَعْرِفُ هَذَا؟ قُلْتُ: لَا قَالُوا: هَذَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ صَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ فَأَلْقَى اللَّهُ فِي قَلْبِي التَّوْبَةَ، فَتَبِعْتُهُ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ إِلَى مَنْزِلِهِ، فَكَلَّمْتُهُ، قَالَ: «مَنْ أَنْتَ؟» قُلْتُ: أَنَا صَاحِبُ الطُّنْبُورِ، قَالَ: «مَرْحَبًا بِمَنْ يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ» ، ثُمَّ قَالَ: «اجْلِسْ» ، فَأَخْرَجَ إِلَيَّ تَمْرَةً، فَقَالَ: «كُلْ، فَلَوْ كَانَ عِنْدَنَا غَيْرُ هَذَا لَأَخْرَجْنَاهُ لَكَ»

اس کی سند میں مجہول راوی ہے لہذا یہ واقعہ ایک افسانہ ہی ہے

دوسری علت : سفیان ثوری مدلس ہیں اور عن سے روایت کرتے ہیں

احمد کا قول تہذیب الکمال میں ہے جس کے مطابق عبد اللّٰہ بن السائب الكندي، الشيباني، الكوفي سے الثوري نے صرف تین روایات سنی ہیں – ان تین روایات کا ذکر بھی علل کی کتب میں مل جاتا ہے

وقال: أحمد بن حنبل: سمع منه الثوري ثلاثة أحاديث. «تهذيب الكمال» 14/ (3289

عبدللہ کی کتاب العلل ومعرفة الرجال میں موجود ہے

سَمِعت أبي يَقُول قَالَ يحيى بن سعيد مَا كتبت عَن سُفْيَان شَيْئا إِلَّا مَا قَالَ حَدثنِي أَو حَدثنَا إِلَّا حديثين ثمَّ قَالَ أبي حَدثنَا يحيى بن سعيد عَن سُفْيَان عَن سماك عَن عِكْرِمَة ومغيرة عَن إِبْرَاهِيم فَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ قَالَا هُوَ الرجل يسلم فِي دَار الْحَرْب فَيقْتل فَلَيْسَ فِيهِ دِيَة فِيهِ كَفَّارَة قَالَ أبي هذَيْن الْحَدِيثين الَّذِي زعم يحيى أَنه لم يسمع سُفْيَان يَقُول فيهمَا حَدثنَا أَو حَدثنِي

عبدللہ کہتے ہیں کہ میرے باپ احمد نے کہا کہ یحیی بن سعید نے کہا میں نے سفیان سے کچھ نہ لکھا سوائے اس کے جس میں انہوں نے حدثنی یا حدثنا بولا - اور دو حدیثین ہیں (جن میں انہوں نے تحدیث نہیں کی)- قَالَ أبي حَدثنَا يحيى بن سعيد عَن سُفْيَان عَن سماك عَن عِكْرِمَة ومغيرة عَن إِبْرَاهِيم فَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ قَالَا هُوَ الرجل يسلم فِي دَار الْحَرْب فَيقْتل فَلَيْسَ فِيهِ دِيَة فِيهِ كَفَّارَة عبد اللّٰہ نے کہا میرے باپ نے کہا یہ دو حدیثین ہیں جن پر یحیی کا دعوی ہے ان کو سفیان نے نہیں سنا اور ان میں حدثنا اور حدثنی کہا ہے

کتاب الجرح و التعدیل از ابن ابی حاتم میں ہے

حدثنا عبد الرحمن نا صالح بن أحمد بن حنبل نا علي – يعني ابن المديني – قال سمعت يحيى – يعني ابن سعيد – قال: أنكر سفيان في حديث عبد الله بن السائب عن زاذان (والأمانة في كل شئ في الوضوء وفي الركوع) قال سفيان: أنا ذهبت بالأعمش إلى عبد الله بن السائب

یحیی بن سعید نے سفیان کی روایت کا انکار کیا حدیث (والأمانة في كل شئ في الوضوء وفي الركوع) جو عبد اللہ بن السائب عن زاذان سے ہے- سفیان نے کہا میں اعمش کے ساتھ عبد اللہ بن السائب کے پاس گیا تھا

یعنی عبد اللہ بن السائب عن زاذان کی سند سے روایات کو امام یحیی بن سعید نے رد کیا -

خود عبد اللہ بن السائب پر امام احمد کا کوئی قول نہیں ہے نہ جرح ہے نہ تعدیل ملتی ہے

کہا جاتا ہے أَبُو إِسْحَاقَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِسْحَاقَ الْقَاضِي المتوفی ۲۸۲ ھ کی کتاب فضل الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم میں سماع کی دلیل ہے

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: ثنا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ السَّائِبِ، عَنْ زَاذَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ هُوَ ابْنُ مَسْعُودٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ لِلَّهِ فِي الْأَرْضِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِينَ يُبَلِّغُونِي مِنْ أُمَّتِي السَّلَامَ»

اس سند میں سفیان الثوری، عبداللَّهِ بْنُ السَّائِبِ سے روایت تحدیث کے ساتھ لے رہے ہیں -

لیکن اس سے پہلے کسی بھی سند میں یہ تحدیث کیوں چھپا کر رکھی گئی یہاں تک کہ ان صاحب أَبُو إِسْحَاقَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِسْحَاقَ الْقَاضِي سے پہلے کسی کو نہ ملی یہ خود ۱۹۹ ھ میں پیدا ہوئے اور ان سے پہلے تمام محدثین اس تحدث سے لا علم وفات پا گئے- سفیان ثوری مدلس ہیں اور ان کاعن سے روایت کرنا مشکل میں ڈالتا ہے - ظاہر ہے کہ کسی کو اس تحدیث کا پتا ہوتا تو اس کی سند اتنی خفیہ نہ ہوتی بلکہ أَبُو إِسْحَاقَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِسْحَاقَ الْقَاضِي کی کتاب سے پہلے بھی کسی نہ کسی کتاب میں ہوتی-

پہلی بات یہ کہ یحیی نے سفیان سے اس روایت کو لیا ہے جہاں تحدیث نہیں ہے -

مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار میں اسی زاذان والی روایت کی سند ہے

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: نا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ زَاذَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

اس کی سند میں سفیان عن عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّائِبِ ہے اگر سفیان نے حَدَّثَنِي بولا ہوتا تو اس سند میں کیوں نہیں جبکہ سفیان کی تدلیس کو ختم کرنا ضروری ہے؟ ظاہر ہے کہ سفیان نے حَدَّثَنِي بولا ہی نہیں ورنہ یحییٰ بن سعید جیسے عظیم محدث اس قسم کی غلطی نہیں کرتے- سوال ہے کہ یحیی بن سعید نے عمرو بن علی کو روایت سنائی تو سفیان کا حدثنی کہنا کیوں چھپایا ہمیں یحیی بن سعید پر بھروسہ ہے کہ ان سے یہ غلطی نہیں ہو سکتی

دوم یحیی بن سعید نے یہ دعوی بھی کیا ہے کہ سفیان جو روایت سنتے نہیں تھے اس میں بھی حدثنا اور حدثنی کہہ دیتے تھے اس کی انہوں نے مثال دی-

اب یہ ایک لمحہ فکریہ ہے کہ امام سفیان باوجود اس کے کہ انہوں نے حدیث سنی نہیں ہوتی تھی اس پر بھی حدثنی کہہ دیتے تھے – اس علم کے بعد سفیان پر کذب کا فتوی جاری کیوں نہیں ہوا؟ یہ محدثین نے وضاحت نہیں کی کیونکہ اگر راوی نے سنا نہ ہو اور وہ حدثنی کہے تو یہ سراسر جھوٹ ہے

اب جب عالم یہ ہو تو احتیاط کا تقاضہ کیا ہے ؟ کیا اس روایت پر عقیدہ محفوظ ہے ؟

تیسری علت : زاذان بدعتی شیعہ ہے

ڈاکٹر عثمانی رحمہ اللہ علیہ نے اس بات کا ذکر کتابچہ ایمان خالص میں کیا تھا

دراصل قبر میں مردے کے جسم میں روح کے لوٹائے جانے کی روایت شریعت ِجعفریہ کی روایت ہے

جو اس روایت کے راوی زاذان (شیعہ) نے وہاں سے لے کر براء بن عازب سے منسوب کر دی ہے۔

(ایمانِ خالص ، دوسری قسط،ص : 18)

زاذان اہل تشیع کے مطابق کٹر شیعہ ہیں اور ابو بکر و عمر کی تنقیص کرتے ہیں اس کا ذکر بشار عواد المعروف نے تہذیب الکمال کے حاشیہ میں بھی کیا ہے [4]

اہل حدیث میں زبیر علی زئی کی وفات عرض عمل کے شرکیہ عقیدہ پر ہوئی - کتاب فضل الصلاہ علی النبی میں لکھتے ہیں

درود پہنچنے سے مراد یہ نہیں کہ آپ ﷺ بنفسِ نفیس درود سنتے ہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ فرشتوں کے ذریعے سے آپ کی خدمت میں درود پہنچایا جاتا ہے۔ دیکھئے فقرہ:٦

٥) سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے ایک طویل روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبریل آئے تو کہا:...دُور ہو جائے وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکر ہو پھر وہ آپ پر درود نہ پڑھے، تو میں نے کہا: آمین۔ (فضل الصلوٰۃ:١٩، وسندہ حسن)
نیز دیکھئے فقرہ:٢

٦) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ کے فرشتے زمین میں سیر کرتے ہیں، وہ مجھے میری اُمت کا سلام پہنچاتے ہیں۔
(فضل الصلوٰۃ:٢١ وسندہ صحیح)

سنن ابن ماجہ اور الدعوات الکبیر از بیہقی میں ہے

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ بَيَانٍ، حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ، عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي فَاخِتَةَ، عَنْ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: "إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَأَحْسِنُوا الصَّلَاةَ عَلَيْهِ; فَإِنَّكُمْ لَا تَدْرُونَ لَعَلَّ ذَلِكَ يُعْرَضُ عَلَيْهِ. قَالَ: فَقَالُوا لَهُ: فَعَلِّمْنَا. قَالَ: قُولُوا: اللَّهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ (4) وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَإِمَامِ الْمُتَّقِينَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ، مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ إِمَامِ الْخَيْرِ، وَقَائِدِ الْخَيْرِ، وَرَسُولِ الرَّحْمَةِ، اللَّهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا يَغْبِطُهُ بِهِ الْأَوَّلُونَ وَالْآخِرُونَ، اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وآلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وآلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

عبداللّٰہ بن مسعود رضی اللّٰہ عنہ کہتے ہیں کہ جب تم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم پہ درود (صلاۃ) بھیجو تو اچھی طرح بھیجو، تمہیں معلوم نہیں شاید وہ درود نبی اکرم صلی اللّٰہ علیہ وسلم پر پیش کیا جائے، عبداللّٰہ بن مسعود رضی اللّٰہ عنہ کہتے ہیں کہ لوگوں نے ان سے عرض کیا: پھر تو آپ ہمیں درود سکھا دیجئیے، انہوں نے کہا: کہو:

«اللهم اجعل صلاتك ورحمتك وبركاتك على سيد المرسلين وإمام المتقين وخاتم النبيين محمد عبدك ورسولك إمام الخير وقائد الخير ورسول الرحمة اللهم ابعثه مقاما محمودا يغبطه به الأولون والآخرون اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد اللهم بارك على محمد وعلى آل محمد كما باركت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد»

"اے اللّٰہ! اپنی عنایتیں، رحمتیں اور برکتیں رسولوں کے سردار، متقیوں کے امام، خاتم النبیین

محمد (صلی اللّٰه علیه وسلم) پر نازل فرما، جو که تیرے بندے اور رسول ہیں، خیر کے امام و قائد اور رسول رحمت ہیں، اے اللّٰه! ان کو مقام محمود پر فائز فرما، جس په اولین و آخرین رشک کریں گے، اے اللّٰه! محمد صلی اللّٰه علیه وسلم اور آل محمد پر اپنی رحمت نازل فرما جیسا که تو نے ابراہیم (علیه السلام) اور آل ابراہیم په اپنی رحمت نازل فرمائی ہے، بیشک تو تعریف اور بزرگی والا ہے، اے اللّٰه! تو محمد صلی اللّٰه علیه وسلم اور آل محمد په برکت نازل فرما جیسا که تو نے ابراہیم (علیه السلام) اور آل ابراہیم په نازل فرمائی ہے، بیشک تو تعریف والا اور بزرگی والا ہے

سند میں   سعيد بن علاقة أبو فاختة مولى أم هانىء بنت أبي طالب مجہول ہے – اس کی توثیق صرف متاخرین میں عجلی اور الدراقطني نے کی ہے - شعب الایمان میں اس کی سند میں   أَبِي فَاخِتَةَ مَوْلَى جَعْدَةَ بْنِ هُبَيْرَةَ الْمَخْزُومِيِّ لکھا ہے یہ بھی مجہول ہے- راقم کہتا ہے   إكمال تهذيب الكمال في أسماء الرجال   از مغلطاي میں ہے

وقال ابن قانع: مات سنة عشرين ومائة وقال أبو داود: ليس بثقة.

ابن قانع نے کہا   سعيد بن علاقة الهاشمي سن ۱۲۰ میں مرا- اور   امام ابو داود کا کہنا ہے یہ ثقه نہیں ہے

معلوم ہوا یہ سند ضعیف ہے[5]

البانی نے بھی اس کو ضعیف سند کہا ہے

اس حدیث کو ان اہل حدیث علماء نے بھی ضعیف قرار دیا ہے-

لیکن حیرت ہے کہ ان میں غلام مصطفی ظہیر امن پوری بھی ہیں جن کی سربراہی میں ماہنامہ السنہ شمارہ ۸۰–۸۶ ص ۶۳ سال ۲۰۱۵ میں شائع ہوا - اس شمارہ میں مضمون نگار ابن حسن محمدی اپنے مضمون درود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش ہوتا ہے میں اسی روایت کو پیش کر کے صحیح کہہ رہے ہیں

٩٠٦۔ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ بَيَانٍ: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ، عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي فَاخِتَةَ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَحْسِنُوا الصَّلَاةَ عَلَيْهِ، فَإِنَّكُمْ لَا تَدْرُونَ لَعَلَّ ذَلِكَ

(٩٠٦) اسود بن یزید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تم رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجو تو اچھی طرح سے بھیجو، کیونکہ تم نہیں جانتے شاید اسے آپ ﷺ کے سامنے پیش کیا جاتا ہو۔ لوگوں نے کہا: پھر آپ ہی ہمیں (درود کا مسنون طریقہ) سکھا دیں۔ انہوں نے فرمایا: کہو:

AlHidayah - الهداية

يُعْرَضُ عَلَيْهِ، قَالَ، فَقَالُوا لَهُ: فَعَلِّمْنَا، قَالَ، قُولُوا: ((اللَّهُمَّ اجْعَلْ صَلَاتَكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ، وَإِمَامِ الْمُتَّقِينَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ، مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ إِمَامِ الْخَيْرِ، [وَقَائِدِ] الْخَيْرِ، وَرَسُولِ الرَّحْمَةِ، اللَّهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا يَغْبِطُهُ بِهِ الْأَوَّلُونَ وَالْآخِرُونَ. اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ)). [ضعيف، المعجم الكبير للطبراني، ٩/ ١١٥، رقم: ٨٦١٣، المسعودی مختلط راوی ہیں یہ روایت ان کے اختلاط سے پہلے کی ثابت نہیں ہے۔]

((اللَّهُمَّ اجْعَلْ صَلَاتَكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ، وَإِمَامِ الْمُتَّقِينَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ، مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ إِمَامِ الْخَيْرِ، وَقَائِدِ الْخَيْرِ، وَرَسُولِ الرَّحْمَةِ، اللَّهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا يَغْبِطُهُ بِهِ الْأَوَّلُونَ وَالْآخِرُونَ۔ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ)) ''یا اللہ! تو اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرما، رسولوں کے سردار، متقین کے امام اور آخری نبی محمد ﷺ پر جو تیرے بندے، رسول، نیکی کے امام و رہبر اور رسولِ رحمت ہیں۔ یا اللہ! انہیں اس مقام محمود پر فائز فرما، جس کی وجہ سے سب اگلے پچھلے لوگ ان پر رشک کریں۔ یا اللہ! محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ پر اسی طرح رحمت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم اور آلِ ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی۔ بے شک تو ہی تعریفوں کے لائق اور بزرگی والا ہے۔ یا اللہ! محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ پر اسی طرح برکت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر برکت نازل فرمائی۔ بے شک تو ہی تعریفوں کے لائق اور بزرگی والا ہے۔''

راقم کہتا ہے جعدة بن هبيرة بن أبي وهب بن عمرو کی والدہ ام هانی بنت ابی طالب تھیں- یعنی سعيد بن علاقة أبو فاختة اہل بیت کا آزاد کردہ غلام ہے اور یہ روایت کرتا ہے کہ عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش ہوتا ہے- اس کی وفات زید بن علی کے قتل کے اس پاس دور بنو امیہ میں ہوئی ہے – یعنی عرض عمل کا عقیدہ اہل بیت النبی کے غلام کی جانب سے دور بنو امیہ میں ہی بیان ہونا شروع ہو چکا تھا

یہاں یہ دلچسپی سے خالی نہ ہو گا کہ شیعہ عالم ابو القاسم الموسوی الخوئي کی تحقیق معجم رجال الحدیث کے مطابق سعيد بن علاقة اور سعيد بن جمهان دونوں ایک ہی ہیں – جلد ۹

ص ١٩ پر لکھتے ہیں

أقول : سعيد بن علاقة هو سعيد بن جمهان فقد ذكر النجاشي في ترجمة الحسين بن ثوير بن أبي فاختة ان اسم أبي فاختة سعيد بن جمهان ، مولى ام هاني ، وذكر في ترجمة ثوير بن أبي فاختة أن اسم أبي فاختة سعيد بن علاقة فيظهر من ذلك : أن سعيد بن علاقة هو وسعيد بن جمهان ، وعليه فاما أن والد سعيد كان له اسمان ، أو أن أحد الاسمين اسم أبيه والآخر اسم جده ، أو أن علاقة اسم امه وجمهان اسم أبيه والله العالم .

میں الخوئی کہتا ہوں : سعيد بن علاقة ہی سعيد بن جمهان ہے پس اس کا ذکر نجاشی نے الحسين بن ثوير بن أبي فاختة کے ترجمہ میں کیا ہے کہ أبي فاختة کا نام   سعيد بن جمهان مولى ام هاني ہے اور ثوير بن أبي فاختة کے ترجمہ میں کہا اس کے باپ کا نام سعيد بن علاقة ہے پس ظاہر کیا کہ   سعيد بن علاقة ہی سعيد بن جمهان ہے اور ممکن ہے سعید کے باپ کے دو نام ہوں یا ایک اس میں اس کے باپ کا نام ہو اور ایک اس کے دادا کا ہو یا علاقه اس کی ماں کا نام ہو اور جمهان اس کے باپ کا

اسی قسم کا قول التحرير الطاووسی کے شیعہ مولف حسن صاحب المعالم کا ہے –

فيحتمل أن يكون اسم " أبى فاختة " " سعيد بن علاقة بن جهمان " ويقال: " سعيد بن جهمان " اختصارا، أو أن يكون " جهمان " لقب " علاقة " أو العكس بالعكس - لكلا الاحتمالين

راقم کہتا ہے سعید بن جمہان   کٹر   بنو امیہ کا دشمن اور رافضی ہے – اس کے بقول خلافت

صرف ۳۰ سال میں ختم ہو گئی تھی- راقم کہتا ہے یہاں پر مرج البحرین ہو رہا ہے - سعید بن علاقة یا سعید بن جمھان کے بقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کا عمل پیش ہوتا ہے – کتب اہل تشیع میں اس کو اصحاب علی و ائمہ میں سے بیان کیا گیا ہے – اس روایت کا تعلق خروج کرنے سے ہے

راقم کہتا ہے یہ روایت موقوف ہے اور اس میں جس انداز میں بیان کیا گیا ہے اس سے لگتا ہے کہ کچھ گربڑ ہے مثلا اس میں الفاظ ہیں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سید المرسلین قرار دیا گیا ہے جبکہ یہ کہنا منع ہے – کتب احادیث میں یہ واحد روایت ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سید المرسلین کہا گیا ہے -

صحیح بخاری کی حدیث 3395 ہے

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ قَتَادَةَ ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْعَالِيَةِ حَدَّثَنَا ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ، يَقُولَ: أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى وَنَسَبَهُ إِلَى أَبِيهِ.

مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا ' کہا ہم سے غندر نے بیان کیا ' ان سے شعبہ نے بیان کیا ' ان سے قتادہ نے بیان کیا ' ان سے ابوالعالیہ نے بیان کیا اور ان سے تمہارے نبی کے چچا زاد بھائی یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی شخص کو یوں نہ کہنا

چاہئے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام ان کے والد کی طرف منسوب کر کے لیا۔

صحیح بخاری ٣٤١٢ میں ہے

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي الْأَعْمَشُ، ح حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ: إِنِّي خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ

عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ تم میں کوئی یہ نہ کہے کہ میں یونس سے بہتر ہوں

عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایسا نہیں کر سکتے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سید المرسلین کہہ کر ان کو یونس بن متی علیہ السلام سے بلند کریں

فرقہ اہل حدیث ابھی تک طے نہیں کر پایا کہ درود نبی پر پیش ہوتا ہے یا نہیں - کوئی کہتا ہے نماز کا درود پیش ہوتا ہے اور دوسری طرف غیر مقلد صلاح الدین یوسف کا موقف ہے کہ نماز کا درود نبی کو سنایا نہیں جاتا

بتلایا ہے ۔ اس میں یہ الفاظ پڑھتے ہیں جو اسلام اور ایمان کا ضروری تقاضا ہے ۔ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی نماز میں التحیات میں یہ الفاظ اسی طرح پڑھتے تھے ۔ آخر وہ کس نبی کو خطاب کر کے مذکورہ الفاظ کہتے تھے ؟ اس سے معلوم ہوا کہ ایک نمازی التحیات میں جب السلام علیك ایها النبی پڑھتا ہے تو اس کا عقیدہ قطعاً یہ نہیں ہوتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سُن رہے ہیں اور میں ان کو خطاب کر رہا ہوں بلکہ ہر مسلمان یہ الفاظ محض نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے مطابق پڑھتا ہے ۔ ان الفاظ کا کوئی تعلق اُس صلوٰۃ و سلام سے نہیں ہے جو خود ساختہ ہے ۔ اور آج کل عام پڑھا جاتا ہے کیونکہ اس کی بنیاد اس فاسد عقیدے پر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ناظر، سمیع و بصیر اور عالم الغیب ہیں ۔ اسی لیے مذکورہ سلام وہ اس عقیدے کے تحت کھڑے ہو کر پڑھتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں اور بذاتِ خود سُن رہے ہیں ۔ اور ایسا عقیدہ رکھنا شرک ہے ۔ کسی کی خوش فہمی ۔ با

راقم کہتا ہے کہ اگر نماز کا درود سنایا نہیں جاتا تو اس منکر حدیث کا کیا ہو گا جس کو سلفی فرقے صحیح کہتے آ رہے ہیں کہ کہیں بھی درود پڑھو وہ پہنچا دیا جاتا ہے ؟

وحيثما كنتم فصلوا علي فإن صلاتكم تبلغني

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منسوب روایات

مسند احمد میں ہے

حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا سريج قال ثنا عبد الله بن نافع عن بن أبي ذئب عن سعيد المقبري عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه و سلم : لا تتخذوا قبري عيدا ولا تجعلوا بيوتكم قبورا وحيثما كنتم فصلوا علي فإن صلاتكم تبلغني

معجم الاوسط طبرانی میں ہے

حدثنا موسى بن هارون ، نا مسلم بن عمرو الحذاء المديني ، نا عبد الله بن نافع ، عن ابن أبي ذئب ، عن سعيد بن أبي سعيد المقبري ، عن أبي هريرة ، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال : « لا تجعلوا بيوتكم قبورا ، ولا تجعلوا قبري عيدا ، وصلوا علي ، فإن صلاتكم تبلغني حيث ما كنتم

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری قبر کو میلہ کے لئے

اختیار مت کرو اور نہ اپنے گھروں کو قبر بناؤ اور جہاں کہیں بھی تم ہو مجھ پر درود کہو کہ یہ مجھ تک پہنچتا ہے

طبرانی کہتے ہیں

لم يصل هذا الحديث عن ابن أبي ذئب إلا عبد الله بن نافع

صرف عبد اللہ بن نافع نے اس روایت کو ابن ابی ذئب سے ملایا ہے

الہیثمی مجمع الزوائد میں کہتے ہیں

رواه أبو يعلى وفيه عبد الله بن نافع وهو ضعيف

اس کو أبو يعلى نے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں عبد اللہ بن نافع ہے جو ضعیف ہے

سنن ابو داود میں ہے

حدَّثنا أحمدُ بنُ صالح، قرأتُ على عبدِ الله بنِ نافع، قال: أخبرني ابنُ أبي ذئبٍ، عن سعيدٍ المقبري عن أبي هُريرة، قال: قال رسولُ الله - صلَّى الله عليه وسلم -: "لا تجعلوا بيوتَكُم قُبوراً، ولا تجعلُوا قَبْرِي عِيداً; وصلُّوا عليَّ فإن صلاتكم تُبْلُغُنِي حَيْثُ كُنْتُمْ"

آپ اوپر سندوں کو دیکھ سکتے ہیں اس میں عبد اللہ بن نافع ہے جو ضعیف ہے

اسی سند سے سنن ابوداود میں یہ روایت ہے

یہاں عبد اللہ بن نافع کا تفرد ہے - کہا جاتا ہے کہ راوی عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نَافِعٍ الصَّائِغ اگر یہ حفظ سے روایت بیان کرے تو وہ منکر ہے اور کتاب کے معاملہ میں صحیح الحدیث ہے۔

وَقَالَ البُخَارِيُّ: تَعْرِفُ وَتُنْكِرُ. (سیر اعلام النبلاء 10/373)

يُعرَفُ حِفظُه ويُنكَرُ، وكتابه أصح. (التاريخ الكبير 5 / 213)

وَقَالَ أَبُو حَاتِمٍ: هُوَ لَيِّنٌ فِي حِفْظِهِ، وَكِتَابُهُ أَصَحُّ (الجرح والتعديل 5 / 184)

اس کے باوجود ابن حجر کا قول ہے کہ فيه ضعف (التلخيص) - امام احمد کے نزدیک اس کو محدث کہنا ہی غلط ہے لم يكن صاحب حديث بلکہ امام احمد فرماتے ہیں ; كان ضيقا فيه. حدیث سے عبد اللہ بن نافع کا سینہ تنگ ہو جاتا ہے –

كوثَر المَعَاني الدَّرَارِي في كَشْفِ خَبَايا صَحِيحْ البُخَاري میں محمَّد الخَضِر بن سيد عبد الله بن أحمد الجكني الشنقيطي (المتوفى: 1354هـ) کہتے ہیں

ومن شواهد الحديث ما أخرجه أبو داود عن أبي هريرة رفعه وقال فيه: "وصلُّوا عليَّ فإن صلاتكم تبلغني حيث كنتم" سنده صحيح وأخرجه أبو الشيخ بسند جيد بلفظ: "من صلَّى عليَّ عند قبري سمعته، ومن صلَّى عليَّ نائيًا بلغته

اس حدیث کے شواہد میں سے ایک وہ حدیث جس کی تخریج ابو داود نے نے ابو ہریرہ کی سند سے مرفوعا روایت کی ہے کہ تم مجھ پر درود کہو کیونکہ تمہارا دورد مجھ تک اتا ہے جہاں کہیں بھی تم ہو – صحیح سند سے - اور ابو شیخ نے جید سند سے روایت کیا ہے جو مجھ پر میری قبر کے پاس درود پڑھے گا، میں اسے سنوں گا اور جو دور سے مجھ پر درود بھیجے گا، مجھے اس کا درود پہنچا دیا جائے گا۔

ابن قیم جو سماع الموتی کا عقیدہ رکھتے تھے کتاب جلاء الافہام میں لکھتے ہیں

وَقَالَ أَبُو الشَّيْخ فِي كتاب الصَّلَاة على النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم حَدثنَا عبد الرَّحْمَن بن أَحْمد الْأَعْرَج حَدثنَا الْحسن بن الصَّباح حَدثنَا أَبُو مُعَاوِيَة حَدثنَا الْأَعْمَش عَن أبي صَالح عَن أبي هُرَيْرَة رَضِي الله عَنهُ قَالَ قَالَ رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم من صلى على عِنْد قَبْرِي سمعته وَمن صلى عَليّ من بعيد أعلمته وَهَذَا الحَدِيث غَرِيب جدا"

جو مجھ پر میری قبر کے پاس درود پڑھے گا، میں اسے سنوں گا اور جو دور سے مجھ پر درود بھیجے گا، مجھے اس کا درود پہنچا دیا جائے گا۔ بہت انوکھی روایت ہے

اکثر مغالطه دینے والے اس سند پر جرح کرتے ہوئے محمد بن مروان السدی کا حوالہ دے دیتے ہیں جبکہ اس سند میں محمد بن مروان سرے سے ہے ہی نہیں - اس میں ابو شیخ کا استاد عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي يَحْيَى الزُّهْرِيُّ أَبُو صَالِحٍ الْأَعْرَجُ مجہول ہے جس کا ذکر تاریخ اصبہان میں ہے

تُوُفِّيَ سَنَةَ ثَلَاثِمِائَةٍ، هُوَ أَخُو مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَزِيدَ الزُّهْرِيِّ

اس کی موت سن ۳۰۰ ہجری میں ہوئی اور یہ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَزِيدَ الزُّهْرِيِّ کا بھائی ہے

اس راوی پر معلومات کا یہ کل خزانہ ہے - لہذا اس کا درجہ مجہول کا ہے اور سند ضعیف ہے – اس میں کوفہ کے شیعہ اعمش ہیں جو مدلس ہیں اور یہاں عن سے روایت ہے – بہر کیف عرض عمل اصلا شیعی عقیدہ ہے

علی رضی اللہ عنہ سے منسوب روایات

مسند ابویعلی میں اس قسم کی ایک روایت علی رضی اللہ عنہ سے بھی منسوب کی گئی ہے

حدثنا موسى بن محمد بن حيان ، حدثنا أبو بكر الحنفي ، حدثنا عبد الله بن نافع ، أخبرني العلاء بن عبد الرحمن قال : سمعت الحسن بن علي بن أبي طالب قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « صلوا في بيوتكم ، لا تتخذوها قبورا ، ولا تتخذوا بيتي عيدا ، صلوا علي وسلموا ، فإن صلاتكم وسلامكم يبلغني أينما كنتم »

علی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : گھروں میں نماز پڑھو – ان کو قبر مت کرو – میرے گھر پر میلہ نہ لگاو – اور مجھ پر سلام کہو اور درود کیونکہ تمہارا درود و سلام مجھ تک اتا ہے جہاں کہیں بھی تم ہو

یہاں بھی عبد اللہ بن نافع الصائغ (پیدائش ۱۲۰ کے اس پاس – وفات ۲۰٦ ہجری) کا تفرد ہے

الکامل از ابن عدی میں ہے امام احمد نے کہا

لم يكن صاحب حديث كان ضيقا فيه

یہ صاحب حدیث نہیں بلکہ اس سے تو (اس کا سینہ) تنگ ہوتا ہے

امام احمد کے بقول یہ ٤۰ سال امام مالک کے ساتھ رہا لیکن کچھ روایت نہیں کیا جبکہ ابن عدی کہتے ہیں

وعبد الله بن نافع قد روى عن مالك غرائب یہ امام مالک سے عجیب و غریب باتیں روایت کرتا ہے

شیعہ عالم کی کتاب أصحاب الامام الصادق (ع)از عبد الحسين الشبستري کے مطابق عبد اللہ بن نافع الصائغ اصحاب محمد بن عبد اللہ المہدی میں سے ہے جو اس امت کے المہدی تھے اور ان سے متعلق روایات گھڑی گئیں ہیں جن کا ذکر راقم نے اپنی کتاب میں کیا ہے

ہیثمی کی کتاب کشف الأستار عن زوائد البزار میں ایک اور سند ہے

حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اللَّيْثِ الْبَغْدَادِيُّ، ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ، ثنا عِيسَى بْنُ جَعْفَرِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الطَّالِبِيُّ، ثنا عَلِيُّ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ جَدِّهِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لا تَجْعَلُوا قَبْرِي عِيدًا، وَلا بُيُوتَكُمْ قُبُورًا، وَصَلُّوا عَلَيَّ وَسَلِّمُوا، فَإِنَّ صَلاتَكُمْ تَبْلُغُنِي» .

قَالَ الْبَزَّارُ: لا نَعْلَمُهُ عَنْ عَلِيٍّ إِلا بِهَذَا الإِسْنَادِ، وَقَدْ رَوَى بِهِ أَحَادِيثَ مَنَاكِيرَ، وَفِيهَا أَحَادِيثُ صَالِحَةٌ، وَهَذَا غَيْرُ مُنْكَرٍ، قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ: «لا تَجْعَلُوا قَبْرِي عِيدًا، وَلا بُيُوتَكُمْ قُبُورًا» .

البزار نے کہا علی سے منسوب ہم اس روایت کو اسی سند سے جانتے ہیں اور اس نے منکر روایات بیان کی ہیں اور اس کی احادیث صالح بھی ہیں اور یہ روایت کئی طرق سے ہے قبر کو میلہ مت کرو اور نہ گھروں کو قبر

سند میں عِيسَى بْنُ جَعْفَرِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ مجھول ہے اور علي بن عمر کو ابن حجر نے مستور قرار دیا ہے

حسن رضی اللہ عنہ سے منسوب روایات

معجم الکبیر طبرانی کی روایت ہے

حدثنا أحمد بن رشدين المصري ثنا سعيد بن أبي مريم ثنا محمد بن جعفر أخبرني حميد بن أبي زينب : عن حسن بن حسن بن علي بن أبي طالب عن أبيه أن رسول الله صلى الله عليه و سلم قال : حيث ما كنتم فصلوا علي فإن صلاتكم تبلغني

حسن بن حسن بن علی نے حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جہاں بھی ہو درود کہو کیونکہ یہ مجھ تک پہنچ رہا ہے

ہیثمی مجمع الزوائد میں کہتے ہیں

رواه الطبراني في الكبير والأوسط وفيه حميد بن أبي زينب ولم أعرفه، وبقية رجاله رجال الصحيح.

اس کو طبرانی نے روایت کیا الکبیر میں اور الاوسط میں اس میں حمید بن أبي زینب ہے جس کو میں نہیں جانتا اور باقی رجال صحیح کے ہیں

سخاوی کتاب القول البدیع ص 153 میں اس سند کو حسن کہتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں

إنّ فيه من لم يعرف - اس میں راوی ہے جس کو میں نہیں جانتا

کتاب سیر أعلام النبلاء از الذھبی میں حسن رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں اس روایت کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے یہ مرسل ہے[6]

حسن بن حسن بن علی اصل میں امام المہدی نفس الزکیہ محمد بن عبد اللہ کے دادا ہیں – محمد المہدی نے عباسی خلفاء السفاح اور ابو جعفر المنصور کے خلاف خروج کیا تھا – یہاں خبر دی گئی ہے کہ درود نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے

حسین رضی اللہ عنہ سے منسوب روایات

مسند ابی یعلی، مصنف ابن ابی شیبہ میں حسین رضی اللہ عنہ سے منسوب ایک روایت ہے

حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة ، حدثنا زيد بن الحباب ، حدثنا جعفر بن إبراهيم ، من ولد ذي الجناحين ، قال : حدثنا علي بن عمر ، عن أبيه ، عن علي بن حسين ، أنه رأى رجلا يجيء إلى فرجة كانت عند قبر النبي صلى الله عليه وسلم ، فيدخل فيها فيدعو ، فنهاه ، فقال : ألا أحدثكم حديثا سمعته من أبي ، عن جدي ، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ، قال : « لا تتخذوا قبري عيدا ، ولا بيوتكم قبورا ، فإن تسليمكم يبلغني أينما كنتم »

علی بن حسین نے ایک آدمی کو دیکھا جو اس سوراخ تک آیا جو قبر النبی میں ہے اس میں سے قبر میں داخل ہوا اور وہاں دعا کی – پس انہوں نے منع کیا اور کہا میں تم سے حدیث بیان کرتا ہو جو میں نے حسین سے سنی انہوں نے علی سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : میری قبر کو میلہ کا مقام مت کرو –اور نہ اپنے گھروں کو قبر کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ تک پہنچ رہا ہے جہاں کہیں بھی تم ہو

ہیثمی مجمع الزوائد میں کہتے ہیں

رواه أبو يعلى وفيه جعفر بن إبراهيم الجعفري ذكره ابن أبي حاتم ولم يذكر فيه جرحاً وبقية رجاله ثقات

اس کو ابو یعلی نے روایت کیا ہے اس میں جعفر بن إبراهيم الجعفري ہے جس کا ذکر ابن ابی حاتم

نے کیا ہے اور اس پر کوئی جرح ذکر نہیں کی اور باقی سب ثقات ہیں

ابن حجر لسان المیزان میں کہتے ہیں

فلعل إبراهيم نسبه إلى جده الأعلى جعفر إن كان الخبر لجعفر

اگر یہ خبر جعفر ہی کی ہے تو ممکن ہے کہ جعفر کو اس کے جد اعلی ابراہیم کی طرف نسبت دی گئی ہے

ساتھ ہی ابن حجر کہتے ہیں

وذكره ابن أبي طي في رجال الشيعة

اور ابن أبي طي نے جعفر بن إبراهيم کا ذکر رجال شیعہ میں ذکر کیا ہے

اس سند میں زید بن الحباب بھی ہے جس کو کثیر الخطا امام احمد نے قرار دیا ہے

سب سے بڑھ کر قبر نبوی میں ایک سوراخ بھی تھا ؟ جس میں سے انسان گزر کر قبر میں داخل ہو جاتا تھا ایسا کسی بھی صحابی نے بیان نہیں کیا- اس سوراخ کو بند کیوں نہیں کیا گیا- یہ روایت منکر ہے

یہی متن حسن بن حسن بن علی (یعنی حسن رضی اللہ عنہ سے بیٹے) سے بھی منقول ہے- مصنف عبد الرزاق [ص:577] 6726 ٤٨٣٩ اور مصنف ابن ابی شیبہ ٧٥٤٣ کی روایت ہے

عَبْدُ الرَّزَّاقِ، – عَنِ الثَّوْرِيِّ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ رَجُلٍ يُقَالُ لَهُ: سُهَيْلٌ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، قَالَ: رَأَى قَوْمًا عِنْدَ الْقَبْرِ فَنَهَاهُمْ وَقَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا تَتَّخِذُوا قَبْرِي عِيدًا، وَلَا

تَتَّخِذُوا بُيُوتَكُمْ قُبُورًا، وَصَلُّوا عَلِيَّ حَيْثُمَا كُنْتُمْ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِي»

ابن عجلان نے کہا کہ ایک شخص جس کو سہیل کہا جاتا تھا اس نے حسن بن حسن بن علی سے روایت کیا کہ حسن بن حسن بن علی نے ایک بار ایک قوم کو دیکھا کہ وہ قبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے ہیں پس انہوں نے منع کیا اور کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لوگوں میرے گھر پر میلا نہ لگاو اور نہ اپنے گھروں کو قبرستان بناو ،البتہ جہاں کہیں بھی رہومیرے اوپر درود بھیجتے رہو، اسلئے کہ تمہارا درود مجھ تک یقینا پہنچے گا

روایت مقطوع ہے اس میں صحابی کا نام نہیں جس سے یہ روایت سنی

كتاب حديث علي بن حجر السعدي عن إسماعيل بن جعفر المدني از إسماعيل بن جعفر بن أبي كثير الأنصاري الزرقي مولاهم، أبو إسحاق المدني – ويكني أيضا: أبا إبراهيم (المتوفى: 180هـ) میں ہے

حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، ثنا إِسْمَاعِيلُ، ثنا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ أَنَّهُ رَأَى قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَالْتَزَمَهُ، وَمَسَحَ قَالَ: فَحَصَبَنِي حَسَنُ بْنُ حَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: [ص:492] «لَا تَتَّخِذُوا بَيْتِي عِيدًا، وَلَا تَتَّخِذُوا بُيُوتَكُمْ مَقَابِرَ»

حسن بن حسن بن ابي طالب نے کہا کہ رسول اللہ صلي اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھر کو میلہ كي جگہ مت کرو اور نہ اپنے گھروں کو قبریں بنائو

اس كي سند میں مجھول ہے لہذا ضعیف ہے

ابن تیمیہ اپنی کتاب اقتضاء الصراط المستقيم 1/ 298 – 299 و 2/ 656 میں سنن سعید بن

منصور کے حوالے سے سند دیتے ہیں

عن عبد العزيز بن محمد الدراوردي أني سهيل بن أبي سهيل قال: رآني الحسن بن الحسن بن علي بن أبي طالب عند القبر فناداني وهو في بيت فاطمة يتعشى، فقال: هلم إلى العشاء، فقلت: لا أريده، فقال: ما لي رأيتك عند القبر؟ قلت: سلمت على النبي – صلى الله عليه وسلم -، فقال: إذا دخلت المسجد فسلم. ثم قال: إنّ رسول الله – صلى الله عليه وسلم – قال "لا تتخذوا قبري عيدا، ولا تتخذوا بيوتكم مقابر، لعن الله اليهود اتخذوا قبور أنبياءهم مساجد، وصلوا عليّ، فإنّ صلاتكم تبلغني حيث ما كنتم" ما أنتم ومن بالأندلس إلا سواء.

سهيل بن أبي سهيل نے کہا مجھ کو حسن بن حسن نے دیکھا میں قبر کے پاس تھا پس انہوں نے مجھے پکارا اور وہ فاطمہ کے گھر میں رات کا کھانا کھا رہے تھے انہوں نے کہا کھا لو – میں نے کہا مجھے ضرورت نہیں- پوچھا کہ میں نے تم کو قبر کے پاس کیوں دیکھا ؟ میں نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کہہ رہا تھا – انہوں نے کہا جب مسجد میں داخل ہو سلام کہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری قبر کو میلہ مت بناؤ اور نہ گھروں کو قبریں – اللہ کی لعنت ہو یہود پر جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا – مجھ پر درود کہو کیونکہ تم جہاں بھی ہو یہ مجھ تک اتا ہے اور یہ برابر ہے تم میں اور اندلس والوں میں

امام بخاری تاریخ الکبیر میں کہتے ہیں سہیل کا سماع حسن بن حسن سے نہیں ہے

سهيل عن حسن بن حسن روى عنه محمد بن عجلان منقطع

سہیل جس نے حسن بن حسن سے روایت کیا اور اس سے ابن عجلان نے – منقطع ہے

بہر حال اہل بیت سے منسوب کیا گیا ہے کہ وہ عرض عمل کا عقیدہ امت میں پھیلاتے تھے

ابو مسعود الانصاری رضی اللہ عنہ سے منسوب روایات

الحاكم كتاب المستدرك على الصحيحين میں روایت پیش کرتے ہیں

حدثنا الشيخ أبو بكر بن إسحاق الفقيه ، أنبأ أحمد بن علي الأبار ، ثنا أحمد بن عبد الرحمن بن بكار الدمشقي ، ثنا الوليد بن مسلم ، حدثني أبو رافع ، عن سعيد المقبري ، عن أبي مسعود الأنصاري رضي الله عنه ، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال : « أكثروا علي الصلاة في يوم الجمعة ، فإنه ليس أحد يصلي علي يوم الجمعة إلا عرضت علي صلاته »

أبي مسعود الأنصاري رضي اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبي صلى اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کثرت سے جمعہ کے دن درود کہو کیونکہ ایسا کوئی نہیں جو درود جمعہ کے دن اور وہ فرشتے مجھ تک نہ پہنچا دیں

اس کی سند میں أبو رافع إسماعيل بن رافع ہے جس کو امام ابن معین نے ضعیف کوئی چیز نہیں کہا ہے اور احمد نے منکر الحدیث قرار دیا ہے – نسائی نے متروک قرار دیا ہے

شیعہ عالم الخوئی کی تحقیق معجم رجال الحديث کے مطابق إسماعيل بن رافع اور إسماعيل بن الحكم الرافعي ایک ہیں- نقد الرجال میں شیعہ عالم التفرشي نے إسماعيل بن رافع المدني کا شمار أصحاب علي بن الحسين میں کیا ہے

انس رضی اللہ عنہ سے منسوب روایات

حدثنا أحمد قال : نا إسحاق قال : نا محمد بن سليمان بن أبي داود قال : نا أبو جعفر الرازي ، عن الربيع بن أنس ، عن أنس بن مالك ، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال : « من ذكر الله ففاضت عيناه من خشية الله حتى تصيب الأرض دموعه لم يعذبه الله يوم القيامة » وقال النبي صلى الله عليه وسلم : « من صلى علي بلغتني صلاته ، وصليت عليه ، وكتبت له سوى ذلك عشر حسنات » « لم يرو هذين الحديثين عن أبي جعفر إلا محمد بن سليمان

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ کا ذکر کرے اور اس کے خوف سے اس کی آنکھ نم ہو جائے حتی کہ آنسو زمین تک آ جائے تو اس کو روز محشر عذاب نہ ہو گا .. اور جس نے مجھ پر درود کہا وہ مجھ تک آ گیا اور میں نے اس کے لئے دعا کی اور اس کے لئے دس نیکییاں لکھ دی گئیں

اس کی سند میں أبو جعفر الرازي عيسى بن ماهان ہے جس کو عقیلی نے ليس بالقوي في الحديث قرار دیا ہے – احمد نے بھی کمزور اور مضطرب الحديث کہا ہے- شیعہ عالم الخوئی کے مطابق یہ امام جعفر کے اصحاب میں سے ہے

عيسى بن ماهان : (هامان) أبو جعفر الرازي ، من أصحاب الصادق عليه السلام

اس مضطرب الحديث راوی کی روایت پر مبارکپوری مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح میں کہتے ہیں

وأخرج الطبراني في الأوسط بإسناد لا بأس به من حديث أنس - رضي اللہ عنه -، قال: قال رسول اللہ - صلى اللہ عليه وسلم -: من صلى علي بلغتني صلاته، وصليت عليه، وكتب له سوى ذلك عشر حسنات.

اور طبرانی نے الاوسط میں ان اسناد سے حدیث انس رضی اللہ عنہ کی تخریج کی ہے جن میں کوئی برائی نہیں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھ پر درود کہا وہ مجھ تک آ گیا اور میں نے اس کے لئے دعا کی اور اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دی گئیں

راقم کہتا ہے معلوم ہوا اہل حدیث کے نزدیک اس روایت میں اور راویوں میں کوئی برائی نہیں – لیکن آپ ان کی کتب دیکھیں تو یہ أبو جعفر الرازي پر جرح کرتے پائے جاتے ہیں[7]

بیہقی کی کتاب شعب الإيمان میں روایت ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ السِّقَاءِ الْمُقْرِئُ، حَدَّثَنَا وَالِدِي أَبُو عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا أَبُو رَافِعٍ أُسَامَةُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ بِمِصْرَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ سَالِمٍ الصَّائِغُ، حَدَّثَتْنَا حَكَامَةُ بِنْتُ عُثْمَانَ بْنِ دِينَارٍ، أَخِي مَالِكِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، خَادِمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنَّ أَقْرَبَكُمْ مِنِّي يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي كُلِّ مَوْطِنٍ أَكْثَرُكُمْ عَلَيَّ صَلَاةً فِي الدُّنْيَا مَنْ صَلَّى عَلَيَّ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَةِ الْجُمُعَةِ، قَضَى اللَّهُ لَهُ مِائَةَ حَاجَةٍ، سَبْعِينَ مِنْ حَوَائِجِ الْآخِرَةِ، وَثَلَاثِينَ مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْيَا، ثُمَّ يُوَكِّلُ اللَّهُ بِذَلِكَ مَلَكًا يُدْخِلُهُ فِي قَبْرِهِ كَمَا يُدْخِلُ عَلَيْكُمُ الْهَدَايَا، يُخْبِرُنِي مَنْ صَلَّى عَلَيَّ بِاسْمِهِ وَنَسَبِهِ إِلَى عَشِيرَتِهِ فَأُثْبِتُهُ عِنْدِي فِي صَحِيفَةٍ بَيْضَاءَ "

حَكَامَةُ بِنْتُ عُثْمَانَ بْنِ دِينَارٍ نے انس بن مالک رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ سے   روایت کیا کہ نبی   صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا   قیامت کے روز تم میں سے وہ میرے قریب ہو گا جو   ہر جگہ   مجھ پر کثرت سے درود پڑھے   گا اور جو مجھ پر جمعه کی رات یا جمعه کے دن ایک بار درود   پڑھتا ہے اللّٰہ اس کی سو اُخروی حاجات ا ور تیس دُنیوی حاجات پوری فرماتاہے اور میرے پاس ایک فرشتہ بھیجتاہے جو میری قبر میں داخل ہو کر مجھے اس درود پڑھنے والے کے نام ونسب اور خاندان کے متعلق بتاتاہے پھر میں اسے اپنے پاس سفید صحیفہ میں محفوظ کر لیتا ہوں۔

كتاب   موسوعة المعلمي اليماني وأثره في علم الحديث المسماة «النكت الجياد المنتخبة من كلام شيخ النقاد ذهبي العصر العلامة عبد الرحمن بن يحي المعلمي اليماني» از أبو أنس إبراهيم بن سعيد الصبيحي کے مطابق

حكامة بنت أخي مالك بن دينار واسم أَبيها: عثمان بن دينار عن أبيها عن أخيه مالك بن دينار:

"الفوائد" (ص 242): "ليست بشيء" .

حَكَامَةُ بِنْتُ عُثْمَانَ بْنِ دِينَارٍ کوئی چیز نہیں ہے

أَبِي أُمَامَةَ رضی اللّٰہ عنہ سے منسوب روایات

المعجم الكبير از طبرانی کی روایت ہے

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، ثنا مُوسَى بْنُ عُمَيْرٍ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ عَشْرًا بِهَا مَلَكٌ مُوَكَّلٌ بِهَا حَتَّى

يُبَلِّغْنِيهَا

أَبِي أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھ پر درود کہا اللہ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے ایک موکل فرشتہ اس پر کرتا ہے یہاں تک کہ یہ مجھے خبر دی جاتی ہے

كتاب جامع التحصيل في أحكام المراسيل از العلائي (المتوفى: 761هـ) کے مطابق مکحول الشامي نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تک نہیں ہے

قال أبو حاتم : لا رأى أبا أمامة - ابو حاتم نے کہا مکحول الشامي نے ابو امامہ کو نہیں دیکھا

ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے منسوب روایت

تفسیر الطبری کی ایک روایت ہے

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: ثني عَمِّي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَيْمَنَ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍّ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَكْثِرُوا عَلَيَّ الصَّلَاةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَإِنَّهُ يَوْمٌ مَشْهُودٌ تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ

ابو الدردا رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر کثرت سے جمعہ کے دن درود پڑھو کیونکہ یہ وہ دن ہے جو یوم مشہود ہے فرشتے دیکھتے ہیں

یہ روایت مرسل ہے ضعیف ہے

اور ابن ماجہ میں ہے

ہم سے عمروبن سواد المصری نے بیان کیا ۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے عبد اللّٰہ بن وہب نے بیان کیا اور وہ عمر بن حارث سے اور وہ سید بن ابی ہلال سے۔ وہ یزید بن ایمن سے اور وہ عبادۃ بن نسی سے اور وہ ابوالدراد رضی اللّٰہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللّٰہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کہ دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ وہ دن حاضری کا ہے۔ اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ مجھ پر جو کوئی شخص دورد پڑھتا ہے اس کا ددور مجھ پر پیش کیا جاتا ہے حتی کہ وہ اس سے فارغ ہو۔ میں نے کہا یا رسول اللّٰہ آپ کی موت کے بعد ؟ آپ نے فرمایا اللّٰہ نے حرام کر دیا ہے کہ زمین انبیاء کے جسموں کو کھائے پس نبی اللّٰہ کو رزق دیا جاتا ہے [8]

اس پر تبصرہ پیچھے گزر چکا ہے

ابن عباس رضی اللّٰہ عنہ سے منسوب روایت

مسند اسحاق میں ہے

أخبرنا يحيى بن آدم، حَدَّثَنا إسرائيل، عَن أبي يحيى القتات، عَن مجاهد، عَن ابن عَبَّاس، قال: ليس أحد من أمة محمد يصلي على محمد، أَو يسلم عليه إلاَّ بلغه يصلي عليك فلان ويسلم عليك فلان.

ابن عباس رضی اللّٰہ عنہ نے کہا امت محمد میں سے ایسا کوئی نہیں جو محمد پر درود بھیجے یا ان پر سلام کہے تو ن تک نہ پہنچے کہ فلاں درود کہتا ہے فلاں سلام کہتا ہے

اس کی سند میں ابو یحیی ہے – طبقات ابن سعد میں ہے: أبو يحيى القتات مولى يحيى بن جعدة بن هبيرة. وفيه ضعف.

أبو يحيى زاذان القتات اصل میں يحيى بن جعدة بن هبيرة کا آزاد کردہ غلام ہے- يحيى بن جعدة بن هبيرة کی دادی أُمُّ هَانِئِ بِنْتَ أَبِي طَالِبٍ تھیں - أُمُّ هَانِئِ اصل میں علی رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں – یہاں اہل بیت کا ایک غلام ابو یحیی القتات یہ بیان کرتا ہے کہ دورد و سلام کا عمل نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش ہوتا ہے[9]

قارئیں اپ دیکھ سکتے ہیں تمام اسناد ضعیف ہیں

لیکن جو چیز قابل غور وہ یہ کہ اہل بیت النبی سے راویوں نے عرض عمل کا عقیدہ منسوب کیا ہے اور خاص کر ان کے غلاموں نے اس کو امت میں پھیلایا ہے

بعض   تابعین سے منسوب اقوال

الزهد والرقائق از ابن مبارک کی روایت ہے

أَنَا رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ يَقُولُ: "لَيْسَ مِنْ يَوْمٍ إِلَّا يُعْرَضُ فِيهِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّتُهُ غُدْوَةً وَعَشِيَّةً، فَيَعْرِفُهُمْ بِسِيمَاهُمْ، لِيَشْهَدَ عَلَيْهِمْ، يَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: {فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا} [النساء: 41] "

منہال بن عمرو نے کہا میں نے سعید بن مسیب کو کہتے سنا کہ ایسا کوئی دن نہیں جاتا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کی امت کو صبح و شام نہ پیش کیا جاتا ہو یہاں تک کہ اپ ان کو ان کے چہروں سے پہچانتے ہیں ان پر گواہ بننے کے لئے جیسا اللہ تبارک و تعالی کا قول ہے پھر کیا حال ہو گا جب ہم ہر امت میں سے گواہ بلائیں گے اور تمہیں ان پر گواہ کر کے لائیں گے۔

راقم کہتا ہے اس کی سند ضعیف ہے – سند میں رجل من انصار مجہول الحال ہے جس کا نام عبد اللہ بن مبارک نے پتا نہیں کیوں چھپا دیا ہے

اس آیت کی شرح میں شیعہ کتاب الکافی از کلینی کی روایت ہے کہ امام جعفر نے کہا (بحوالہ تفسير الامثل از نَاصِر مَكارم الشِيرازي)

نزلت في أُمّة محمّد خاصة، في كلّ قرن منهم إمام منّا، شاهد عليهم ومحمّد شاهد علينا

یہ امت محمد کے لئے خاص نازل ہوئی ہے – ان کے ہر قرن میں ہمارا امام امت پر شاہد ہے اور محمد ہم (اماموں) پر شاہد ہیں

راقم کہتا ہے ابن مبارک کی سند میں المنهال بن عمرو موجود ہے جو کوفی شیعہ تھا اور جوزجانی کہتے ہیں بد مذهب تھا – ساتھ ہی یہ عود روح والی روایت کا راوی بھی ہے

شمارہ السنہ جہلم ۸۰ – ۸٦ میں مضمون میں غلام مصطفی روایت دیتے اور تصحیح کرتے ہیں

السنة 69

کیا رسول اللہ ﷺ قبر مبارک میں درود سنتے ہیں؟

غلام مصطفےٰ ظہیر امن پوری

فائدہ :

حماد بن ابوسلیمان کوفی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا صَلَّى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛ عُرِضَ عَلَيْهِ بِاسْمِهِ .

''کوئی شخص جب نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھتا ہے تو وہ درود اس کے نام کے ساتھ آپ پر پیش کیا جاتا ہے۔'' (الزھد والرقائق للإمام ابن المبارک : 1029، وسندہٗ صحیحٌ)

www.AhleSunnat

راقم کہتا ہے اس کی سند ضعیف ہے

أَخْبَرَكُمْ أَبُو عُمَرَ بْنُ حَيَوَيْهِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ حَمَّادٍ الْكُوفِيِّ قَالَ: «إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا صَلَّى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عُرِضَ عَلَيْهِ بِاسْمِهِ»

حماد بن أبي سليمان الفقيه کو أبو حاتم لا يحتج به نا قابل دلیل اور ابن سعد ضعیف کہتے ہیں

حَمَّادُ بْنُ سَلَمه بصری بھی مدلس ہیں اور یہاں عنعنہ ہے

الزھد والرقائق از ابن مبارک کی روایت ہے

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ، أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ كَعْبِ الْأَحْبَارِ قَالَ: ذَكَرُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عِنْدَ عَائِشَةَ، فَقَالَ كَعْبٌ: «مَا مِنْ فَجْرٍ يَطْلُعُ إِلَّا هَبَطَ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ، يَضْرِبُونَ الْقَبْرَ بِأَجْنِحَتِهِمْ، وَيَحُفُّونَ بِهِ، فَيَسْتَغْفِرُونَ لَهُ» وَأَحْسَبُهُ قَالَ: «وَيُصَلُّونَ عَلَيْهِ حَتَّى يُمْسُوا، فَإِذَا أَمْسَوْا عَرَجُوا، وَهَبَطَ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ، يَضْرِبُونَ الْقَبْرَ بِأَجْنِحَتِهِمْ، وَيَحُفُّونَ بِهِ، وَيَسْتَغْفِرُونَ لَهُ» وَأَحْسَبُهُ قَالَ: «وَيُصَلُّونَ عَلَيْهِ حَتَّى يُصْبِحُوا، وَكَذَلِكَ حَتَّى تَكُونَ السَّاعَةُ، فَإِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَبْعِينَ أَلْفَ مَلَكٍ

نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ، سے روایت ہے کہ کعب احبار ، عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضرہوئے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا ،تو کعب کہنے لگے : جب بھی دن طلوع ہوتا ہے،ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں ، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو گھیر لیتے ہیں اور قبر پر اپنے پَر لگاتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے ہیں اور میرا گمان ہے کہ کہا : آپ پر درود کہتے ہیں یہاں تک کہ شام ہو جاتی ہے اور پھر وہ بلند ہو جاتے ہیں اور ستر ہزار فرشتے اور اترتے ہیں وہ بھی قبر پر اپنے پر مارتے ہیں اور .... ایسا قیامت تک ہو گا پس جب حشر وہ گا اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ستر ہزار فرشتوں کے ہمراہ (قبر سے) نکلیں گے

یہ کعب احبار کا قول ہے اور اس کو یہ سب کیسے م ہوا ؟ یہ کلام شاذ ہے

حَيْثُمَا كُنْتُم فصلوا عَليّ فَإِن صَلَاتكُمْ تبلغني

پر علماء کی آراء

علماء نے جب اس روایت کو صحیح ،مان لیا تو اس سے انہوں نے عجیب و غریب نتائج کا استخراج کیا ہے – کتاب التيسير بشرح الجامع الصغير از زين الدين محمد المناوي القاهري (المتوفى: 1031هـ) اور فيض القدير شرح الجامع الصغير از المناوى اور تحفة الأبرار شرح مصابيح السنة از القاضي ناصر الدين عبد الله بن عمر البيضاوي (ت 685هـ) میں ہے

لَان النُّفُوس القدسية إِذا تجردت عَن العلائق الْبَدَنِيَّة اتَّصلت بالملأ الْأَعْلَى وَلم يبْق لَهَا حجاب فترى وَتسمع الْكل

جب پاک ارواح اپنے جسم و بدن کے علاقہ سے نکلتی ہیں (یعنی جسم چھوڑتی ہیں) تو ملاء الاعلی سے جڑ جاتی ہیں اور ان پر کوئی پردہ باقی نہیں رہتا اور ہر بات سنتی ہیں

التَّنويرُ شَرْحُ الجَامِعِ الصَّغِيرِ از محمد بن إسماعيل بن صلاح أسلافه بالأمير (المتوفى: 1182هـ) کا کہنا ہے

حيثما كنتم فصلوا عليّ أي في أي مكان نزلتم ... فإن صلاتكم تبلغني أي تبلغها عنكم الملائكة السياحود لإبلاغ ذلك عنكم إليّ

جہاں کہیں بھی ہو مجھ پر دورد کہو یعنی تم جس مقام پر بھی اترو ...کہ تمہارا دورد سیاح فرشتے مجھ تک لے آئیں گے

فتح الباری میں ابن حجر کا کہنا ہے

وَقَالَ فِيهِ وَصَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِي حَيْثُ كُنْتُمْ سَنَدُهُ صَحِيحٌ وَأَخْرَجَهُ أَبُو الشَّيْخِ فِي كِتَابِ الثَّوَابِ بِسَنَدٍ جَيِّدٍ بِلَفْظِ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِي سَمِعْتُهُ وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ نَائِيًا بُلِّغْتُهُ

اور اس میں ہے مجھ پر درود کہو کہ مجھ تک یہ اتا ہے جہاں کہیں بھی تم ہو اس کی سند صحیح ہے اور اس کی تخریج جید سند کے ابو شیخ نے کتاب الثواب میں ان الفاظ کے ساتھ کی ہے کہ جو میری قبر پر درود کہے تو میں سنتا ہوں اور ہو دور سے کہے وہ مجھ تک اتا ہے

ابن حجر عسقلانی فتح الباری (ج ۸، ص۱٤٩) میں لکھتے ہیں

قَالَ الْخَطَّابِيُّ زَعَمَ بَعْضُ مَنْ لَا يُعَدُّ فِي أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ الْمُرَادَ بِقَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لَا كَرْبَ عَلَى أَبِيكِ

بَعْدَ الْيَوْمِ أَنَّ كَرْبَهُ كَانَ شَفَقَةً عَلَى أُمَّتِهِ لِمَا عَلِمَ مِنْ وُقُوعِ الْفِتَنِ وَالِاخْتِلَافِ وَهَذَا لَيْسَ بِشَيْءٍ لِأَنَّهُ كَانَ يَلْزَمُ أَنْ تَنْقَطِعَ شَفَقَتُهُ عَلَى أُمَّتِهِ بِمَوْتِهِ وَالْوَاقِعُ أَنَّهَا بَاقِيَةٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لِأَنَّهُ مَبْعُوثٌ إِلَى مَنْ جَاءَ بَعْدَهُ وَأَعْمَالُهُمْ تُعْرَضُ عَلَيْهِ

خطابی نے کہا کہ نبی علیہ السلام نے فاطمہ سے وفات سے کچھ پہلے کہا تھا کہ لا کرب علی ابیک بعد الیوم (یعنی اے فاطمہ تمہارے والد کو آج کے دن کے بعد اب کوئی تکلیف نہیں ہو گی) بعض وہ لوگ جن کا شمار اہل علم میں نہیں ہوتا وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کو علم دیا گیا تھا کہ ان کے بعد ان کی امت میں فتنے اور اختلافات پیدا ہوں گے، امت پر شفقت و محبت کی وجہ سے آپ کو اس کی فکر رہتی تھی، یہ فکر آپ کی تکلیف کا باعث تھی اب چونکہ آپ دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں لہذا آپ کی یہ فکر بھی دور ہو رہی ہے، اس حدیث میں تکلیف سے یہی مراد ہے، حالانکہ یہ بالکل بے سروپا بات ہے، اس لیے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ امت پر نبی کی شفقت و محبت آپ کی وفات کے ساتھ ہی منقطع اور ختم ہو جائے، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ کی امت پر آپ کی شفقت و محبت قیامت تک باقی ہے، کیونکہ آپ ان لوگوں کے لیے بھی مبعوث کیے گئے ہیں جو آپ کے بعد آئیں گے اور ان کے اعمال آپ پر پیش کیے جائیں گے

وفاتی خیرلکم تعرض علیّ اعمالکم

ایک روایت پیش کی جاتی ہے

حیاتی خیر لکم تحدثون و تحدث لکم ووفاتی خیرلکم تعرض علیّ اعمالکم فما رأیت من خیر حمدت اللّٰہ علیہ وما رایت من شر استغفرت اللّٰہ لکم

میری زندگی بھی تمہاری لیے بہتر ہے کہ تم بات کرتے ہو اور تمہارے لیے بات کی جاتی ہے اور میری وفات بھی تمہارے لیے بہتر ہے، تمہارے اعمال مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں تو اگر میں ان کو اچھا دیکھتا ہوں تو اللّٰہ کا شکر ادا کرتا ہوں اور اگر برے اعمال دیکھتا ہوں تو تمہارے لیے اللّٰہ کی بارگاہ میں استغفار کرتا ہوں

یہ روایت کئی طریقوں سے مروی ہے-

کتاب المخلصيات وأجزاء أخرى لأبي طاهر المخلص میں روایت ہے جس کے مطابق نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم پر اعمال جمعرات کو پیش ہوتے ہیں. اس کی سند ہے

أخبرنا محمدٌ: حدثنا يحيى: حدثنا يحيى بنُ خذامٍ في مسجدِ الجامعِ بالبصرةِ في سنةِ خمسينَ ومئتينِ: حدثنا محمدُ بنُ عبدِاللّهِ بنِ زيادٍ أبو سلمةَ الأنصاريُّ: حدثنا مالكُ بنُ دينارٍ، عن أنسِ بنِ مالكٍ

قالَ:

اس میں آفت   محمدُ بنُ عبدِاللّٰہِ بنِ زیادٍ أبو سلمةَ الأنصاريُّ سے ہے. الذہبی تاریخ الاسلام میں کہتے ہیں وھو صاحب مناکیر عن مالك بن دینار. یہ مالك بن دینار سے منکرات بیان کرتے ہیں- زیر بحث روایت بھی مالك بن دینار سے روایت کی گئی ہے

مسند الحارث کی سند ہے

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ قُتَيْبَةَ , ثنا جَسْرُ بْنُ فَرْقَدٍ , عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُزَنِيِّ

بخاری ابو جعفر جسر بْن فرقد کو کتاب تاریخ الکبیر میں ولیس بذاك کہتے ہیں

ابن معین لیس بشئ کوئی شے نہیں کہتے ہیں- النسائي: ضعیف کہتے ہیں - دارقطنی متروك کہتے ہیں

طبقات الکبریٰ ابن سعد کی سند ہے

أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُؤَدِّبُ. أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ غَالِبٍ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

اس کی سند میں غالب جو مجھول ہے - ایک رائے ہے کہ یہ غالب القطان ہے - الکامل ابن عدی کے مطابق یحیی بْن مَعِين کہتے ہیں لَا أعرفه میں اس کو نہیں جانتا- دارمی کہتے ہیں کان ردئ الحفظ ان کا حافظہ ردی تھا- کتاب مَنْ تَكلَّم فيه الدَّارقطني في كتاب السنن من الضعفاء والمتروکین والمجھولین از ابن زریق (المتوفی: 803ھـ) کے مطابق دارقطنی کی رائے میں یہ غالب بن عبید اللّٰہ، فإن كان كذلك، فهو متروك غالب بن عبید اللّٰہ ہے اور اگر یہی ہے تو متروك ہے

مسند البزار کی سند ہے

حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: نا عَبْدُ الْمَجِيدِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رَوَّادَ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ زَاذَانَ

اس کی سند میں زاذان ہے جس کا اوپر تذکرہ کیا گیا ہے. اس کے علاوہ عَبْدُ الْمَجِيدِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رَوَّادَ ہے جس کو أبو حاتم کہتے ہیں : ليس بالقوي يكتب حديث. قوی نہیں حدیث لکھ لو. الدارقطنيٌّ کہتے ہیں لا يحتج به، نا قابل احتجاج ہے . أبو زرعة ،ابن سعد ان کو ضعیف گردانتے ہیں- اس کو ضعیف کہنے کی ایک وجہ مرجیہ ہونا تھا

طرح التثريب في شرح التقريب میں أبو الفضل زين الدين العراقي (المتوفى: 806هـ) لکھتے ہیں

وَرَوَى أَبُو بَكْرٍ الْبَزَّارُ فِي مُسْنَدِهِ بِإِسْنَادٍ جَيِّدٍ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: «حَيَاتِي خَيْرٌ لَكُمْ تُحْدِثُونَ وَيُحْدَثُ لَكُمْ وَوَفَاتِي خَيْرٌ لَكُمْ تُعْرَضُ عَلَيَّ أَعْمَالُكُمْ فَمَا رَأَيْت مِنْ خَيْرٍ حَمِدْت اللَّهَ عَلَيْهِ وَمَا رَأَيْت مِنْ شَرٍّ اسْتَغْفَرْت اللَّهَ لَكُمْ»

اور ابو بکر البزار نے سند جید سے ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : میری زندگی بھی تمہارے لئے خیر ہے ....

إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري میں القسطلاني (المتوفى: 923هـ) لکھتے ہیں

وفي حديث ابن مسعود عند البزار، بإسناد جيد، رفعه: حياتي خير لكم، ووفاتي خير لكم، تعرض علي أعمالكم، فما رأيت من خير حمدت الله عليه، وما رأيت من شرّ استغفرت الله لكم

حدیث ابن مسعود جید ہے

شرح الزرقاني على موطأ الإمام مالك میں الزرقاني المصري الأزهري لکھتے ہیں

«حَيَاتِي خَيْرٌ لَكُمْ وَمَمَاتِي خَيْرٌ لَكُمْ، تُعْرَضُ عَلَيَّ أَعْمَالُكُمْ، فَمَا كَانَ مِنْ حَسَنٍ حَمِدْتُ اللَّهَ عَلَيْهِ، وَمَا كَانَ مِنْ شَيْءٍ اسْتَغْفَرْتُ اللَّهَ لَكُمْ» " رَوَاهُ الْبَزَّارُ بِإِسْنَادٍ جَيِّدٍ.

راقم کہتا ہے یہ سب اس سند کو جید کہہ رہے ہیں جبکہ اس کی سند میں عَبْدُ الْمَجِيدِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رَوَّادَ پر سخت جرح ہے - عجیب بات ہے کہ تخريج أحاديث إحياء علوم الدين میں العِراقي (806 هـ) اس روایت پر یہ تبصرہ کرتے ہیں

قال العراقي: رواه البزار من حديث ابن مسعود ورجاله رجال الصحيح إلا أن عبد المجيد بن عبد العزيز بن رواد وان أخرج له مسلم ووثقه ابن معين والنسائي فقد ضعفه كثيرون

عراقی نے کہا اس حدیث کو البزار نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے اس کے رجال صحیح کے ہیں - بے شک عبد المجيد بن عبد العزيز اگرچہ اس سے امام مسلم نے روایت لی ہے اس کی توثیق ابن معين اور نسائی نے کی ہے اس کی کثیر نے تضعیف بھی کی ہے

السراج المنير شرح الجامع الصغير في حديث البشير النذير میں عزیزی المتوفی لکھتے ہیں

تعرض عليّ أعمالكم فإن رأيت خيراً حمدت الله وإن رأيت شراً استغفرت لكم) وذلك كل يوم كما ذكره المؤلف وعده من خصوصياته وتعرض عليه أيضاً مع الأنبياء والآباء يوم الإثنين والخميس

تمہارے اعمال مجھ پر پیش ہوتے ہیں پس جب میں ان میں خیر دیکھتا ہوں خوش ہوتا ہوں اور اگر شر دیکھوں تو استغفار کرتا ہوں اور یہ ہر روز ہوتا ہے جیسا کہ المولف نے ذکر کیا ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے شمار کیا گیا ہے اور یہ عرض عمل انبیاء کے ساتھ ساتھ آباواجداد پر بھی پیر و جمعرات کو ہوتا ہے

راقم کہتا ہے یہ سند إن لوگوں کے نزدیک جید يعني حسن ہے - البانی نے السلسلة الضعيفة 975 میں اس روایت کو شاذ قرار دیا ہے

راقم کہتا ہے یہ روایت حدیث حوض سے متعارض ہے

صحیح بخاری حدیث نمبر: **7048**

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ قَالَتْ أَسْمَاءُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «أَنَا عَلَى حَوْضِي أَنْتَظِرُ مَنْ يَرِدُ عَلَيَّ، فَيُؤْخَذُ بِنَاسٍ مِنْ دُونِي فَأَقُولُ أُمَّتِي. فَيَقُولُ لاَ تَدْرِي، مَشَوْا عَلَى الْقَهْقَرَى». قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ أَنْ نَرْجِعَ عَلَى أَعْقَابِنَا أَوْ نُفْتَنَ.

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے بشر بن سری نے بیان کیا، کہا ہم سے نافع بن عمر نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ملیکہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (قیامت کے دن) میں حوض کوثر پر ہوں گا اور اپنے پاس آنے والوں کا انتظار کرتا رہوں گا پھر (حوض کوثر) پر کچھ لوگوں کو مجھ تک پہنچنے سے پہلے ہی گرفتار کر لیا جائے گا تو میں کہوں گا

کہ یہ تو میری امت کے لوگ ہیں۔ جواب ملے گا کہ آپ کو معلوم نہیں یہ لوگ الٹے پاؤں پھر گئے تھے۔ ابن ابی ملیکہ اس حدیث کو روایت کرتے وقت دعا کرتے اے اللہ! ہم تیری پناہ مانگتے ہیں کہ ہم الٹے پاؤں پھر جائیں یا فتنہ میں پڑ جائیں۔

ابن ملقن نے التوضيح لشرح الجامع الصحيح میں اس اشکال کا جواب دیا ہے

فإن قلت: كيف خفي عليه حالهم مع إخباره بعرض أمته عليه؟ قلت: ليسوا من أمته كما قلناه، وإنما يعرض عليه أعمال الموحدين لا المرتدين والمنافقين

میں کہتا ہوں : (یہ سوال ہوتا ہے کہ) کیسے مخفی رہے گا رسول اللہ پر انکی امت کا احوال ؟ میں ابن ملقن کہتا ہوں امت اس میں نہیں ہے جیسے تم نے کہا بلکہ یہ عرض عمل موحدین کا ہوتا ہے نہ کہ مرتدین و منافقین کا

راقم کہتا ہے اگر ایسا ہے تو صلح حدیبیہ والے واقعہ میں عثمان کی شہادت ہو جانے کا مغالطہ پیدا نہ ہوتا – عثمان رضی اللہ عنہ کا درود و سلام پہنچتا رہتا اور معلوم ہو جاتا کہ زندہ ہیں یا شہید ہو چکے ہیں – ابن المقلن کے قول کا مطلب ہے کہ منافق کا درود نہیں پہنچایا جاتا تو اس حساب سے تمام منافقین کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہو گا ، جبکہ قرآن میں ہے مدینہ میں اور اس کے قرب و جوار میں منافق ہیں جن کو تم اے نبی نہیں جانتے-

عَبْدُ الْمَجِيدِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رَوَّاد اور وکیع کا قصہ

رسول اللہ پر عمل پیش ہوتا ہے اس کو قاضی مکہ عَبْدُ الْمَجِيدِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رَوَّادَ نے روایت کیا ہے –

حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: نا عَبْدُ الْمَجِيدِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رَوَّادَ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ زَاذَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِينَ يُبَلِّغُونِي عَنْ أُمَّتِي السَّلَامَ» قَالَ: وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: حیاتی خير لكم تحدثون ويحدث لكم و فاتی خير لكم تعرض على اعمالكم فما رايت من شر استغفرتُ اللّٰه لكم"

مسند الحارث رقم 953، مسند البزار رقم 1925، المخلصیات رقم 2412، فضل الصلاۃ النبی ﷺ 25-26، الکامل الضعفاء ابن عدی ترجمہ عبداللّٰہ بن خراش

میری زندگی میں تمہارے لئے خیر ہے کہ میں تم سے باتیں بیان کرتا ہوں اور میری وفات میں بھی تمہارے لئے خیر ہے تمہارے اعمال مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں پس اگر میں برے اعمال پاتا ہوں تو تمہارے لئے اللّٰہ سے مغفرت کی دعا کرتا ہوں

محدث وکیع نے مکہ میں ایک روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات دیر سے ہوئی یہاں تک کہ جسم میں تغیر آ گیا - اس کی خبر عَبْدُ الْمَجِيدِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رَوَّادَ کو ہوئی جو اس وقت مکہ کے قاضی تھے – انہوں نے وکیع کو سولی دیے جانے کا حکم دیا - اسی دوران امام سفیان بن عیینہ حکام سے ملے اور معاملہ کس طرح رفع کیا اس کو غور سے پڑھیں

امام يعقوب بن سفيان بن جوان الفارسي الفسوي، أبو يوسف (المتوفى: 277هـ) کتاب المعرفة والتاريخ میں سَنَةِ أَرْبَعٍ وَثَمَانِينَ وَمِائَةٍ ۱۸۴ ہجری کے تحت لکھتے ہیں کہ محمد بن عبد اللہ بن سعيد بن المغيرة بن عمرو بن عثمان بن عفان اس وقت مکہ پر عامل تھے کہ محدث امام وَكِيعُ بن الجراح نے ایک روایت بیان کی

وَفِي هَذِهِ السَّنَةِ أَوْ سَنَةِ خَمْسٍ حَدَّثَ وَكِيعُ بن الجراح بمكة عن عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ الْبَهِيِّ : أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا مَاتَ لَمْ يُدْفَنْ حَتَّى وَجَأَ بَطْنُهُ وَانْثَنَى خِنْصَرُهُ، وَذَكَرَ غَيْرَ هَذَا. فَرَفَعَ إِلَى الْعُثْمَانِيِّ فأرسل اليه فحبسه، وعزم على قَتْلَهُ وَصَلْبَهُ، وَأَمَرَ بِخَشَبَةٍ أَنْ تُنْصَبَ خَارِجًا مِنَ الْحَرَمِ، وَبَلَغَ وَكِيعًا وَهُوَ فِي الْحَبْسِ.

اور اس سال یا ۱۸۵ ہجری میں وَكِيعُ بن الجراح نے مکہ میں روایت بیان کی عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ الْبَهِيِّ کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جب وفات ہوئی ، یہاں تک کہ ان کا پیٹ پھول گیا اور جوڑ ڈھیلے ہو گئے تو پھر ان کی تدفین ہوئی اور دوسرا ذکر کیا – یہ بات

العثمانی (محمد بن عبد اللہ بن سعید بن المغیرة بن عمرو بن عثمان بن عفان) تک بات پہنچی پس وکیع کو قید کر دیا اور ارادہ کیا کہ ان کو قتل کرے اور صلیب دے دے اور حرم سے باہر سولی تیار کرنے کا حکم کیا

اس روایت کو سن کر لوگوں نے وَكِيعُ بن الجراح کو قید کر دیا اور ان کو صلیب کرنے کا فیصلہ کیا- یہاں تک کہ سفیان بن عیینہ نے اور ان کو چھڑوایا- سفیان نے العثمانی سے کہا لا قتْلَ عَليْهِ، رجلٌ سَمِعَ حديثًا فرواه انہوں نے تو جو سنا وہ روایت کر دیا

الفسوی مزید بتاتے ہیں

فَسَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ مَنْصُورٍ يَقُولُ: كُنَّا بِالْمَدِينَةِ، فَكَتَبَ أَهْلُ مَكَّةَ إِلَى أَهْلِ الْمَدِينَةِ بِالَّذِي كَانَ مِنْ وَكِيعٍ وَابْنِ عُيَيْنَةَ وَالْعُثْمَانِيِّ. وَقَالُوا: إِذَا قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَلَا تَتَّكِلُوا عَلَى الْوَالِي وَارْجُمُوهُ بِالْحِجَارَةِ حَتَّى تَقْتُلُوهُ، فَعَزَمُوا عَلَى ذَلِكَ، وَبَلَغَنَا الَّذِي هُمْ عَلَيْهِ، فَبَعَثْنَا بَرِيدًا إِلَى وَكِيعٍ أَنْ لَا يَأْتِيَ إِلَى الْمَدِينَةِ وَيَمْضِي مِنْ طَرِيقِ الرَّبَذَة- وَقَدْ كَانَ جَاوَزَ مِفْرَقَ الطَّرِيقَيْنِ إِلَى الْمَدِينَةِ-، فَلَمَّا أَتَاهُ الْبَرِيدُ رَجَعَ رَاجِعًا إِلَى الرَّبَذَة وَمَضَى إِلَى الْكُوفَةِ.

پس سعید بن منصور کو اس کی خبر ہوئی کہا ہم مدینہ میں تھے – اہل مکہ نے اہل مدینہ کو خط لکھا جو وکیع ، سفیان اور العثمانی کے ما بین ہوا اور کہا جب یہ مدینہ پہنچے اس سے بات نہ کرنا اور رجم کر دینا یہاں تک کہ مر جائے – پس اہل مدینہ نے اس کا ارادہ کر لیا ... پس ہم نے وکیع کی طرف خط بھیجا کہ یہاں مت آنا اور زبدہ چلے جانا اور وہاں سے کوفہ

الذھبی تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام میں کہتے ہیں

قَالَ ابن خشرم: سمعته مِن وكيع بعد ما أرادوا صلبه. فتعجّبت مِن جسارته.

ابن خشرم نے کہا: میں نے وکیع سے اس روایت کو پھر سنا اس کے بعد جب لوگوں نے ان کو صلیب دینے کا ارادہ کیا پس مجھ کو ان کی جسارت پر تعجب ہوا

الذھبی نے تاریخ الاسلام میں اس پر لکھا[10]

وَهَذِهِ هفوة مِن وكيع، كادت تَذهب فيها نفسه. فما لَهُ ولرواية هذا الخبر المنكرَ المنقطع

یہ وکیع کی ھفوات ہے ان کا نفس جانے کو تھا (یعنی جان جا سکتی تھی) – اس میں ان کے لئے کیا ہے کہ اس کی روایت کرتے اور یہ خبر منکر منقطع ہے

ابن عدی نے الکامل میں اس قصہ کا ذکر عَبْد المجيد بن أَبِي روّاد کے ترجمہ میں کہا ہے جس نے قتل کا فتوی دیا تھا کہ الرشید نے سفیان سے اس روایت کا پوچھا تو انہوں نے کہا کہ

إن المدينة أرض شديدة الحر توفي النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسلَّمَ يَوْمَ الإثنين فترك إِلَى ليلة الأربعاء لأن القوم كانوا فِي صلاح أمر أمة مُحَمد واختلفت قريش والأنصار فمن ذاك تغير.

مدینہ میں ان دنوں بہت گرمی تھی جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی پیر کا دن تھا پس چھوڑ دیا یہاں تک کہ منگل کی رات ہوئی کیونکہ قوم امت کی اصلاح میں مشغول تھی اور قریش و انصار کا اختلاف ہوا پس اس لئے تغیر آیا

سفیان بن عيينة نے اس روایت کی جو شرح کی اس میں یہ مان لیا کہ انبیاء کے اجسام میں تغیر آ

سکتا ہے - خیال رہے کہ الحسين بن علي الجُعْفِي، امام سفیان بن عیینة کے شیوخ میں سے ہیں لیکن وہ ان کی روایت حرم علی الارض سے دلیل نہیں لیتے

وکیع کے قتل کا فتوی قاضی عَبْد المجید بن أَبِي روّاد کی طرف دیا گیا جو اس روایت کو بیان کرتے تھے

حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: نا عَبْدُ الْمَجِيدِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رَوَّادَ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ زَاذَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِينَ يُبَلِّغُونِي عَنْ أُمَّتِي السَّلَامَ» قَالَ: وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:حیاتی خیر لکم تحدثون ویحدث لکم و فاتی خیر لکم تعرض علی اعمالکم فما رایت من شر استغفرتُ اللّٰہ لکم"

مسند الحارث رقم 953،مسند البزار رقم 1925،المخلصیات رقم 2412، فضل الصلاۃ النبی ﷺ 25-26،الکامل الضعفاء ابن عدی ترجمہ عبداللّٰہ بن خراش

میری زندگی میں تمہارے لئے خیر ہے کہ میں تم سے باتیں بیان کرتا ہوں اور میری وفات میں بھی تمہارے لئے خیر ہے تمہارے اعمال مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں پس اگر میں برے اعمال پاتا ہوں تو تمہارے لئے اللّٰہ سے مغفرت کی دعا کرتا ہوں

اس روایت میں زاذان والي روایات پر یہ الفاظ اضافی ہیں جس کو فقط عبدالمجید بن عبدالعزیز نے نقل کیا ہے - اور اس پر اہل حدیث حضرات کہتے ہیں کہ یہ راوی ضعیف ہے- دیوبند ی و بریلوی اس راوی کو ضعیف نہیں کہتے – قابل غور ہے یہ محدث وکیع کے دین میں دشمن تھے

ان کو واجب القتل سمجھتے تھے

عرض عمل نہیں ہوتا سلف کا قول

امام أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي (المتوفى: 676هـ) سے طلاق کے حوالے سے سوال کیا گیا جو ان کے فتووں میں موجود ہے جس کو فَتَّاوَى الإِمامِ النَّوَوَيِ يا المَسَائِلِ المنْثورَةِ کہا جاتا

مسألة: رجل حلف "بالله" أو بالطلاق، أن ابن صياد هو الدجال، وأن النبي – صلى الله عليه وسلم – يسمع الصلاة عليه، من غير مبلغ هل يحنث

الجواب: لا يحكم بالحنث للشك في ذلك والورع أن يلزم الحنث.

مسئلہ : ایک شخص نے اللہ کی قسم کھائی یا (بیوی کو) طلاق کی قسم لی کہ ابن صیاد ہی الدجال ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اپ پر درود سنتے ہیں ، (ان کو) پہنچتا نہیں ہے ، تو کیا قسم ٹوٹ گئی؟

جواب: اس قسم کا حکم ٹوٹنے کا نہیں ہے کیونکہ اس میں شک ہے اور احتیاطا   لازم ہے کہ قسم ٹوٹ جائے گی

قریب ۳۰۰ سال بعد امام شمس محمد بن عبد الرحمن السخاوي (المتوفى: 902 هـ) سے امام النووی کے اس فتوے پر سوال ہوا جس کا ذکر الأجوبة المرضية فيما سئل السخاوي عنه من الأحاديث النبوية میں ہے

مسألة ما قولكم في قول صاحب العلم المنشور في فضل الأيام والشهور: أولعت فسقة القصاص بأن رسول الله صلى الله عليه وسلم يسمع من يصلي عليه، ثم أبطل ما احتجوا به وفي حديث: "ما من أحد يسلم علي ... " إلى آخره وهل تعم الصلاة أم لا؟ وهل هو في الحاضر عند الحرجة الشريفة أو يعم وإن بعدت المسافة أم لا؟ وقول بعض الخطباء في الثانية: فإنه في هذا اليوم يسمع بأذنيه صلاة من يصلي عليه، ومعنى "لتعرض"في حديث أنس "وتبلغني" في غيره، وهل هذا الكتاب مشهور، أو عليه العمل أم لا؟

وفي مسألة في فتاوى النووي، وهي: رجل حلف بالطلاق الثلاث، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم يسمع الصلاة عليه وفي الجواب لا يحكم بالحنث للشك في ذلك والورع أن يلتزم الحنث بينوا لنا ذلك مبسوطًا؟

نعم، قد جاء أنه صلى الله عليه وسلم يسمع الصلاة والسلام ممن يصلي ويسلم عليه عند قبره الشريف خاصة. ومن كان بعيدًا عنه يبلغه، ومما ورد في ذلك ما رواه أبو الشيخ الحافظ في كتاب "الثواب" له بسند جيد كما قال شيخنا .... وإذا تقرر هذا، فما نقله السائل عن صاحب "العلم المنشور في فضل الأيام والشهور" أنه قال: أولعت فسقه القصاص بأن رسول الله صلى الله عليه وسلم يسمع من يصلي

عليه، فيشبه أن يكون إنكارًا منه لمن يقول بسماعه له بلاد واسطة عن بعد، وإذا كان كذلك فهو إنكار صحيح، وأما مطلقًا بحيث يتناول القريب فلا، والعلم المنشور وإن كان مشهورًا ففي مصنفع وهو الإمام أبو الخطاب ابن دحية مع كونه موصوًا بالمعرفة، وسعة العلم مقال وفي وإذا تقرر هذا، فما نقله السائل عن صاحب "العلم المنشور في فضل الأيام والشهور" أنه قال: أولعت فسقه القصاص بأن رسول الله صلى الله عليه وسلم يسمع من يصلي عليه، فيشبه أن يكون إنكارًا منه لمن يقول بسماعه له بلاد واسطة عن بعد، وإذا كان كذلك فهو إنكار صحيح، وأما مطلقًا بحيث يتناول القريب فلا، والعلم المنشور وإن كان مشهورًا ففي مصنفع وهو الإمام أبو الخطاب ابن دحية مع كونه موصوًا بالمعرفة، وسعة العلم مقال وفي تواليفه أشياء تنقم عليه من تصحيح وتضعيف عفا الله عنا وعنه.....

والفرع المنقول عن فتاوي النووي رحمه الله في عدم الحكم باحلنث فيمن حلف بالطلاق الثلاث أنه صلى الله عليه وسلم يسمع الصلاة عليك للشك في ذلك صحيح، ولكن الورع كما قال: أن يلتزم الحنث. وقد صرح النووي في مقدمه شرح مسلم أنه لو حلف في غير أحاديث الصحيحين بالطلاق أنها من قول النبي صلى الله عليه وسلم أنا لا نحنثه، لكن تستحب له الرجعة احتياطًا لاحتمال الحنث وهو احتمال ظاهر، فهذا يوافق ما في الفتاوي بخلاف ما لو حلف في أحاديث الصحيحين، لأن احتمال الحنث فيهما هو في غاية من الضعف، ولذلك لا يستحب له المراجعة، لضعف احتمال موجبها، والهل الموفق.

مسئلہ: کیا کہنا ہے اپ کا ایک صاحب کتاب العلم المنشور في فضل الأيام والشهور دنوں اور

مہینوں کی افضلیت کے حوالے سے قول پر : قصہ گوؤں نے بکواس کی کہ اپ صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہیں جب درود ان پر پڑھا جاتا ہے پھر اس کی دلیل کو رد کیا اور حدیث میں ہے کوئی نہیں جو مجھ پر سلام کہے (اور اللہ میری روح کو نہ لوٹا دے) آخر تک تو کیا اپ نبی علیہ السلام پر (درود) ہمیشہ (پیش) ہوتا ہے یا نہیں ؟ اور کیا وہ اپنے حجرہ شریفہ میں حاضر ہیں وہاں ہوتے ہیں اور اگر (درود پڑھنے والے میں اور حجرہ شریفہ میں بھی) مسافت دور ہو ؟ اور بعض خطیبوں کا دوسرے قول پر کہنا کہ یہی دن ہے کہ اپ صلی اللہ علیہ وسلم درود اپنے کانوں سے سنتے ہیں جو ان پر درود کہے اور حدیث میں عرض (درود) کا کیا مطلب ہے اور حدیث انس میں تبلغني (پہنچتا ہے) کا کیا مفہوم ہے ؟ اور کیا یہ کتاب مشہور ہے اس پر عمل ہے یا نہیں؟

اسی طرح فتاوی نووی میں ہے ایک شخص نے اللہ کی قسم کھائی یا (بیوی کو) طلاق کی قسم لی کہ ابن صیاد ہی الدجال ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اپ پر درود سنتے ہیں ، (ان کو) پہنچتا نہیں ہے ، تو کیا قسم ٹوٹ گئی؟ نووی نے کہا اس قسم کا حکم ٹوٹنے کا نہیں ہے کیونکہ اس میں شک ہے اور احتیاطا لازم ہے کہ قسم ٹوٹ جائے گی تو اس حوالے سے ہمارے لئے تفصیل سے وضاحت کر دیں

سخاوی نے جواب دیا: ہاں یہ آیا ہے کہ اپ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک درود و سلام سنتے ہیں جب کوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام قبر شریف پر خاص کہے اور جو دور ہے اس

کا پہنچتا ہے اور اس حوالے سے کتاب الثواب از ابو الشیخ میں حدیث اتی ہے سند جید کے ساتھ جیسا ہمارے شیخ (ابن حجر) کا کہنا ہے ..... تو اس سب کے اقرار کے بعد جو سائل نے کتاب العلم المنشور في فضل الأيام والشهور کے حوالے سے سوال کیا ہے قصہ گوؤں نے بکواس کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اوپر پڑھے جانے والا درود سنتے ہیں تو اس پر شبہ ہوتا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ وہ انکار کر رہے ہیں جو یہ بلا واسطہ سننے کا کہے اور اگر ایسا ہے تو یہ انکار صحیح ہے اور اگر وہ مطلقا انکار کر رہے ہیں کہ قریب کو بھی ملا رہے ہیں تو ایسا نہیں ہے اور یہ کتاب العلم المنشور جو مشہور ہے یہ تصنیف ہے امام أبو الخطاب ابن دحية (أبو الخطاب عمر بن الحسن بن علي الكلبي المتوفى ٦٣٣ ھ) کی جو موصوف ہیں معرفت و وسعت علم سے اور ان کی توالیف میں چیزیں ہیں جن میں صحیح و ضعیف ہے اللہ کی مغفرت کرے ... اور جو امام نووی سے منقول ہے کہ تین طلاق کی قسم نہ ٹوٹے گی کہ اگر شک ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہیں یا نہیں تو یہ صحیح ہے لیکن احتیاط یہ ہے جیسا کہ نووی نے کہا کہ یہ ٹوٹ جائے گی اور نووی نے مقدمہ صحیح مسلم میں صراحت کی ہے کہ کہ اگر صحیین سے باہر کی احادیث پر قسم لی کہ یہ قول نبی نہیں ہیں تو قسم نہ ٹوٹے گی لیکن مستحب ہے کہ کہ احتیاط ہے کہ یہ ٹوٹ جائے گی جو ظاہر احتمال ہے تو یہ موافق ہے اس فتوی سے کہ اگر صحیحین کی احادیث ہوں تو قسم ٹوٹ جائے گی کیونکہ وہ ضعیف ہو سکتی ہیں

اس بحث سے معلوم ہوا کہ

أبو الخطاب عمر بن الحسن بن علي الأندلسي السبتي الكلبي المتوفى ٦٣٣ ھ نے اپنی کتابوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر عرض عمل یا درود پیش ہونے کو رد کیا تھا

امام النووی کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پیش ہونے والی روایات میں شک موجود تھا

لیکن افسوس متاخرین نے ان اقوال کو رد کر دیا اور واپس انہی احادیث کو صحیح کہہ دیا جن میں عرض عمل کا شرکیہ عقیدہ موجود تھا

عرض عمل کے دلائل کا جائزہ

مشہور مدرسہ دیوبند والوں کے فتوی پر تبصرہ طلب کیا گیا ہے جو یہاں پر موجود ہے

https://www.banuri.edu.pk/web/readquestion/آپ-ﷺ-پر-عرض-اعمال-امت-کے-اعمال-پیش-ہونے-سے-متعلق-/تحقیق-2/26-2019-01

اس باب میں ان لوگوں نے جو دلائل جمع کیے ہیں اور ان کو صحیح قرار دینے کا جو پروپیگنڈا کیا ہے اس کو دیکھا جائے گا - راقم کا تبصرہ جوابات کی صورت نیچے متن میں دیکھا جا سکتا ہے

فتوی نویس علمائے دیو بند عقیدہ عرض عمل کے دلائل جمع کرتے ہوئے فرماتے ہیں-

پہلی دلیل

حا فظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی المتوفی ۸۰۷ھ نے مجمع الزوائد ومنبع الفوائد میں عرضِ اعمال علی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اثبات میں مسند بزار کے حوالہ سے ایک صحیح حدیث نقل فرمائی ہے

باب مایحصل لأمّته صلى الله عليه وسلم من استغفاره بعدوفاته صلى الله عليه وسلم

عن عبدالله بن مسعود... قال وقال رسول الله حياتي خيرلكم تحدثون وتحدث لكم، ووفاتي

خيرلكم، تعرض عليّ أعمالكم، فمارأيت من خيرحمدت اللّٰهعليه، ومارأيت من شرّ استغفرت اللّٰه لكم رواه البزّار، ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، كتاب علامات النبوّة، مايحصل لأمّتها من استغفاره بعد وفاته، (۹/۲۴) ط دار الكتاب بيروت، ۱۹۷۸م)

مذکورہ حدیث کی سند کے رجال صحیحین کے رجال ہیں اورحدیث بالکل صحیح ہے۔

جواب

مسند البزار کی سند ہے

حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: نا عَبْدُ الْمَجِيدِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رَوَّادَ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ زَاذَانَ

اس کی سند میں زاذان ہے   جس پر محدثین کا کلام ہے کہ اس کو وہم ہوتا ہے غلطییاں کرتا ہے .

اس کے علاوہ عَبْدُ الْمَجِيدِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رَوَّادَ ہے جس کو أبو حاتم کہتے ہیں : ليس بالقوي يكتب حديث. قوی نہیں حدیث لکھ لو. الدارقطنيّ کہتے ہیں لا يحتج به، نا قابل احتجاج ہے . أبو زرعة ،ابن سعد ان کو ضعیف گرداتنے ہیں- اس کو ضعیف کہنے کی ایک وجہ مرجیہ ہونا تھا

راقم کہتا ہے یہ سب اس سند کو جید کہہ رہے ہیں جبکہ اس کی سند میں   عَبْدُ الْمَجِيدِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رَوَّادَ   پر سخت جرح ہے - عجیب بات ہے کہ تخريج أحاديث إحياء علوم الدين میں العِراقي (806 هـ) اس روایت پر یہ تبصرہ کرتے ہیں

قال العراقي: رواه البزار من حديث ابن مسعود ورجاله رجال الصحيح إلا أن عبد المجيد بن عبد العزيز

بن رواد وان أخرج له مسلم ووثقه ابن معين والنسائي فقد ضعفه كثيرون

عراقی نے کہا اس حدیث کو البزار نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے اس کے رجال صحیح کے ہیں -

بے شک عبد المجید بن عبد العزیز اگرچہ اس سے امام مسلم نے روایت لی ہے اس کی توثیق ابن

معین اور نسائی نے کی ہے اس کی کثیر نے تضعیف بھی کی ہے

دوسری دلیل

علامہ سیوطی نے الجامع الصغیرفي أحاديث البشيروالنذير میں ایک صحیح روایت نقل کی ہے

تُعْرَضُ الأَعْمالُ يَوْمَ الاثْنَيْنِ والخَمِيسِ على اللّٰه تَعَالَى وتُعْرَضُ على الأنْبِياءِ وعَلى الآباءِ والأُمَّهاتِ يَوْمَ الجُمُعَةِ فَيَفْرَحُونَ بِحَسَناتِهِمْ وَتَزْدادُ وُجُوهُهُمْ بَياضاً وإِشْراقاً فاتَّقُوا اللّٰه وَلَا تؤذُوا مَوْتاكُمْ (الْحَكِيم) عن والد عبد العزيز.

جواب اس کا ترجمہ ہے

اللّٰہ تعالی پر اعمال پیر و جمعرات کو پیش ہوتے ہیں اور انبیاء پر اور ماں باپ پر جمعہ کے روز – پس یہ نیکیوں پر خوش ہوتے ہیں ... پس اللّٰہ سے ڈرو اور اپنے مردوں کو تکلیف مت دو

البانی نے اس حدیث پر موضوع کا حکم لگایا ہے حدیث رقم: 2446 في ضعيف الجامع

تیسری دلیل: علامہ مناوی اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے رقم طرازہیں

وفائدة العرض عليهم إظهار اللّٰه للأموات عذره في مايعامل به أحياء هم من عاجل العقوبات وأنواع البليّات في الدنيا، فلوبلغهم ذٰلك من غيرعرض أعمالهم عليهم لكان وجدهم أشدّ قال القرطبي يجوز

أن يكون الميّت يبلغ من أفعال الأحياء وأقوالهم بمايؤذيه أويسرّه بلطيفة يحدثها اللّٰه لهم من ملك يبلغ أوعلامة أودليل أوماشاء اللّٰه وهو القاهر فوق عباده وعلى من يشاء وفيه زجرعن سوء القول في الأموات، وفعل ماكان يسرّهم في حياتهم وزجر عن عقوق الأصول والفروع بعد موتهم بمايسوءهم من قول أوفعل، قال وإذاكان الفعل صلة وبرًّا كان ضدّه قطيعة وعقوقًا (فيض القدير، شرح الجامع الصغير للعلامة المناوي، حرف التاء، رقم الحديث۳۳۱۶ تعرض الأعمال يوم الإثنين،(۳/۲۵۱) طمطبعة مصطفٰى محمّد مصر،۱۳۵۶ھ/ ۱۹۳۸م)

جواب

المناوی نے اس موضوع یا گھڑی ہوئی روایت پر لکھا ہے

اور عرض عمل کا فائدہ یہ ہے کہ اللّٰہ مردوں پر ظاہر کرتا ہے کہ جو دنیا میں ہیں ابھی زندہ ہیں وہ کیوں عقوبت و آزمائش میں جاتے ہیں پس ان تک پہنچایا جاتا ہے ... قرطبی نے کہا یہ جائز ہے کہ میت پر زندہ کے اعمال پیش ہوں اور ان کے اقوال بھی یہ اس سے ان کو تکلیف و خوشی ہو پس اللّٰہ تعالی کے لطف سے یہ فرشتہ پہنچاتا ہے یا علامت یا دلیل یا جو اللّٰہ چاہے اور وہ اپنے بندوں پر قاہر ہے

راقم کہتا ہے یہ تبصرہ بے کار ہے کیونکہ جب تک دلیل ثابت نہ ہو گھڑی ہوئی روایت پر تبصرہ کوئی درجہ نہیں رکھتا

راقم کہتا ہے یہ روایت حدیث حوض سے متعارض ہے

صحیح بخاری حدیث نمبر: 7048

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ قَالَتْ أَسْمَاءُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «أَنَا عَلَى حَوْضِي أَنْتَظِرُ مَنْ يَرِدُ عَلَيَّ، فَيُؤْخَذُ بِنَاسٍ مِنْ دُونِي فَأَقُولُ أُمَّتِي. فَيَقُولُ لاَ تَدْرِي، مَشَوْا عَلَى الْقَهْقَرَى». قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ أَنْ نَرْجِعَ عَلَى أَعْقَابِنَا أَوْ نُفْتَنَ.

ہم سے علی بن عبداللّٰه مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے بشر بن سری نے بیان کیا، کہا ہم سے نافع بن عمر نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ملیکہ نے کہ نبی کریم صلی اللّٰه علیہ وسلم نے فرمایا (قیامت کے دن) میں حوض کوثر پر ہوں گا اور اپنے پاس آنے والوں کا انتظار کرتا رہوں گا پھر (حوض کوثر) پر کچھ لوگوں کو مجھ تک پہنچنے سے پہلے ہی گرفتار کر لیا جائے گا تو میں کہوں گا کہ یہ تو میری امت کے لوگ ہیں۔ جواب ملے گا کہ آپ کو معلوم نہیں یہ لوگ الٹے پاؤں پھر گئے تھے۔ ابن ابی ملیکہ اس حدیث کو روایت کرتے وقت دعا کرتے اے اللّٰه! ہم تیری پناہ مانگتے ہیں کہ ہم الٹے پاؤں پھر جائیں یا فتنہ میں پڑ جائیں۔

چوتھی دلیل : زرقانی میں ہے

(روی ابن المبارك) عبداللّٰه الذي تستنزل الرحمة بذكره (عن سعيدبن المسيّب) التابعي الجليل بن الصحابي (قال ليس من يوم إلّا وتعرض على النبيّ صلى اللّٰه عليه وسلم أعمال أمّته غدوةً وعشياً، فيعرفهم بسيماهم وأعمالهم، فيحمد اللّٰه و يستغفرلهم، فإذا علم المسيء ذلك قديحمله الإقلاع،

ولایعارضه قوله صلی اللّٰه علیه وسلم تعرض الأعمال کلّ یوم الإثنین والخمیس علی اللّٰه، وتعرض علی الأنبیاء والآباء والأمّهات یوم الجمعة ... رواه الحکیم الترمذي; لجواز أنّ العرض علی النبيّ صلی اللّٰه علیه وسلم کلّ یوم علی وجه التفصیل وعلی الأنبیاء ومنهم نبیّنا علی وجه الإجمال یوم الجمعة، فیمتاز صلی اللّٰه علیه وسلم بعرض أعمال أمّته کلّ یوم تفصیلاً ویوم الجمعة إجمالاً (شرح العلامة الزرقاني علی المواهب اللدنیة بالمنح المحمدیّة، المقصد الرابع، الفصل الرابع مااختصّ به صلی اللّٰه علیه وسلم من الفضائل والکرامات، (۳۷۳/۷ ۳۷۴)طدارالکتب العلمیة بیروت، ۱۴۱۷ھ۔

مذکورہ حدیث مرسل ہے،امام شافعی کے سوا باقی ائمہ اورمحدثین رحمہم للّٰہ کے ہاں مرسل حجت ہے۔

ولذا قال جمهورالعلماء إنّ المرسل حجّة مطلقًا بناءً علی الظاهرمن حاله ... وقال الشافعي یقبل أي لامطلقاً، بل فیه تفصیل (شرح شرح نخبة الفکر لعلي القاري الحنفي المرسل، (ص۴۰۳ ۴۰۷) طقدیمی کتب خانہ کراچی)

بالخصوص سعیدبن المسیب کی مرسل کوبعض ایسے حضرات بھی قبول کرتے ہیں جو حجیة المرسل کے قائل نہیں۔

والثاني قوله (وقال الشافعي یقبل المرسل ممّن عرف أنّه لایرسل إلّا عن ثقة، کابن المسیّب (توضیح الأفکارلمعاني تنقیح الأنظار، للعلامة الصنعاني، مسألة في اختلاف العلماء في قبول المرسل، (۱/۲۸۷ ۲۸۸)طدارإحیاء التراث العربي،بیروت،۱۴۱۸ھ ۱۹۹۸م

اشتهرعن الشافعي أنّه لايحتجّ بالمرسل، إلّا مراسيل سعيد بن المسيب (تدريب الراوي في شرح تقريب النواوي للسيوطي، المرسل، (ص١٧١) طقدیمی کتب خانہ کراچی)

جواب

زرقانی کے لکھے شرح کے متن میں ہے

(روی ابن المبارك) عبدالله الذي تستنزل الرحمة بذكره (عن سعيدبن المسيّب) التابعي الجليل بن الصحابي (قال ليس من يوم إلّا وتعرض على النبيّ صلى الله عليه وسلم أعمال أمّته غدوةً وعشياً، فيعرفهم بسيماهم وأعمالهم، فيحمد الله و يستغفرلهم، فإذا علم المسيء ذلك قديحمله الإقلاع، ولايعارضه قوله صلى الله عليه وسلم تعرض الأعمال كلّ يوم الإثنين والخميس على الله، وتعرض على الأنبياء والآباء والأمّهات يوم الجمعة ... رواه الحكيم الترمذي; لجواز أنّ العرض على النبيّ صلى الله عليه وسلم كلّ يوم على وجه التفصيل وعلى الأنبياء ومنهم نبيّنا على وجه الإجمال يوم الجمعة، فيمتاز صلى الله عليه وسلم بعرض أعمال أمّته كلّ يوم تفصيلاً ويوم الجمعة إجمالاً (شرح العلامة الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمديّة، المقصد الرابع، الفصل الرابع مااختصّ به صلى الله عليه وسلم من الفضائل والكرامات، (٣٧٣/٧ ٣٧٣)طدارالكتب العلمية بيروت، ١٤١٧هـ۔

اور ابن مبارک نے روایت کیا عبد اللہ سے .... تابعی جلیل ابن المسیب سے روایت ہے سے فرمایا کوئی ایسا روز نہیں ہے جب صبح و شام امت کا عمل نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش نہ ہوتا ہو پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو پیشانیوں و عمل سے پہچان نہ جائیں پس آپ اللہ تعالی کی

حمد کرتے ہیں اور ان کے لئے استغفار کرتے ہیں ... اور یہ نبی کے قول سے متعارض نہیں ہے کہ ہر پیر و جمعرات کو اللہ تعالی پر عمل پیش ہوتا ہے اور انبیاء و ماں باپ پر جمعہ کے دن اس کو حکیم الترمذی نے روایت کیا ہے

راقم کہتا ہے الزهد والرقائق لابن المبارك (يليه «مَا رَوَاهُ نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ فِي نُسْخَتِهِ زَائِدًا عَلَى مَا رَوَاهُ الْمَرْوَزِيُّ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ فِي كِتَابِ الزُّهْدِ») میں اس روایت کی سند ہے ابن مبارک نے کہا

أَنَا رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ يَقُولُ: " لَيْسَ مِنْ يَوْمٍ إِلَّا يُعْرَضُ فِيهِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّتُهُ غُدْوَةً وَعَشِيَّةً، فَيَعْرِفُهُمْ بِسِيمَاهُمْ، لِيَشْهَدَ عَلَيْهِمْ، يَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: {فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا} [النساء: 41] "

انصار میں سے ایک شخص نے خبر دی اس نے المنھال بن عمرو سے روایت کیا کہ اس نے سعید بن المسیب سے سنا فرمایا کوئی ایسا روز نہیں ہے جب صبح و شام امت کا عمل نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش نہ ہوتا ہو پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو پیشانیوں سے پہچان نہ جائیں تاکہ ان پر گواہ ہوں اللہ تبارک و تعالی کا قول ہے پس کیا (عالم) ہو گا جب ہم ہر امت میں ایک گواہ لائیں گے اور ان سب پر آپ کو گواہ کریں گے

راقم کہتا ہے اس کی سند رجل میں انصار مجہول الحال ہے اور المنھال بن عمرو ہے جس پر بد مذھب کا جوزجانی کا فتوی ہے اور سعید بن المسیب سے اس کا سماع منقطع ہے – سرمایہ حدیث میں یہ واحد روایت ہے جس میں المنھال نے براہراست سعید بن المسیب سے روایت کیا ہے

پانچویں دلیل

علامہ آلوسی علیہ سورة النحل کی آیت ٨٩ {وَجِئۡنَابِكَ شَهِيۡدًا عَلٰى هٰٓؤُلَاۤءِ} کے تحت

رقم طراز ہیں

المراد به ولآء أمّتها عند أكثرالمفسرين، فإنّ أعمال أمّته عليه الصلاة والسلام تعرض عليه بعدموته فقد

روي عنها أنّه قال حياتي خيرلكم، تحدثون ويحدث لكم، ومماتي خيرلكم، تعرض عليّ أعمالكم،

فمارأيت من خير حمدت اللّٰه تعالىٰ عليه ومارأيت من شرّ استغفرت اللّٰه تعالىٰ لكم، بل جاء إنّ أعمال

العبد تعرض على أقاربه من الموتٰى

جواب

اس شرح کا دارومدار بھی اوپر والی منکر و ضعیف روایت پر ہے

چھٹی دلیل

فقدأ خرج ابن أبي ا لدنيا عن أبي هريرة أنّ النبيّ صلى اللّٰه عليه وسلم قال لاتفضحوا أمواتكم بسيئات

أعمالكم; فإنها تعرض على أوليائكم من أهل القبور

جواب راقم کہتا ہے اس کا ترجمہ ہے

پس ابن ابی الدنیا نے ابو ہریرہ رضی اللّٰہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا

اپنے مردوں کو ان کے گناہوں پر برا مت کہو کہ (جو برا بھلا کہا) وہ تمہارے (مردہ) دوستوں

پر قبروں میں پیش ہوتا ہے

اور سند کتاب المنامات از ابن ابی الدنیا میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ، ثنا أَبُو سَعِيدٍ الْمَدِينِيُّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ شَبِيبٍ، ثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ شَيْبَةَ الْحِزَامِيُّ، ثَنَا فُلَيْحُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، وَالْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَفْضَحُوا مَوْتَاكُمْ بِسَيِّئَاتِ أَعْمَالِكُمْ فَإِنَّهَا تُعْرَضُ عَلَى أَوْلِيَائِكُمْ مِنْ أَهْلِ الْقُبُورِ»

سند میں أَبُو سَعِيدٍ الْمَدِينِيُّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ شَبِيبٍ مجہول ہے – اور الحِزَامِيُّ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ عَبْدِ المَلِكِ بنِ شَيْبَةَ ہے جو ابْنُ أَبِي دَاوُدَ کے مطابق ضَعِيْفٌ ہے

ساتویں دلیل

وأخرج أحمد عن أنس مرفوعاً إنّ أعمالكم تعرض على أقاربكم وعشائركم من الأموات، فإن كان خيراً استبشروا، وإن كان غيرذٰلك قالوا اللّٰهمّ لاتمتهم حتّى تهديهم كما هديتنا

جواب

راقم کہتا ہے یہ جملے الوسی کی تفسیر روح المعانی سے بلا تحقیق سند نقل کیے گئے ہیں

راقم کہتا ہے مسند احمد میں اس کی سند ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَمَّنْ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنَّ أَعْمَالَكُمْ تُعْرَضُ عَلَى أَقَارِبِكُمْ وَعَشَائِرِكُمْ مِنَ الْأَمْوَاتِ، فَإِنْ كَانَ خَيْرًا اسْتَبْشَرُوا بِهِ، وَإِنْ كَانَ غَيْرَ ذَلِكَ، قَالُوا: اللهُمَّ لَا تُمِتْهُمْ، حَتَّى تَهْدِيَهُمْ كَمَا هَدَيْتَنَا

شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون کہتے ہیں

إسناده ضعيف لإبهام الواسطة بين سفيان وأنس. وهذا الحديث تفرد به الإمام أحمد.

وفي الباب عن أبي أيوب الأنصاري عند الطبراني في "الأوسط" (148) ، لكن إسناده ضعيف جداً،

فيه مسلمة بن عُلَيّ الخشني، وهو متروك الحديث، فلا يفرح به.

آٹھویں دلیل

وأخرجه أبوداود من حديث جابر بزيادة وألهمهم أن يعملوا بطاعتك

جواب

راقم کہتا ہے یہ جملے الوسی کی تفسیر روح المعانی سے بلا تحقیق سند نقل کیے گئے ہیں

وأخرجه أبو داود من حديث جابر بزيادة «وألهمهم أن يعملوا بطاعتك» .

ابو داود میں ہے حدیث جابر ہے جس میں اضافہ ہے کہ ان پر الہام ہو کہ اللہ کی اطاعت پر عمل کریں

راقم کہتا ہے یہ حدیث ابو داود الطيالسي کی مسند ہے

حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ دِينَارٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنَّ أَعْمَالَكُمْ تُعْرَضُ عَلَى عَشَائِرِكُمْ وَأَقْرِبَائِكُمْ فِي قُبُورِهِمْ، فَإِنْ كَانَ خَيْرًا اسْتَبْشَرُوا بِهِ، وَإِنْ كَانَ غَيْرَ ذَلِكَ قَالُوا: اللَّهُمَّ أَلْهِمْهُمْ أَنْ يَعْمَلُوا بِطَاعَتِكَ "

جابر نے روایت کیا رسول اللہ نے فرمایا تمہارے اعمال رشتہ داروں و آقارب پر قبروں میں پیش ہوتے

ہیں اگر وہ اچھے ہوں تو وہ خوش ہوتے ہیں اور اگر ایسے نہ ہوں تو وہ کہتے ہیں اے آل پر الہام کر کہ تیری اطاعت کریں

سند میں الصَّلْتُ بْنُ دِينَارٍ پر ابن سعد کا کہنا ہے ضعيف ليس بشيء- احمد کا کہنا ہے ليس بثقة ثقه نہیں ہے اور ابن حجر نے متروک قرار دیا ہے

نویں دلیل

وأخرج ابن أبي الدنياعن أبي الدرداء أنّه قال إنّ أعمالكم تعرض على موتاكم، فيسرّون ويساؤون، فكان أبوالدرداء يقول عندذلك "اللّٰهم إنّي أعوذبك أن يمقتني خالي عبداللّٰه بن رواحة إذا لقيته، يقول ذلك في سجوده، والنبيّ صلى اللّٰه عليه وسلم لأمّته بمنزلة الوالد بل أولٰى (روح المعاني، النحل٨٩ (١٤/٢١٣)طإدارة الطباعة المنيرية مصر۔)

علامہ آلوسی نے اس سلسلہ میں جن احادیث کونقل فرمایا ان پرکوئی اعتراض نہیں کیا، جب کہ ان کی عادت یہ ہے کہ وہ احادیثِ ضعیفہ یاموضوعہ کی نشان دہی کرتے ہیں اوران پرردفرماتے ہیں، جس سے معلوم ہواکہ یہ مذکورہ احادیث صحیح ہیں، ورنہ کم سے کم درجہ حسن کی ہیں۔

جواب

راقم کہتا ہے یہ جملے الوسی کی تفسیر روح المعانی سے بلا تحقیق سند نقل کیے گئے ہیں – متن کا ترجمہ ہے

اور ابن ابی الدنیا نے ابو الدرداء سے تخریج کی ہے کہ انہوں نے فرمایا بلا شبہ اعمال مردوں پر پیش ہوتے ہیں ..

المنامات از ابن ابی الدنیا میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ، ثني مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ، ثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ، ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، أَنَّ أَبَا الدَّرْدَاءِ، كَانَ يَقُولُ: «إِنَّ أَعْمَالَكُمْ تُعْرَضُ عَلَى مَوْتَاكُمْ فَيُسَرُّونَ وَيُسَاءُونَ»

الذھبی کتاب العبر في خبر من غبر میں لکھتے ہیں

عبد الرحمن بن جبيْر بن نفَير الحضرمِي الحمصي. وهو مُكْثِرٌ عن أبيه وغيره. ولا أعلمه روى عن الصحابة. وقد رأى جماعة من الصحابة

عبد الرحمن بن جبيْر بن نفَير الحضرمِي الحمصي ہیں اپنے باپ سے بہت سی روایات کی ہیں اور میں نہیں جانتا ان کی صحابہ سے کوئی روایت اور انہوں نے صحابہ کو دیکھا ہے

ابن ماکولا کتاب الإكمال میں لکھتے ہیں

جبير بن نفير من قدماء التابعين، روى عن أبيه وغيره. وابنه عبد الرحمن بن جبير بن نفير.

جبیر بن نفیر قدیم تابعین میں سے ہیں اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اور ان کے بیٹے عبد الرحمن بن جبیر بن نفیر ہیں

معلوم ہوا کہ یہ روایت متصل نہیں- عبد الرحمن بن جبیر بن نفیر کا صحابہ سے سماع ثابت نہیں

اور ان کے باپ خود تابعی ہیں

دسویں دلیل

تفسیرمظہری میں ہے

{وَجِئْنَابِكَ عَلٰی هؤُلَآءِ شَهِيْدًا} يشهد النبيّ صلى اللّٰه عليه وسلم على جميع الأمّة من رآه ومن لم يره أخرج ابن المبارك عن سعيدبن المسيّب قال ليس من يوم إلّا وتعرض على النبيّ صلى اللّٰه عليه وسلم أمّته غدوةً وعشيّةً، فيعرفهم بسيماهم وأعمالهم فلذلك يشهد عليهم (التفسيرالمظهري، النساء۴۱ (۲/۱۱۰)ط بلوچستان بک ڈپو، کوئٹہ)

جواب

اس تفسیر میں بھی ابن المسیب سے منسوب قول سے دلیل لی گئی ہے جس پر تبصرہ اوپر گزر چکا ہے

گیارہویں دلیل

صاحب تفسیر ابن کثیر نے آیت کریمہ {وَجِئْنَابِكَ عَلٰی هؤُلَآءِ شَهِيْداً} کی تفسیرمیں التذكرة للقرطبي کے حوالہ سے ایک روایت نقل کی ہے کہ

وأمّا ما ذكره أبو عبد اللّٰه القرطبي فيالتذكرةحيث قال باب ماجاء في شهادة النبي صلى اللّٰه عليه وسلم على أمّته، قالأنا ابن المبارك، قال أنارجل من الأنصارعن المنهال بن عمرو أنّه سمع سعيد بن المسيّب يقول ليس من يوم إلّايعرض فيه على النبيّ صلى اللّٰه عليه وسلم أمّته غدوةً وعشيًّا، فيعرفهم بأسمائهم

وأعمالهم، فلذلك يشهد عليهم، يقول اللّٰه‌تعالیٰ{فَكَيْفَ اِذَاجِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَابِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا}: فإنّه أثر، وفيه انقطاع، فإنّ فيه رجلاً مبهمًا لم يسمّ، وهومن كلام سعيد بن المسيّب،لم يرفعه، وقدقبله القرطبي، فقال بعد إيراده فقد تقدّم أنّ الأعمال تعرض على اللّٰه كلّ يوم اثنين وخميس، وعلى الأنبياء والآباء والأمّهات يوم الجمعة، قال ولاتعارض، فإنّه يحتمل أن يخصّ نبيّنا صلى اللّٰه عليه وسلم بمايعرض عليه كلّ يوم، ويوم الجمعة مع الأنبياء عليه وعليهم أفضل الصلاة والسلام (

تفسیرالقرآن العظیم للحافظ ابن کثیر، النساء۴۱ (۴۹۸/۱ ۴۹۹) طقدیمی کراچی)

حافظ عمادالدین ابن کثیر نے بھی احادیثِ مذکورہ کے بارے میں کچھ نکیر نہیں کی، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عرضِ اعمال کی احادیث مجموعی اعتبار سے ان کے نزدیک صحیح ہیں۔

جواب

یہاں تفسیر ابن کثیر کا حوالہ دیا گیا ہے اور ابن کثیر کی بھی غلطی ہے کہ سعید بن المسیب سے منسوب قول کو دلیل بنایا ہے جس کا ذکر اوپر گذر چکا ہے

بارہویں دلیل

تفسیرمنار میں ہے

{فَكَيْفَ اِذَاجِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ م بِشَهِيْدٍ...الآية}، تعرض أعمال كلّ أمّة على نبيّها (تفسیرالقرآن الحکیم الشہیر بـ"تفسیرالمنار"، للسیّد محمدرشیدرضا، [النساء ۴۱](۱۰۹/۵)ط مطبعة المنارمصر، ۱۳۲۸ھ)

جواب

اس آیت کی یہ تفسیر کہ امت کا عمل نبی پر پیش ہو رہا ہے ورنہ گواہ نہ ہوں گے نبی کو عالم الغیب قرار دینے کے مترادف ہے

تیرہویں دلیل

مسنداحمد میں ہے

عمّن سمع أنس بن مالك يقول قال النبيّ إنّ أعمالكم تعرض على أقاربكم وعشائركم من الأموات، فإن كان خيرًا استبشروا، وإن كان غيرذٰلك، قالوا اللّهمّ لاتمتهم حتّى تهديهم كماهد يتنا (المسند للإمام أحمدبن حنبل، مسندأنس بن مالك رضي اللّٰه عنه، [رقم الحديث ١٢٦١٩] (٥٣٣-١٠/٥٣٢) ط دارالحديث القاهرة)

واضح رہے کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللّٰہ حدیث وفقہ کے امام ہیں، اور ناقد بھی، اور احادیث پر جرح بھی کرتے ہیں، جب کہ آپ نے اس حدیث پر کوئی جرح نہیں فرمائی، گویا آپ نے اس حدیث کی توثیق کی ہے۔

جواب

مسند احمد میں امام احمد نے سوائے ایک دو روایات کے کسی پر جرح نہیں کی لیکن العلل میں انہی روایات پر جرح کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام روایات امام احمد کے نزدیک صحیح نہیں تھیں یہ صرف احادیث کا مجموعہ تھا – یہاں عمّن سمع جس نے سنا کون ہے ؟ کوئی نہیں

جانتا اس کی سند کو سند کو درست کہنا آنکھوں میں دھول جھوکنا ہے

چودہویں دلیل : شرح الصدور میں ہے

وأخرج الطيالسي في مسنده عن جابر بن عبدالله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إنّ أعمالكم تعرض على عشائركم وأقربائكم في قبورهم، فإن كان خيراً استبشروا، وإن كان غير ذلك، قالوا اللّهمّ ألهمهم أن يعملوا بطاعتك

جواب

یہاں مسند ابو داود الطیالسي سے روایت لی گئی ہے

حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ دِينَارٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنَّ أَعْمَالَكُمْ تُعْرَضُ عَلَى عَشَائِرِكُمْ وَأَقْرِبَائِكُمْ فِي قُبُورِهِمْ، فَإِنْ كَانَ خَيْرًا اسْتَبْشَرُوا بِهِ، وَإِنْ كَانَ غَيْرَ ذَلِكَ قَالُوا: اللَّهُمَّ أَلْهِمْهُمْ أَنْ يَعْمَلُوا بِطَاعَتِكَ

اس روایت پر تبصرہ اوپر کیا جا چکا ہے سند میں متروک راوی ہے

پندرہوین دلیل

وأخرج ابن المبارك وابن أبي الدنيا عن أبي أيّوب، قال تعرض أعمالكم على الموتى، فإن رأوا حسنًا فرحوا واستبشروا، وإن رأوا سوءً، قالوا اللّهمّ راجع به

جواب

المنامات از ابن ابی الدنیا میں اس کی سند ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ، ثني مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ، ثني يَحْيَى بْنُ إِسْحَاقَ، ثني عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي رُهْمٍ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ، قَالَ: " تُعْرَضُ أَعْمَالُكُمْ عَلَى الْمَوْتَى , فَإِنْ رَأَوْا حَسَنًا فَرِحُوا وَاسْتَبْشَرُوا وَقَالُوا: اللَّهُمَّ هَذِهِ نِعْمَتُكَ عَلَى عَبْدِكَ فَأَتِمَّهَا عَلَيْهِ , وَإِنْ رَأَوْا سُوءًا قَالُوا: اللَّهُمَّ رَاجِعْ بِهِ "

الزہد والرقائق لابن المبارك (يليه «مَا رَوَاهُ نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ فِي نُسْخَتِهِ زَائِدًا عَلَى مَا رَوَاهُ الْمَرْوَزِيُّ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ فِي كِتَابِ الزُّهْدِ») میں ہے

أَخْبَرَكُمْ أَبُو عُمَرَ بْنُ حَيَوَيْهِ، وَأَبُو بَكْرٍ الْوَرَّاقُ قَالَا: أَخْبَرَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي رُهْمٍ السَّمَاعِيِّ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: " إِذَا قُبِضَتْ نَفْسُ الْعَبْدِ تَلَقَّاهُ أَهْلُ الرَّحْمَةِ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ كَمَا يَلْقَوْنَ الْبَشِيرَ فِي الدُّنْيَا، فَيُقْبِلُونَ عَلَيْهِ لِيَسْأَلُوهُ، فَيَقُولُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: أَنْظِرُوا أَخَاكُمْ حَتَّى يَسْتَرِيحَ، فَإِنَّهُ كَانَ فِي كَرْبٍ، فَيُقْبِلُونَ عَلَيْهِ فَيَسْأَلُونَهُ مَا فَعَلَ فُلَانٌ؟ مَا فَعَلَتْ فُلَانَةٌ؟ هَلْ تَزَوَّجَتْ؟ فَإِذَا سَأَلُوا عَنِ الرَّجُلِ قَدْ مَاتَ قَبْلَهُ، قَالَ لَهُمْ: إِنَّهُ قَدْ هَلَكَ، فَيَقُولُونَ: إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ذُهِبَ بِهِ إِلَى أُمِّهِ الْهَاوِيَةِ، فَبِئْسَتِ الْأُمُّ، وَبِئْسَتِ الْمُرَبِّيَةُ، قَالَ: فَيُعْرَضُ عَلَيْهِمْ [ص:150] أَعْمَالُهُمْ، فَإِذَا رَأَوْا حَسَنًا فَرِحُوا وَاسْتَبْشَرُوا، وَقَالُوا: هَذِهِ نِعْمَتُكَ عَلَى عَبْدِكَ فَأَتِمَّهَا، وَإِنْ رَأَوْا سُوءًا قَالُوا: اللَّهُمَّ رَاجِعْ بِعَبْدِكَ

اس کے متن میں ہے کہ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ نے کہا جب کسی کی جان قبض ہوتی ہے اور وہ اہل رحمت سے جب (عالم البرزخ) میں ملتا ہے تو یہ ارواح اپس میں کلام کرتی ہیں جاننا چاہتی ہیں کہ کون کس حال میں ہے پھر دعا کرتی ہیں ... ان کو ان کا عمل دکھایا جاتا ہے

- اس سند میں أَبِي رُهْمٍ السَّمَاعِيِّ کا سماع أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ سے معلوم نہیں ہو سکا کہ تھا بھی یا نہیں

سولویں دلیل

وأخرج ابن أبي شيبة في المصنف والحكيم الترمذي وابن أبي الدنياعن إبراهيم بن ميسرة، قال غزى أبو أيّوب القسطنطينة فمرّ بقاصّ وهو يقول إذاعمل العبد العمل في صدرالنهار عرض على معارفه إذا أمسى من أهل الآخرة، وإذا عمل العمل في آخرالنهار عرض على معارفه إذا أصبح من أهل الآخرة، فقال أبوأيّوب انظر ما تقول! قال والله إنّه لكما أقول، فقال أبو أيوب اللّهم إنّي أعوذبك أن تفضحني عند عبادة بن الصامت وسعد بن عبادة بما عملت بعدهم، فقال القاصّ والله لايكتب الله ولايته لعبد إلّاسترعوراته وأثنى عليه بأحسن عمله

جواب

إبراهيم بن ميسرة نے کہا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے القسطنطينة کا جہاد کیا کا گذر ایک قصہ گو پر ہوا جو کہہ رہا تھا .... ابو ایوب نے کہا دیکھو کیا بول رہے ہو ! پھر فرمایا اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں کہ عبادة بن الصامت وسعد بن عبادة کے بعد جو عمل میں نے کیا اس پر میری فضاحت ہو

راقم کہتا ہے یہ قول کسی عُبَيْدِ بْنِ سَعْدٍ کا ہے جو ابراہیم کو ملا – كتاب الأولياء از ابن ابی الدنیا میں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، نا دَاوُدُ بْنُ عَمْرٍو الضَّبِّيُّ، نا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: " غَزَوْنَا حَتَّى إِذَا انْتَهَيْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ مَدِينَةِ قُسْطَنْطِينِيَّةَ إِذَا قَاصٌّ يَقُولُ: مَنْ عَمِلَ عَمَلًا مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ عُرِضَ عَلَى مَعَارِفِهِ إِذَا أَمْسَى مِنْ أَهْلِ الْآخِرَةِ، وَمَنْ عَمِلَ عَمَلًا مِنْ آخِرِ النَّهَارِ عُرِضَ عَلَى مَعَارِفِهِ إِذَا أَصْبَحَ مِنْ أَهْلِ الْآخِرَةِ، فَقَالَ لَهُ أَبُو أَيُّوبَ: أَيُّهَا الْقَاصُّ، انْظُرْ مَا تَقُولُ، قَالَ: وَاللَّهِ إِنَّ ذَلِكَ لَكَذَلِكَ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ لَا تَفْضَحْنِي عِنْدَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَلَا عِنْدَ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فِيمَا عَمِلْتُ بَعْدَهُمَا، فَقَالَ الْقَاصُّ: وَإِنَّهُ وَاللَّهُ مَا كَتَبَ اللَّهُ مَا كَتَبَ وِلَايَتَهُ لِعَبْدٍ إِلَّا سَتَرَ عَلَيْهِ عَوْرَتَهُ، وَأَثْنَى عَلَيْهِ بِأَحْسَنِ عَمَلِهِ "

عُبَيْدِ بْنِ سَعْدٍ کی ثقاہت کا حال معلوم نہیں ہے

سترہویں دلیل

وأخرج الحكيم الترمذي وابن أبي الدنيا في كتاب المنامات والبيهقي في شعب الإيمان عن النعمان بن بشير سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الله الله في إخوانكم من أهل القبور، وأنّ أعمالكم تعرض عليهم

جواب

المنامات از ابن ابی الدنیا میں ہے

حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ رِزْقِ اللَّهِ الْكَلْوَذَانِيُّ، وَهَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَا: نا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ الْوُحَاظِيُّ، قَالَ: نا أَبُو إِسْمَاعِيلَ السَّكُونِيُّ، سَمِعْتُ مَالِكَ بْنَ أُدَيٍّ، يَقُولُ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ، وَهُوَ عَلَى

الْمِنْبَرِ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «أَلَا إِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا مِثْلُ الذُّبَابِ تَمُورُ فِي جَوِّهَا , فَاللَّهَ اللَّهَ فِي إِخْوَانِكُمْ مِنْ أَهْلِ الْقُبُورِ , فَإِنَّ أَعْمَالَكُمْ تُعْرَضُ عَلَيْهِمْ»

میزان از الذھبی میں ہے کہ یہ مجہول ہے اور قال الأزدي: لا يصح إسناده اس کی اسناد صحیح نہیں ہیں

اس کی سند مستدرک حاکم میں بھی ہے

نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا .... لوگوں اپنے مردہ بھائیوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو کیونکہ تمہارے اعمال ان پر پیش کیے جاتے ہیں

الذھبی کہتے ہیں   فيه مجهولان اس میں مجہول راوی ہیں

اٹھارویں دلیل

وأخرج ابن أبي الد نيا وابن منده وابن عساكر عن أحمد بن عبدالله بن أبي الحوارى، قالحدّثني أخي محمّد بن عبدالله، قالدخل عبّاد الخواص على إبراهيم بن صالح الهاشمي وهو أمير فلسطين فقال له إبراهيم عظني! فقال قد بلغني إنّ أعمال الأحياء تعرض على أقاربهم من الموتیٰ، فانظر ماتعرض على رسول الله صلى الله عليه وسلم من عملك (روایت نمبر۱۴ سے روایت نمبر۱۸ تک دیکھیے شرح الصدوربشرح حال الموتیٰ والقبور، باب عرض أعمال الأحياء على الأموات،(ص ۱۱۴ ۱۱۵) طمطابع الرشيد بالمدينة المنورة۔)

جواب

اس میں حدیث سرے سے ہی نہیں ہے کسی امیر فلسطین کے قول کا ذکر ہے

انیسویں دلیل

أكثر وا من الصلاة عليّ في كلّ يوم جمعة; فإنّ صلاة أمّتي تعرض عليّ في كلّ يوم جمعة ...

(هب) عن أبي أمامة (كنزالعمّال في سنن الأقوال والأفعال، الكتاب الثاني، الباب السادس في الصلاة عليه وآله عليه الصلاة والسلام، (١/٣٨٨) ط مؤسّسة الرسالة، بيروت،١٤٠١ھ١٩٨١م-)

جواب

حياة الأنبياء میں بیہقی نے اس کو اس طرق سے روایت کیا ہے

إبراهيم بن الحجاج السامي البصري ثنا حماد بن سلمة عن بُرد بن سنان عن مكحول الشامي عن أبي أمامة رفعه "أكثروا عليّ من الصلاة في كل يوم جمعة، فإنّ صلاة أمتي تعرض عليّ في كل يوم جمعة، فمن كان أكثرهم عليّ صلاة، كان أقربهم مني منزلة".

سند میں انقطاع ہے

المنذري اور الذهبي کا کہنا ہے کہ مكحول کا سماع أبي أمامة سے نہیں ہے

المنذري نے الترغيب میں کہا : لم يسمع من أبي أمامة"

وقال الذهبي: قلت: مكحول قيل: لم يلق أبا أمامة" المهذب

بیسویں دلیل

بلوغ الأماني من أسرار الفتح الرباني میں ہے

عن أبي الدرداء رضي اللّٰه عنه قالقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أكثروا من الصلاة عليّ يوم الجمعة، فإنّه مشهود تشهده الملائكة، وإنّ أحداً لن يصلي عليّ إلّا عرضت عليّ صلاته حتّى يفرغ منها، قال قلت وبعد الموت؟ قالإنّ اللّٰه حرّم على الأرض أن تاكل أجساد الأنبياء عليهم الصلاة والسلام رواه ابن ماجه بسند جيّد (بلوغ الأماني من أسرارالفتح الرباني للإمام أحمدعبدالرحمٰن، أبواب صلاة الجمعة، فصل منه في الحثّ على الإكثارمن الصلاة على النبيّ صلى اللّٰه عليه وسلم يوم الجمعة، (٦/١١) ط دارالشهاب، القاهرة)

جواب

روایت ہے

عن أبي الدرداء قال: قال رسول اللّٰه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أكثروا الصلاة عليّ يوم الجمعة؛ فإنه مشهود تشهده الملائكة. وإن أحدا لا يصلي علي إلا عُرضت عَلَيّ صلاته حتى يفرغ منها". قال: قلت: وبعد الموت؟ قال: " [وبعد الموت]، إن اللّٰه حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء" [فنبي اللّٰه حي يرزق].

هذا حديث غريب من هذا الوجه، وفيه انقطاع بين عُبادة بن نَسي وأبي الدرداء، فإنه لم يدركه

اس کی سند میں بھی انقطاع ہے عُبادة بن نَسي کی أبي الدرداء سے نہ ملاقات ہے نہ سماع ہے

حرف آخر

قارئین اپ دیکھ سکتے ہیں کہ قرآن میں رشتہ داروں یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیش ہونے کا کوئی عقیدہ موجود نہیں ہے-

تمام مخلوق کا عمل اللہ پر پیش ہوتا ہے – مخلوق کا عمل مخلوق پر پیش ہونے پر کوئی صحیح مستند روایت نہیں ہے

مَن كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ فَلِلَّهِ الْعِزَّةُ جَمِيعاً إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ وَالَّذِينَ يَمْكُرُونَ السَّيِّئَاتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَمَكْرُ أُوْلَئِكَ هُوَ يَبُورُ} فاطر: 10

جس کو عزت چاہیے تو عزت تو تمام اللہ کی ہے – اس کی طرف پاک کلام بلند ہوتا ہے اور عمل صالح اٹھتا ہے اور جو برائیوں کا مکر کرتے ہیں تو ان کو شدید عذاب ہو گا اور ان کا مکر برباد ہو گا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اہل بیت پر عرض عمل کا عقیدہ جن رواۃ سے آیا ہے ان میں شیعہ ہیں یا اصحاب اہل بیت میں سے ہیں یا ان کے غلام و موالی ہیں - شیعہ راویوں یا شیعہ نواز راویوں نے اغلبا عرض اعمال کا عقیدہ اس لئے گھڑا کہ بنو ہاشم نے دور بنو امیہ میں کئی بار خروج کیا اس دوران یہ ثابت کرنے کے لئے کہ مخالف اصل میں مسلمان نہیں بلکہ منافق ہیں اس عقیدہ کا اجراء ہوا کہ یہ کہا جائے کہ امت میں منافق ختم نہیں ہوئے بلکہ اقتدار نشین ہو گئے ہیں ان کے خلاف خروج کرنا ہو گا اور یہ بات کہ مخالف منافق ہیں اس کی خبر درود سے مل رہی ہے کہ ان منافقوں کا درود نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش نہیں ہوتا اور ائمہ پر بھی پیش نہیں ہوتا یا اگر یہ مومن بھی ہیں تو ان کے گناہوں کا علم ائمہ کو ہو رہا ہے- درود سلام اللہ تک جاتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک اس کو پہنچانا اصل میں علم غیب کا دعوی کرنا ہے اپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی زندگی ہی میں معلوم تھا کہ کون مومن ہے اور کون منافق ہے جبکہ

قرآن میں ہے تم ان کو نہیں جانتے ہم جانتے ہیں- شیعہ راویوں یا شیعہ نواز راویوں نے اس عقیدہ کو گھڑا تاکہ اس کو پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے قبول کروایا جائے پھر ائمہ کے لیے بھی اس کا دعوی کیا جائے

عقیدہ کہ نہ صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بلکہ مردہ رشتہ داروں تک پر زندوں کا عمل پیش ہوتا ہے اس میں اہل شام کا تفرد آ رہا ہے جو سن ۱۰۰ ہجری کے آس پاس کے راوی ہیں

یعنی شیعہ راوی صرف نبی اور ائمہ اہل بیت پر عمل پیش ہونے کا عقیدہ بیان کر رہے تھے جبکہ شام میں سنی راوی وفات شدہ والدین اور رشتہ داروں پر عمل پیش ہونے کا اضافی عقیدہ بھی بیان کر رہے تھے

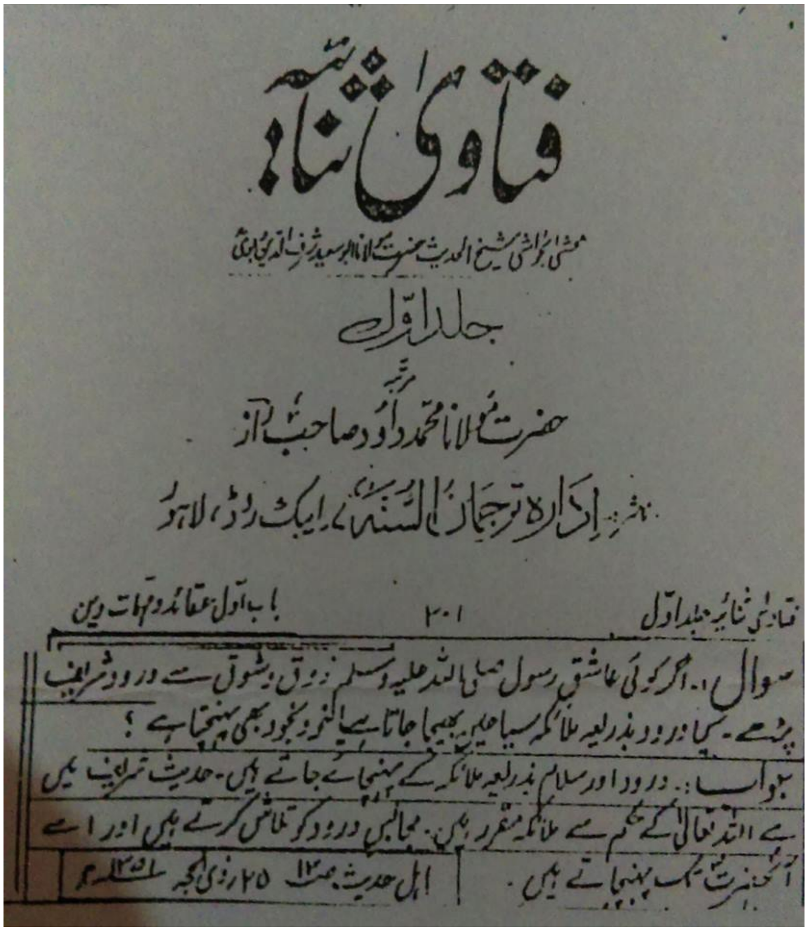

فتاویٰ ثنائیہ

محشی از حواشی شیخ الحدیث حضرت مولانا ابوسعید شرف الدین محدث دہلوی

جلد اول

مرتبہ

حضرت مولانا محمد داؤد صاحب راز

ناشر: ادارہ ترجمان السنہ، ایبک روڈ، لاہور

فتاویٰ ثنائیہ جلد اول ۲۰۱ باب اول عقائد و مہمات دین

سوال:۔ اگر کوئی عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ذوق و شوق سے درود شریف پڑھے۔ کیا درود بذریعہ ملائکہ سیاحین بھیجا جاتا ہے یا کہ خود بخود بھی پہنچتا ہے؟

جواب:۔ درود اور سلام بذریعہ ملائکہ کے پہنچائے جاتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ملائکہ مقرر ہیں۔ جو ایسے درود کو تلاش کرتے ہیں اور اسے آنحضرت ﷺ تک پہنچاتے ہیں۔

(اہل حدیث جلد ۱۲، ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۳۱ھ)

''یعنی جلاء الافہام میں اس روایت کے اندر "بَلَغَتْنِیْ صَوْتُهٗ" اور القول البدیع میں "بَلَغَتْنِیْ صَلَاتُهٗ" کے الفاظ ہیں۔''

پہلی دلیل کا مطلب مجھے اس کی آواز پہنچتی ہے اور دوسری کا مطلب یہ ہے کہ مجھے اس کا درود پہنچتا ہے۔

دوسری صورت میں سائل کا مسئلہ ہی حل ہو جاتا ہے کیونکہ دیگر احادیث سے ثابت ہے کہ آپ کو درود پہنچا دیا جاتا ہے۔

بہر کیف یہ روایت اسنادی لحاظ سے قابل حجت نہیں۔ ❶

آخر میں سماع موتی کے پیش کردہ دلائل کے متعلق اسی نظریہ کے حامل بریلوی مکتب فکر کے امام احمد رضا خاں صاحب کی عبارت پیش کر کے بات ختم کرتے ہیں، لکھتے ہیں:

بعض جہال بدمست یا نیم ملا شہوت پرست یا جھوٹے صوفی بادبدست کہ احادیث صحاح مرفوعہ محکمہ کے مقابل بعض ضعیف قصے یا محتمل واقعات یا متشابہ پیش کرتے ہیں انہیں اتنی عقل نہیں یا قصداً بے عقل بنتے ہیں کہ صحیح کے سامنے ضعیف متعین کے آگے محتمل محکم کے حضور متشابہ واجب الترک ہے۔ ❷

اس سلسلے میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ایک یہ بھی روایت بیان کی جاتی ہے: ''جو مجھ پر میری قبر کے پاس درود پڑھتا ہے میں اسے سن لیتا ہوں اور جو دور سے پڑھتا ہے وہ مجھے معلوم کرا دیا جاتا ہے۔''

یہ روایت بھی موضوع اور من گھڑت ہے اسی لیے علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ علیہ اسے ''الموضوعات'' میں بیان کر کے فرماتے ہیں: ھذا حدیث لا یصح یعنی یہ حدیث صحیح نہیں۔

---

❶ آپ کے مسائل: ۱/۱۰۳۔۱۰۶۔

❷ احکام شریعت، ص: ۹۷، مصنف احمد رضا خاں مطبوعہ بک کارنر جہلم۔

[illegible] فضیلۃ الشیخ جناب مولانا خاور رشید

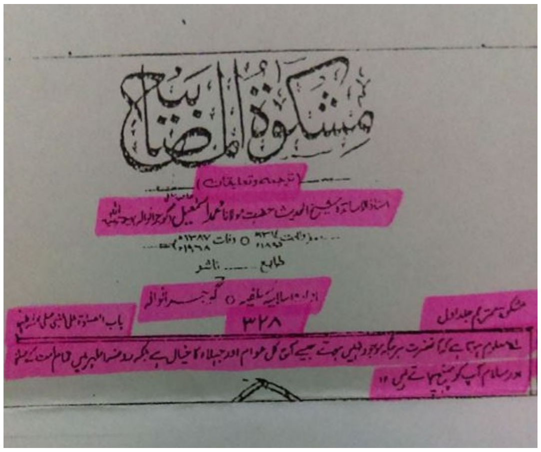

مشکوٰۃ المصابیح

(ترجمہ وتعلیقات)

استاذ الاساتذہ و شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اسمٰعیل گوجرانوالہ رحمۃ اللہ

طابع ... ناشر

ادارہ اسلامیہ سلفیہ ٥ گوجرانوالہ

مشکوٰۃ مترجم جلد اول

٣٢٨

باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

یہ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ہر جگہ موجود نہیں جیسے آج کل عوام اور جہلاء کا خیال ہے بلکہ روضہ مطہرہ میں تمام امت کے صلوٰۃ و سلام آپ کو پہنچائے جاتے ہیں۔

کتاب ذہن پرستی از مسعود احمد بی ایس سی میں اوپر والی تمام روایات کی تصحیح و تحسین کی گئی ہے دیکھتے ہیں امیر جماعت المسلمین کیا لکھ گئے ہیں

عثمانی صاحب کا اس حدیث کو ضعیف بتانا صحیح نہیں۔ یہ حدیث بالکل صحیح ہے، اس کا راوی عبداللہ بن نافع بن ابی نافع الصائغ جس کو موصوف نے ضعیف کہا ہے بالکل ثقہ ہے۔ یہ صحیح مسلم کا راوی ہے۔ اس راوی کے متعلق حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں :

"ثقة، صحيح الكتاب، في حفظه لين" (تقریب جلد اول ص ۴۵۲) یہ راوی ثقہ ہے، صحیح الکتاب ہے، حافظہ میں نرمی ہے۔

امام یحییٰ بن معین نے عبداللہ بن نافع کو ثقہ کہا، امام مسلمؒ کا اس سے روایت کرنا اور امام یحییٰ بن معین کا اس کو ثقہ کہنا اس کی ثقاہت کے لئے کافی ہے (مرعاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول ص ۶۹۲) عجلی اور خلیلی نے اس کو ثقہ کہا ہے، دارقطنیؒ اسے معتبر سمجھتے ہیں، امام شافعیؒ اس کی تعریف کرتے ہیں (تہذیب التہذیب جلد ۶ ص ۵۲) امام ابن تیمیہؒ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے (مرعاۃ جلد ۱ ص ۶۹۲)

علامہ احمد عبدالرحمٰن البنا الساعاتی تحریر فرماتے ہیں :

رواه ابو داؤد باسناد صحيح (بلوغ الامانی شرح فتح الربانی جزء ۱۳ ص ۲۳) (امام) ابو داؤدؒ نے اس کو صحیح سند سے روایت کیا ہے۔

وصححه النووي في الاذكار۔ امام نووی نے بھی اذکار میں اسے صحیح کہا ہے۔ (مرعاۃ جلد اول ص ۶۹۲)

ذہن پرستی کی ایک تازہ ترین مثال۔ ذہن پرستی کی ستم ظریفیاں

(۱) حضرت ابوہریرہؓ کی بیان کردہ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

لَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا وَصَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلَاتَکُمْ تَبْلُغُنِیْ حَیْثُ کُنْتُمْ (ابوداؤد)

میری قبر کو عید نہ بنانا البتہ مجھ پر درود بھیجتے رہنا، بے شک تمہارا درود مجھے پہنچ جائے گا خواہ تم کہیں بھی ہو۔

ڈاکٹر عثمانی صاحب نے اس حدیث کو توحید کے منافی سمجھا اور اسے ضعیف قرار دیا۔ ضعف کی وجہ یہ بتائی کہ اس کی سند میں ایک راوی عبداللہ بن نافع ضعیف ہے، ان کے اپنے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیے، لکھتے ہیں :

"ابوداؤد میں جو درود پہنچائے جانے کی روایت آئی ہے اس میں عبداللہ بن نافع راوی ضعیف ہے۔" (یہ قبریں یہ آستانے ایڈیشن اول وثانی ص ۱۶)(یہ مزار یہ میلے ص ۱۸)

عثمانی صاحب کا اس حدیث کو ضعیف بتانا صحیح نہیں۔ یہ حدیث بالکل صحیح ہے، اس کا راوی عبداللہ بن نافع بن ابی نافع الصائغ جس کو موصوف نے ضعیف کہا ہے بالکل ثقہ ہے۔ یہ صحیح مسلم کا راوی ہے۔ اس راوی کے متعلق حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں :

"ثقۃ، صحیح الکتاب، فی حفظہ لین" (تقریب جلد اول ص ۴۵۶)

یہ راوی ثقہ ہے، صحیح الکتاب ہے، حافظہ میں نرمی ہے۔

④ حضرت حسنؓ بن علی بن ابی طالب کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

حیثما کنتم فصلوا علی فان صلوٰتکم تبلغنی (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر وسندہ حسن مرعاۃ جلد ۱ صـ۶۸۴)

جہاں کہیں بھی تم ہو مجھ پر درود پڑھا کرو، بے شک تمہارا درود مجھے پہنچ جائیگا۔

یہ حدیث حسن ہے۔

⑤ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

من صلی علی بلغتنی صلوٰتہ و صلیت علیہ (رواہ الطبرانی فی الاوسط وسندہ لا بأس بہ ۔ مرعاۃ جلد اوّل صـ۶۸۴)

جو شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے تو اس کا درود مجھے پہنچ جاتا ہے اور میں بھی اس کے لئے دعائے رحمت کرتا ہوں۔

اس حدیث کی سند میں کوئی خرابی نہیں ہے

۵۰

درود شریف کس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچایا جاتا ہے اس کی تفصیل بھی حدیث میں موجود ہے۔

⑥ حضرت ابو مسعود انصاریؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

اکثروا علی من الصلوٰۃ یوم الجمعۃ فانہ لیس یصلی علی احد یوم الجمعۃ الا عرضت علی صلوتہ {رواہ البیہقی (فی شعب الایمان) وابن ابی عاصم و رواتہ ثقات کما قال البخاری (نیل الاوطار جزء ۳ صـ۲۱۰)}

مجھ پر جمعہ کے دن کثرت سے درود بھیجا کرو اس لئے کہ جو کوئی بھی جمعہ کے دن مجھ پر درود بھیجتا ہے تو وہ درود مجھ پر (اسی دن) پیش کر دیا جاتا ہے۔

اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

اس حدیث کے مزید شواہد سنئے :

(۲) حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ تَسْلِيْمَكُمْ يَبْلُغُنِيْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ (ابو یعلی)

بے شک تمہارا سلام مجھے پہنچ جاتا ہے خواہ تم کہیں بھی ہو۔

حافظ ضیاء مقدسیؒ نے اس حدیث کو جید و صحیح بتایا ہے اور ان کی تصحیح امام ترمذی کی تصحیح کے قریب ہوتی ہے۔ (مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد اول ص۶۹۳)

علامہ احمد عبد الرحمٰن البنا الساعاتی فرماتے ہیں :

ولهذا الحديث شواهد صادقة من اوجه مختلفة منها عن علي ..... الخ (بلوغ الامانی جز ۱۲ ص۳۹)

حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث کے بہت سے سچے شواہد ہیں جو مختلف سندوں سے مروی ہیں، ان میں سے حضرت علیؓ کی حدیث بھی ہے۔

گویا علامہ الساعاتی نے بھی اس حدیث کو صحیح بتایا ہے۔

(۳) حضرت حسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

صَلُّوْا عَلَيَّ وَسَلِّمُوْا فَإِنَّ

مجھ پر درود بھیجو اور سلام بھیجو، بے شک

۴۹

صَلَاتَكُمْ وَسَلَامَكُمْ يَبْلُغُنِيْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ مسند ابو یعلی) و روی نحوہ عبد الرزاق فی مصنفہ (مصنف جلد ۳ ص۷۱)

تمہارا درود و سلام مجھے پہنچ جاتا ہے خواہ تم کہیں بھی ہو۔

حافظ ضیاء مقدسی نے اس حدیث کو جید و صحیح بتایا ہے (مرعاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول ص۶۹۳)

حواشی

[1] ابن حجر لکھتے ہیں قلت رجال ثقات، التہذیب التہذیب جلد 3ص398)۔ حافظ منذری   الترغیب والترهيب لکھتے ہیں اسنادہ جید ترجمان السنہ جلد 3ص297 علامہ عزیزی لکھتے ہیں۔ رجال الثقات، السراج المنیر جلد1ص290۔ علامہ مناوی لکھتے ہیں، قال الدمیری رجال ثقات، فیض القدیر جلد4ص87،۔ اسی طرح زرقانی ، سمہووی، ملاعلی قاری، شمس الحق علیم آبادی، قاضی شوکانی نے بھی اس حدیث کا صحیح اور جید کہا ہے۔زرقانی شارح مواحد جلد 5ص436،خلاصۃ الوفا ص48، مرقات جلد2ص112، نیل الاوطار جلد5ص 264، عون المعبود جلد ۱ ص405۔

[2] امام ابو داود نے ایک خط اہل مکہ کو لکھا اس میں مبہم باتیں کیں اس میں ابو داود کہتے ہیں کہ میں جس روایت پر سنن میں ضعیف راوی لیا ہے وہاں میں نے وضاحت کر دی ہے اور جس پر میں خاموش رہو وہ میرے نزدیک اصح ہے

وَمَا كَانَ فِي كتابي من حَدِيث فِيهِ وَهن شَدِيد فقد بَينته وَمِنْه مَالا يَصح سَنَده

أور میري کتاب میں جو حدیث ہے جس میں کمزوری شدید ہو اس کی میں نے وضاحت کر دی ہے اور اس میں ہیں جن کی سند صحیح نہیں

اور کہا

مَا لم أذكر فِيهِ شَيْئا فَهُوَ صَالح

اور جس پر میں نے کوئی ذکر نہیں کیا وہ صالح (اچھی) ہیں

ابن عبد البر المتوفی ٤٦٣ ھ نے لکھا: كُلُّ ما سكت عليه أبو داود، فهو صحيح عنده، لا سيما إن كان لا يذكر في الباب غيره   ہر وہ روایت جس پر ابو داود خاموش رہیں وہ ان کے نزدیک صحیح ہے   بحوالہ ابن حجر العسقلاني في النكت على مقدمة ابن الصلاح

تدريب الراوي في شرح تقريب النواوي کے مطابق ایک محدث ابن رشید کہتے: بِأَنَّ مَا سَكَتَ عَلَيْهِ قَدْ يَكُونُ عِنْدَهُ صَحِيحًا وَإِنْ لَمْ يَكُنْ كَذَلِكَ عِنْدَ غَيْرِهِ   ہر وہ حدیث جس پر ابو داود چپ رہیں وہ ان کے نزدیک صحیح ہے اور دوسرون کے نزدیک نہیں

متاخرین نے ابو داود کے الفاظ کا مطلب صالح سے الاعتبارحجۃ لیا ہے مثلا محمد زاهد الكوثريُّ وغیرہ   بحوالہ عبد الفتاح أبو غدة في تحقيقه على "رسالة أبي داود" ضمن الرسائل الثلاث - یہ روایات صالح للاستشهاد ہیں یہ قول امام النووی المتوفی ٦٧٦ ھ اور ابن حجر المتوفي ٨٥٢ ھ کا بھی ہے

لہذا ایک اہل حدیث مولوی صاحب کا کہنا ہے کہ متقدمین کے نزدیک صالح سے مراد صحیح نہیں ہوتا بلکہ ان کی مراد ہے صالح للاستشہاد والاعتبار، یعنی صالح روایت ضعیف ہو سکتی ہے۔ اور امام ابو داود کے الفاظ بھی اسی پر دلالت کرے ہیں کہ اگر روایت میں شدید ضعف ہو گا تو وہ بیان کریں گے اور اگر کم ضعف ہو گا تو سکوت اختیار کریں گے اور صالح سے مراد ان کی یہی روایت ہے۔   راقم کہتا ہے یہ بات ثابت نہیں جیسا کہ سلف میں ابن عبد البر نے کہا کہ ابو داود نے یہ لفظ صحیح کے لئے بولا ہے نہ کہ اعتبار کے لئے لیکن جب متاخرین نے دیکھا کہ ابو داود کی سنن میں ایسا نہیں ہے تو انہوں نے خود نیا مفہوم نکالا جو سلف سے منقول نہیں تھا- آج البانی نے سنن کو دو میں کر دیا ہے سنن ابو داود صحیح اور سنن ابو داود ضعیف جس میں سنن ابوداود ضعیف میں ٩٣٢ روایات ہیں

امام ابو داود کا خط مسلمہ ہے کہ انہی کا ہے اس کو علم حدیث پڑھنے والا ہر عالم جانتا ہے- إمام ابو داود نے ان ۹۰۰ سے اوپر روایات میں صرف دس پر ہی منکر کا حکم لگایا ہے اور ایک کو ضعیف کہا ہے- گویا ۱۲۰۰ سال تک امت کو ابو داود کا یہ خط گمراہ کرتا رہا کہ یہ روایات ان کے نزدیک صالح ہیں اور پھر جناب البانی نے جنم لیا اور ۹۰۰ روایات کو سنن ابو داود کی ضعیف کہہ دیا -کہاں دس روایات اور کہاں ۹۳۲ روایات- ابو داود کے الفاظ کے مطابق اگر روایت میں شدید ضعف ہو گا تو وہ بیان کریں گے اور اگر کم ضعف ہو گا تو سکوت کریں گے- لیکن ایسا نہیں ہے انہوں نے شدید ضعیف کو بھی چھوڑ دیا ہے -کسی روایت کو منکر کہنا محدث کی شدید جرح ہے- یعنی شدید ضعیف روایت کو بھی چھوڑ دیا گیا ہے شعَيب الأرنؤوط – محَمَّد كامِل قره بللي نے سنن ابو داود پر تحقیق میں ۲۱ روایات کو منکر قرار دیا ہے

الذہبی نے سیر الاعلام النبلاء میں اس پر کہا: اگر ابو داود پھر بھی خاموش رہتے ہیں تو اس کی وجہ اس روایت کے ضعف کی شہرت و نکارت ہوتی ہے - یہ تماشہ نہیں تو اور کیا ہے -ہمارے محدثین ضعیف روایات کا انبار جمع کر گئے جس پر انہوں نے اصح یا صالح کا حکم لگآیا تھا آج البانی نے ضعیف کہہ دیا - راقم کہتا ہے البانی نے صحیح کیا ہے یہ ضعیف ہی تھیں لہذا ۱۱۰۰ صدیوں تک ابو داود کا خط ایک طرح لوگوں کو گمراہ کرتا رہا -

[3] ابن حبان المتوفی ٣٥٤ ھ اپنی صحیح میں روایت کرتے ہیں

أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ سُرَيْجٍ النَّقَّالُ ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْيَمَانِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «إِذَا مَرَرْتُمْ بِقُبُورِنَا وَقُبُورِكُمْ مِنْ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ، فَأَخْبِرُوهُمْ أَنَّهُمْ فِي النَّارِ

ابو هُرَيْرَةَ رضی الله عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا جب تم ہماری (اہل اسلام) اور اہل الْجَاهِلِيَّةِ کی قبروں پر سے گزرتے ہو تو پس ان کو خبر دو کہ وہ اگ والے ہیں

البانی كتاب التعليقات الحسان على صحيح ابن حبان وتمييز سقيمه من صحيحه، وشاذه من محفوظه میں کہتے ہیں صحيح اور اسی طرح – «الصحيحة» (18)، «أحكام الجنائز» (252) میں اس کو صحیح قرار دیتے ہیں

ابن حبان اس حدیث پر صحیح ابن حبان میں حاشیہ لکھتے ہیں

قَالَ أَبُو حَاتِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَمَرَ الْمُصْطَفَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْخَبَرِ الْمُسْلِمَ إِذَا مَرَّ بِقَبْرِ غَيْرِ الْمُسْلِمِ، أَنْ يَحْمَدَ اللَّهَ جَلَّ وَعَلَا عَلَى هِدَايَتِهِ إِيَّاهُ الْإِسْلَامَ، بِلَفْظِ الْأَمْرِ بِالْإِخْبَارِ إِيَّاهُ أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، إِذْ مُحَالٌ أَنْ يُخَاطَبَ مَنْ قَدْ بَلِيَ بِمَا لَا يَقْبَلُ عَنِ الْمُخَاطِبِ بِمَا يُخَاطِبُهُ بِهِ

نبی صلی الله علیہ وسلم نے حکم دیا اس حدیث میں کہ جب کوئی مسلمان کسی غیر مسلم کی قبر پر سے گزرے تو الله کی تعریف کرے اس ہدایت پر جو اس نے اسلام سے دی اور حکم کے الفاظ جو اس حدیث میں ہیں کہ وہ اگ میں سے ہیں سے یہ محال ہے کہ ان کو مخاطب کیا جائے جو بے شک (اتنے) گل سڑ گئے ہوں کہ خطاب کرنے والے (کی اس بات) کو قبول نہ کر سکتے ہوں جس پر ان کو مخاطب کیا گیا ہے

ابن حبان کے حساب سے ایسا خطاب نبی صلی الله علیہ وسلم نے سکھایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مردے سمجھنے اور سننے کے قابل ہیں اس ضعیف روایت کو اپنی صحیح میں بھی لکھتے ہیں اس سے بھی عجیب بات ہے کہ مردوں کے نہ سننے کے قائل البانی اس روایت کو صحیح کہتے ہیں جبکہ سندا یہ روایت کمزور ہے

ابن حبان مردوں کے سننے کے قائل تھے
اور نیک و صالحین کی قبور پر جا کر دعا کرتے اور وہ ان کے مطابق قبول بھی ہوتی
وما حلت بي شدة في وقت مقامي بطوس, فزرت قبر علي بن موسى الرضا صلوات الله على جده وعليه ودعوت الله إزالتها عني إلا أستجيب لي, وزالت عني تلك الشدة, وهذا شيء جربته مرارا, فوجدته كذلك
طوس میں قیام کے وقت جب بھی مجھے کوئی پریشانی لاحق ہوئی ،میں نے (امام) علی بن موسی الرضا صلوات اللہ علی جدہ وعلیہ کی قبرکی زیارت کی، اور اللہ سے اس پریشانی کے ازالہ کے لئے دعاء کی ۔تو میری دعاقبول کی گئی،اورمجھ سے وہ پریشانی دورہوگئی۔اوریہ ایسی چیز ہے جس کامیں نے بارہا تجربہ کیا تو اسی طرح پایا
[الثقات لابن حبان، ط دار الفكر: 8/ 456]
قبروں سے فیض حاصل کرنے اور مردوں کے سننے کے ابن حبان قائل تھے
شیعہ اماموں کی قبروں سے اہلسنت کے محدثین کا فیض حاصل کرنا کسی شیعہ نے لکھا ہوتا تو سب رافضی کہہ کر رد کر دیتے لیکن یہ ابن حبان خود لکھ رہے ہیں – اس ضعیف الاعتقادی کی وجہ سے وہ صحیح ابن حبان میں عرض اعمال کی روایت کی تصحیح کر گئے
[4] شیعہ عالم ابن داوود الحلي کتاب رجال ابن داود میں کہتے ہیں
أبو عمرو الفارسي زاذان، بالزاي والذال المعجمتين ى (جخ) خاص به
زاذان، علی کے خاص اصحاب میں سے ہے
رجال البرقي کے مطابق بھی زاذان خاص تھے
کہا جاتا ہے یہ قبیلہ مضر کا تھا
شیعہ عالم کتاب الكنى والالقاب ج1 از عباس القمي لکھتے ہیں
نقل الاغا رضا القزويني في ضيافة الاخوان عن القاضي ابى محمد ابن ابي زرعة الفقيه القزويني ان زاذان كان من اصحاب امير المؤمنين " ع " وقتل تحت رايته ثم انتقل اولاده إلى قزوين. قال الرافعي زاذانية قبيلة في قزوين فيهم أئمة كبار من المتقدمين والمتأخرين انتهى
آغا رضا القزويني نے ضيافة الاخوان میں القاضي ابى محمد ابن ابي زرعة الفقيه القزويني سے روایت کیا ہے کہ زاذان امیر المومنین علی کے اصحاب میں تھا اور ان کے جھنڈے تلے قتل ہوا پھر اس کی اولاد قزوین منتقل ہوئی اور الرافعي نے کہا کہ زاذانية قبیلہ ہے قزوین میں جس سے بہت متقدمین اور متاخرین میں بہت سے (شیعہ) علماء آئے ہیں
اہل سنت میں ابن حجر نے بھی اس کو متشیع قرار دیا ہے – اسی طرح اندلس کے مشہور محدث امام أحمد بن سعيد بن حزم الصدفي المنتجالي نے زاذان کو اصحاب علی میں شمار کیا ہے – الکمال از مغلطاي میں ہے
وفي «كتاب المنتجالي»: زاذان أبو عمر كان صاحب علي
یاد رہے کہ امام أحمد بن سعيد بن حزم الصدفي المنتجالي ، امام ابن حزم (علي بن أحمد بن سعيد بن حزم بن غالب) کے والد ہیں جو ایک عظیم محدث ہیں – اندلس کے محدثین زاذان کی روایت کردہ عود روح والی روایت کو رد کرتے تھے
مولانا نیاز احمد جن کا ڈاکٹر عثمانی کی تنظیم سے کچھ لینا دینا نہیں ہے وہ فیه شيعية کا ترجمہ کرتے ہیں

حرف الزاء

۱۹۷۶۔ بخ،م،۴۔ زاذان، ابوعمر کندی، بزاز:

اس کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ دوسرے طبقہ کا صدوق، شیعہ راوی ہے ارسال کرتا ہے ۸۲ھ میں فوت ہوا۔

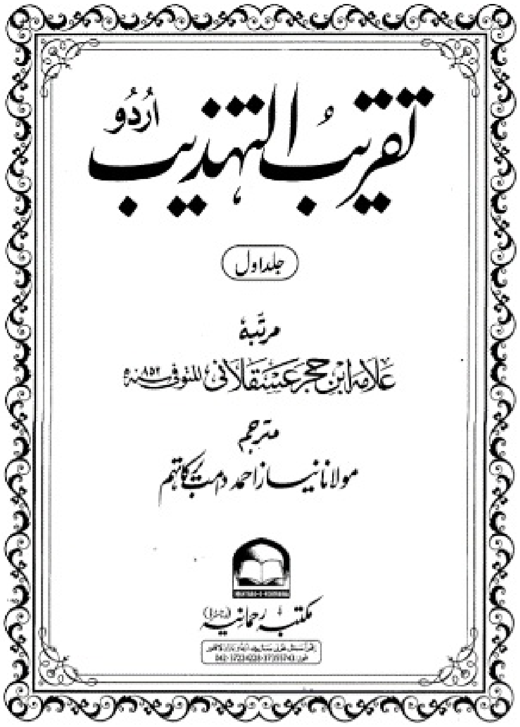

ابو جابر دامانوی کتاب دین الخالص میں اثر پیش کرتے

ہیں

۱۸۱ ـــ (أخبرنا) عمر بن عون عن خالد بن عبد الله، عن عطاء بن السائب، عن أبي البختري وزاذان قالا: قال علي: وابردها على الكبد إذا سئلت عما لا أعلم أن أقول: الله أعلم

(عکس سنن الدارمی ج ۱ ص۵۷)

ترجمہ: حضرت عطاء بن سائبؒ (جنہوں نے ابوالبختریؒ اور زاذانؒ کو حضرت علیؓ کا بہترین ساتھی قرار دیا ہے) ابوالبختریؒ اور زاذانؒ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جب مجھ سے کوئی نئی بات پوچھی جائے جو میں نہ جانتا ہوں تو اس کے بارے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۷

میں کلیجہ کو سب سے زیادہ ٹھنڈی بات یہ ہے کہ میں کہوں کہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔"

اس پر محدثین کا کہنا ہے کہ اس میں عطاء بن السائب الثقفي الكوفي ہے جس سے خالد بن عبد الله نے روایت کیا ہے
كتاب المختلطين از صلاح الدين أبو سعيد خليل بن كيكلدي بن عبد الله الدمشقي العلائي (المتوفى: 761هـ) کے مطابق

من سمع منه بأخرة فهو مضطرب الحديث. منهم: هشيم، وخالد بن عبد الله.

جس نے عطاء بن السائب الثقفي الكوفي سے آخر میں سنا ہے تو وہ مضطرب الحدیث ہے اور ان سننے والوں میں ہیں هشيم اور خالد بن عبد الله.

لہذا یہ اثر قابل رد ہے کیونکہ یہ دور اختلاط کا ہے

میزان الاعتدال از الذھبی میں ہے کہ عطاء بن السائب کو بصرہ میں وہم ہوتا تھا محدثین میں ابن علیہ نے کہا

ابن علیہ : قدم علينا عطاء بن السائب البصرة، فكنا نسأله، فكان يتوهم فنقول له: من؟ فيقول: أشياخنا ميسرة، وزاذان، وفلان.

عطاء بن السائب ہمارے پاس بصرہ پہنچا تو ہم نے اس سے سوال کیے پس یہ وہم کا شکار ہوتا ہم اس سے کہتے کس نے کہا ؟ تو کہتا ہمارے شیوخ ميسرة، اور زاذان اور فلاں نے

محدثین میں مشہور ہوا کہ جب بھی تین نام ایک ساتھ بیان کرے تو یہ اس کا اختلاط ہے

داما‌نوی صاحب اثر پیش کرتے ہیں کہ

مگر زاذانؒ کے سلسلہ میں موصوف کوئی بھی ایسا ثبوت پیش نہیں کر سکے ہیں کہ وہ شیعہ تھے البتہ وہ تابعی بزرگ ہیں اور حضرت علیؓ کے شاگردوں میں سے ہیں، چنانچہ عطاء بن السائبؒ کا بیان ملاحظہ فرمائیں:-

"٧٧٤١ ـ عبد الرزاق عن أبي بكر بن عياش عن عطاء بن السائب قال : رأيت خيار أصحاب علي ، زاذان ، وميسرة ، وأبا البختري ، يؤثرون المسجد في شهر رمضان عن غيرهم ، يعني يقومون مع الناس ."

(مصنف عبدالرزاق) جلد ۴ ص ۲۶۳

ترجمہ: "میں نے حضرت علیؓ کے بہترین اصحابؓ کو دیکھا ہے یعنی زاذانؒ، میسرةؒ، اور ابوالبختریؒ، یہ حضرات رمضان المبارک میں لوگوں کے ساتھ مسجد میں قیام کیا کرتے تھے"۔

حضرت عطاءؒ کے اس بیان سے ان حضرات کے شیعہ ہونے کی بھی نفی ہو گئی کیونکہ شیعہ حضرات تراویح کو سرے سے تسلیم ہی نہیں کرتے بلکہ بدعت کہتے ہیں۔

لیکن جیسا واضح کیا یہ مشکوک اثر ہے کیونکہ اس میں نے تین نام لئے ہیں- طبقات ابن سعد میں ہے ابن علیہ نے کہا

وسألت عنه شعبة فقال: إذا حدثك عن رجل واحد فهو ثقة. وإذا جمع فقال زاذان وميسرة وأبو البختري فاتقه .

میں نے امام شعبہ سے اس کے متعلق پوچھا: کہا جب یہ ایک شخص سے روایت کرے تو صحیح ہے لیکن جب یہ زاذان اور ميسرة اور أبو البختري کو ایک ساتھ جمع کرے تو بچو

اسی طرح تاریخ الاسلام از الذھبی میں ہے

قال ابن المديني: قُلْتُ لِيَحْيَى الْقَطَّانِ: مَا حَدَّثَ سُفْيَانُ وَشُعْبَةُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ صَحِيحٌ هُوَ؟ قَالَ: نَعَمْ إِلا حَدِيثَيْنِ كَانَ شُعْبَةُ يَقُولُ: سَمِعْتُهُمَا بِأَخَرَةٍ عَنْ زَاذَانَ

ابن المدینی نے کہا میں نے یحیی سے پوچھا کہ جو شعبہ اور سفیان نے عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ سے روایت کیا کیا صحیح ہے ؟ کہا ہاں سوائے دو حدیثوں کے جو شعبہ کہتے عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ نے آخر میں زاذان سے سنی تھیں

یعنی محدثین کو عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ کی زاذان سے روایت تک پر اعتبار نہ تھا

[5] اس کی سند میں المسعودي عبد الرحمن ابن عبد الله بن عتبة مختلط ہے لیکن الدعوات الکبیر از بیہقی میں سند ہے جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، أَخْبَرَنَا الْمَسْعُودِيُّ اور المعجم الکبیر از طبرانی میں سند ہے ابْنُ رَجَاءَ، أَنَا الْمَسْعُودِيُّ - ابن الکیال نے

الكواكب النيرات میں کہا ہے کہ عبد الله ابن رجاء اور جعفر بن عون نے المسعودي عبد الرحمن ابن عبد الله بن عتبة سے الاختلاط سے قبل سنا ہے – لہذا یہ علت ختم ہوئی- مسعودی کے علاوہ اس کو مسعر بن کدام نے بھی روایت کیا ہے

فضل الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم از إسماعيل بن إسحاق القاضي الأزدي الجهضمي (المتوفى: 282هـ) کی کتاب پر تحقیق میں البانی نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے

دارقطنی کا کہنا ہے کہ

قال السُّلَمِيُّ: وقال الشيخ يعني الدَّارَقُطْنِيّ المسعودي إذا حدث عن أبي إسحاق، وعمرو بن مرة، والأعمش، فإنه يغلط، وإذا حدث عن معن، والقاسم، وعون، فهو صحيح، وهؤلاء هم أهل بيته

جو عون نے مسعودی سے سنا وہ صحیح ہے

[6] ابْنُ عَجْلاَنَ: عَنْ سُهَيْلٍ، وَسَعِيْدٍ مَوْلَى المُهْرِيِّ، عَنْ حَسَنِ بنِ حَسَنِ بنِ عَلِيٍّ أَنَّهُ رَأَى رَجُلاً وَقَفَ عَلَى البَيْتِ الَّذِي فِيْهِ قَبْرُ النَّبِيِّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- يَدْعُو لَهُ، وَيُصَلِّي عَلَيْهِ، فَقَالَ لِلرَّجُلِ (1) : لاَ تَفْعَلْ، فَإِنَّ رَسُوْلَ اللهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- قَالَ: (لاَ تَتَّخِذُوا بَيْتِيَ عِيْداً، وَلاَ تَجْعَلُوا بُيُوْتَكُم قُبُوْراً، وَصَلُّوا عَلَيَّ حَيْثُ مَا كُنْتُم، فَإِنَّ صَلاَتَكُم تَبْلُغُنِي) (2) .

هَذَا مُرْسَلٌ، وَمَا اسْتَدَلَّ حَسَنٌ فِي فَتْوَاهُ بِطَائِلٍ مِنَ الدَّلاَلَةِ، فَمَنْ وَقَفَ عِنْدَ الحُجْرَةِ المُقَدَّسَةِ ذَلِيْلاً، مُسْلِماً، مُصَلِّياً عَلَى نَبِيِّهِ، فَيَا طُوْبَى لَهُ، فَقَدْ أَحْسَنَ الزِّيَارَةَ، وَأَجْمَلَ فِي التَّذَلُّلِ وَالحُبِّ، وَقَدْ أَتَى بِعِبَادَةٍ زَائِدَةٍ عَلَى مَنْ صَلَّى عَلَيْهِ فِي أَرْضِهِ، أَوْ فِي صَلاَتِهِ، إِذِ الزَّائِرُ لَهُ أَجْرُ الزِّيَارَةِ، وَأَجْرُ الصَّلاَةِ عَلَيْهِ، وَالمُصَلِّي عَلَيْهِ فِي سَائِرِ البِلاَدِ لَهُ أَجْرُ الصَّلاَةِ فَقَطْ، فَمَنْ صَلَّى عَلَيْهِ وَاحِدَةً، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ عَشْراً، وَلَكِنْ مَنْ زَارَهُ – صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ – وَأَسَاءَ أَدَبَ الزِّيَارَةِ، أَوْ سَجَدَ لِلْقَبْرِ، أَوْ فَعَلَ مَا لاَ يُشْرَعُ، فَهَذَا فَعَلَ حَسَناً وَسَيِّئاً، فَيُعَلَّمُ بِرِفْقٍ، وَاللهُ غَفُوْرٌ رَحِيْمٌ.

فَوَاللهِ مَا يَحْصَلُ الانْزِعَاجُ لِمُسْلِمٍ، وَالصِّيَاحُ وَتَقْبِيْلُ الجُدْرَانِ، وَكَثْرَةِ البُكَاءِ، إِلاَّ وَهُوَ مُحِبٌّ للهِ وَلِرَسُوْلِهِ، فَحُبُّهُ المِعْيَارُ وَالفَارِقُ بَيْنَ أَهْلِ الجَنَّةِ وَأَهْلِ النَّارِ، فَزِيَارَةُ قَبْرِهِ مِنْ أَفْضَلِ القُرَبِ، وَشَدُّ الرِّحَالِ إِلَى قُبُوْرِ الأَنْبِيَاءِ وَالأَوْلِيَاءِ، لَئِنْ سَلَّمْنَا أَنَّهُ غَيْرُ مَأْذُوْنٍ فِيْهِ لِعُمُوْمِ قَوْلِهِ – صَلَوَاتُ اللهُ عَلَيْهِ -: (لاَ تَشُدُّوا الرِّحَالَ إِلاَّ إِلَى ثَلاَثَةِ مَسَاجِدَ) فَشَدُّ الرِّحَالِ إِلَى نَبِيِّنَا -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-مُسْتَلْزِمٌ لِشَدِّ الرَّحْلِ إِلَى مَسْجِدِهِ، وَذَلِكَ مَشْرُوْعٌ بِلاَ نِزَاعٍ، إِذْ لاَ وُصُوْلَ إِلَى حُجْرَتِهِ إِلاَّ بَعْدَ الدُّخُوْلِ إِلَى مَسْجِدِهِ، فَلْيَبْدَأْ بِتَحِيَّةِ المَسْجِدِ، ثُمَّ بِتَحِيَّةِ صَاحِبِ المَسْجِدِ – رَزَقَنَا اللهُ وَإِيَّاكُمْ ذَلِكَ آمِيْنَ

ابْنُ عَجْلاَنَ: عَنْ سُهَيْلٍ، وَسَعِيْدٍ مَوْلَى المُهْرِيِّ، عَنْ حَسَنِ بنِ حَسَنِ بنِ عَلِيٍّ سے روایت کیا کہ انہوں نے ایک شخص کو دیکھا جو اس گھر میں رکا جس میں قبر النبی ہے اس سے دعا کر رہا تھا درود کہہ رہا تھا پس ایک رجل نے کہا یہ مت کر کیونکہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا ہے میرے گھر کو میلہ مت کرو اور نہ اپنے گھروں کو قبر بنا دو اور مجھ پر درود کہو جہاں بھی تم ہو کیونکہ تمہارا درود مجھ تک پہنچتا ہے -یہ مرسل ہے پر اس فتوے میں جو اچھا ہے اس پر اور دلائل سے نشاندھی ہوتی ہے – پس جو حجرہ مقدس کے پاس اپنے اپ کو تذلل میں رکھتے ہوئے مسلم بنا اور درود نبی پر کہتے ہوئے رکا تو اس کے لئے بشارت ہے تو پس یہ بہترین زیارت ہے اور تذلل میں سب سے اجمل ہے اور محبت میں اور جو زائر نبی صلی الله علیہ وسلم پر ان کی زمین پر درود کہے تو یہ عبادت میں زائد ہے تو اس پر اجر بھی زائد ہے اور درود کہنے کا اجر ہے اور تمام شہروں میں جو درود کہیں ان کے تو فقط اجر ہے اور جس نے ایک بار کہا اس پر دس بار سلامتی ہے لیکن جس نے نبی صلی الله علیہ وسلم کی زیارت کی اور ادب زیارت میں خرابی کی یا قبر کو

سجدہ کیا یا کوئی غیر شرعی کام کیا تو یہ کام اچھا و برا ہے پس فرق کو جانو اور اللہ تو غفور و رحیم ہے – اللہ کی قسم مسلمان کو جو مشکل ملتی ہے اور جو وہ روتا ہے اور دیواروں کو چومتا ہے اور بہت روتا ہے تو یہ کچھ نہیں صرف اللہ اور اس کے رسول سے محبت ہے تو اس محبت کا معیار ہے اور یہ اہل جنت و جہنم کو الگ کرنے والی ہے پس قبر نبی کی زیارت قرب میں افضل ہے اور سواری کسنا انبیاء اور اولیاء کی قبور کے لئے ہے اور اس میں قول نبوی سے ممانعت نہیں ہے کہ اپ نے فرمایا سواری نہ کسی جائے صرف تین مسجدوں کے لئے پس ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سواری کسنا تو لازم ہے کہ ان کی مسجد کا سفر ہو اور یہ مشروع ہے اس میں نزاع نہیں ہے کیونکہ حجرہ نہیں ملے گا جب تک مسجد میں داخل نہ ہو لیں پس تَحِيَّةِ المَسْجِدِ سے شروعات کرو پھر تَحِيَّةِ صاحب المَسْجِدِ سے شروع کرو اللہ تم کو اور ہم کو یہ دے امین

الذہبی نے چند جملوں سے ابن تیمیہ کی کتاب کا رد کر دیا

[7] اسی کتاب میں مبارک پوری فجر میں قنوت پڑھنے والی ایک روایت کی بحث میں اس راوی پر جرح کرتے ہیں واحتج المثبتون بما روى الدارقطني (ص118) وعبد الرزاق وأحمد (ج3 ص162) وأبونعيم والطحاوي (ج1 ص143) والبيهقي في المعرفة وفي السنن (ج2 ص201) والحاكم وصححه من حديث أنس قال: ما زال رسول الله - صلى الله عليه وسلم - يقنت في الفجر حتى فارق الدنيا. وأجاب النافون بأنه لو صح لكان قاطعاً للنزاع، ولكنه من طريق أبي جعفر الرازي، وثقه غير واحد، ولينه جماعة. قال: فيه عبد الله بن أحمد، عن أبيه والنسائي والعجلي: ليس بالقوي. وقال ابن المديني: أنه يخلط. وقال أبوزرعة: يهم كثيراً. وقال ابن خراش والفلاس: صدوق سيء الحفظ. وقال ابن معين: ثقة لكنه يخطيء. وقال الدوري: ثقة ولكنه يغلط. وقال الساجي: صدوق ليس بمتقن. وقال ابن القيم: هو صاحب مناكير، لا يحتج بما انفرد به أحد من أهل الحديث البتة.

[8] ابن ماجہ 119) ابن حجر لکھتے ہیں قلت رجال ثقات، التہذیب التہذیب جلد 3ص398)۔ حافظ منذری الترغیب والترہیب لکھتے ہیں اسنادہ جید ترجمان السنہ جلد 3ص297 علامہ عزیزی لکھتے ہیں۔ رجال الثقات، السراج المنیر جلد1ص290۔ علامہ مناوی لکھتے ہیں، قال الدمیری رجال ثقات، فیض القدیر جلد4ص87،۔ اسی طرح زرقانی ، سمہووی، ملاعلی قاری، شمس الحق علیم آبادی، قاضی شوکانی نے بھی اس حدیث کا صحیح اور جید کہا ہے۔زرقانی شارح مواحد جلد 5ص436،خلاصۃ الوفا ص48، مرقات جلد2ص112، نیل الاوطار جلد5ص 264، عون المعبود جلد ۱ص405۔

[9] کتاب ذہن پرستی از مسعود احمد بی ایس سی میں اوپر والی تمام روایات کی تصحیح و تحسین کی گئی ہے - اپ ہماری تحقیق کو غیر مقلدین کی تحقیق یا امیر جماعت المسلمین کی تحقیق سے ملا کر دیکھ سکتے ہیں کہ حق کیا ہے

[10] یہ قول سرے سے ثابت ہی نہیں تھا - وکیع نے اس کی سند میں نام إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ الْبَهِيِّ لیا ہے جو مجھول ہے